آہ وحشی

یعنی

کتاب مستطاب رموز الفقرا عرف ہنس جواہر کا عمدہ اور لطیف ترجمہ

جسمین

اسرار معارف و نکات سلوک کا بہت ہی پاکیزگی و خوش بیانی کے ساتھ
دل لبھانے والا فوٹو دکھایا گیا ہے گویا کہ ہندی کتاب کو اُردو کا لباس
پہنا کر ایک زہرہ جبین کی صورت مین پیش کیا ہے جسکی ہر ادا دلربا ہے
اور ہر عشوہ قیامت نما

مترجمہ

نعال بردار اولیائے کرام خاکسار محمد احسن وحشی متوطن نگرام

عفا اللہ عنہ

باراول

مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین چھپی

سنہ ۱۸۹۷ع

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ادریس کا جذب نام اللہ

جو راز کیا تھا دل مین پنہان

الفت کے مزے بہار عالم

وہ ناز و ادا و دلربائی

نکتے اسرار و راز الفت

القصہ جو راز درمیان تھے

تحریک ذراسی آہ کر کے

سب کھولدیے وہ بھید اکبار

آتے ہی لگا کے ایک ٹھوکر

لایا مجھے کھینچکر سر راہ

وحشی کا نیاز و ناز جانان

اور بادۂ خوشگوار پیہم

وہ حسن وہ قہر و کج ادائی

اُنکی وہ مہر و رحم و شفقت

پردہ مین عدم کے جو نہان تھے

دل چھین کے اور تباہ کر کے

ہونے نہ دیا ذرا بھی ہشیار

عشاق کے دل کو خوب مل کر

۴

اشارہ بطرف حضرت مولانا محمد ادریس صاحب گرامی پیرو مرشد مصنف

ثنوی ۱۲ اسلم

تخلص مصنف

ثنوی ۱۲

ترچھی چتون کے مار کر تیر — لایا کیا رنگ ہے وہ بے پیر
دھوم اپنی مچائی ہر طرف ہے — معلوم نہین پہ کس طرف ہے
حور اور پری و جن و انسان — رازِ ملکوت و سرّ یزدان[1]
گلزار جہان کا سبز تختہ — عشاق کی کشتی شکستہ
اصنام کا کبر و خودنمائی — مہرویون کا حسن و مہ لقائی
اشجار کے سبز سبز پتے — گل کی روشین چمن کے تختے
دریا کا وہ موج خیز طوفان — بارش کا ہرا بھرا بیابان
نیچر کی تمام دلفریبی — خود اپنے ہی اُسنے نام لکھی
خود ہی ہر ایک رنگ مین ہے — ہر جا نئے ایک ڈھنگ مین ہے
طرفہ باتین عجب ہین حالات — اک ذات کے ہین یہ سب کمالات
امکان کو وجوب مین ملا کے — بیخوف دلون کو لوٹتا ہے
خود مست ہوا ہے آپ ایسا — کہتا ہے پکار ما عرفنا[1]
آئی جو ادھر طبیعت اکبار — امکان کا کیا کرشمہ تیار
ہاتھون سے بنا کے اپنی تصویر — طرفہ یہ نکالی اور تدبیر
بازار مین مشتری بلا کر — پردہ مین رکھا مرقع لاکر
بشر[2] مثلک کبھی سُنایا — گاہے قوسین[3] بلکہ اَدنا
متوالا کیا شراب دیکر — دل دُکھ سے کیا کباب لیکر

[1] اشارہ بقول نبی علیہ السلام ما عرفناک الخ ۱۲
[2] اشارہ بآیہ واقعہ قل انما انا بشر مثلکم الآیہ ۱۲
[3] اشارہ بہ واقعہ قاب قوسین او ادنیٰ ۱۲

مارے گئے بنا کے کسنون
کتنون کو ہوس مین مارڈالا
کتنون کا جہان مین ہوا خون
گھر سے لاکھون ہی کو نکالا
کتنے دریا مین آہ ڈوبے
کتنے بے جینے سے اپنے اوبے
جنکی امداد پر ہوا خود
جنکا بیڑا اُٹھالیا خود
آنکھون مین اُنھین چھپا چھپا کے
عشاق کی نظرون سے بچا کے
نشرح کا لگا کے تیز خنجر
دکھلا یا جمال روے انور
روز ایک نئی ہے آن اُسکی
کل یوم ہے شان اُسکی
بت ہے کہین اور کہین صمد ہے
احمد ہے کہین کہین احد ہے
تسبیح خدا نبی پہ صلوات
پاس انفاس ہی جو ذرات
حیرت کا مقام ہے یہ واللہ
مومن وحشی ہے یا کہ گمراہ

سبب نظم مثنوی

ادریس کا نام لے کے جو کا
ہستی کے نشان مین آکے بھولا
وہ تخت نشین بزم عرفان
توصیف کا اُسکی کب ہے پایان
کھولون اپنی زبان مین کیسے
چپ بھی بنتا نہین ہو رہتے
زلف مشکین سنگھا کے اُسنے
لوٹے ہوش وحواس میرے
مخمور شراب کا بنایا
ہستی کو شراب سا بنایا

نخل الفت بٹھا کے دل مین — غلطان کیا آہ آب و گل مین
ہمت مصروف کر کے باللہ — بیٹھا کعبہ مین بھی وہ ذیجاہ
امداد اللہ بنا عجب ادا سے — مکہ مین بلا یہان سے جا کے
مجروح کیا دلِ حزین کو — کیونکر مجھکو نہ بیکلی ہو
یکچند رہی سوار سر پر — وحشت کھائے ہزارون پھیر
مجبور کیا اِدھر بُلایا — الفت کا نتیجہ یون دکھایا
حالِ دلِ بے نوا کو پوچھا — سلطان نے اک گدا کو پوچھا
جگ بیتی مین کہ تو آپ بیتی — خواہش اُسکی یہ راتدن تھی
القا دل پر ہوا جو ہر بار — آخر ٹالا نہ حکم دلدار
مدت کا عہد تھا جو اپنا — یعنی ہرگز نہ کچھ بھی کہنا
توڑا اُسے اور خونِ دل سے — قرطاس پہ کچھ رموز لکھے
حاضر ہوا روبروے دلدار — گو اسمین نہین ذرا بھی انکار
مُلّا صوفی نہین مین ہرگز — مفتی قاضی نہین مین ہرگز
عالم نہین اور نہین مین شاعر — نے فنِ سخن سے کچھ بھی ماہر
گنجلک دفتر تمام ہے یہ — الجھا بالکل کلام ہے یہ
پر شعر و سخن سے کام کیا تھا — منظور کچھ اسمین نام کیا تھا
نسبت جو بڑی ہے اپنی لیکن — چھوٹی نہین کام کے کیے بن

ع
اشارہ ہے طرف
حضرت مولانا
شاہ امداد اللہ
صاحب تھانوی
مہاجر مکی جنکے
سلسلہ میں صاحب ہیں
بنگالہ میں متوطن
مصنف مثنوی
نسبت کی ۱۲

غیروں سے غرض مگر نہین ہے	لڑنا مدنظر نہین ہے
منظور نظر جو اُنکے ہو جاے	اپنے دل کی مراد بر آے

وجہ انتخاب ہنس وجواہر

اظہار کا حال آگیا ہے	اسرار کا پردہ اُٹھ گیا ہے
جو بات کبھی نہ کہنے کی تھی	نوبت لکھنے کی اُسکے آئی
آئی جودت پہ ہے طبیعت	آمادہ ہے کہنے پر حقیقت
پہلے لیکن پڑی یہ مشکل	دریا آکر ہوا یہ حائل
یعنے کسے انتخاب کیجے	کس کے منھ سے جواب دیجے
کس کا ڈالون نقاب منھ پر	محبوب نہ جسمین ہو مکدّر
شبدیز خیال گرم رفتار	بہتیرا رہا بدشت افکار
کتنی چھانی زمانہ کی خاک	پہونچا کس کس جگہ پہ بیباک
جتنی جنسین نظر مین آئین	کوئی نہ نگاہ مین سمائین
گلزار ارم زمین نگرام[۱]	اپنا ہے جس جگہ دلارام
وان سے نزدیک کچھ نہین دور	دریاباد[۲] اک جگہ ہے مشہور
خطہ اچھا ہرا بھرا ہے	عارف اک وان پہ ہوگیا ہے
علم عمدخان کا تھا عالم	مشہور جہان بنام قاسم[۳]
اُس عاشق روے دلربا نے	مقبول جناب کبریا نے

۱ قصبہ نگرام ... ضلع لکھنؤ مصنف و مولانا محمد ادریس صاحب ۱۲
۲ دریاباد ضلع بارہ بنکی ...
۳ قاسم صاحب ... شاہ ... صاحب دریابادی مصنف اصل کتاب ہنس وجواہر ۱۲ منہ

عشاق کا سوز و ساز نالہ
ہونا کسی مہ کے گرد ہالہ

جنگل مین اڑانی خاک جاکر
تجنا دیہیم و تاج و افسر

ملک و دولت کو چھوڑ دینا
بن مین جاکر کے جوگ لینا

گمنامی مین آپ کو چھپانا
تب ایک نظر کا دیکھ پانا

دکھ درد اٹھا کے اپنے اوپر
چڑھکر کتنے پہاڑ اوپر

بحر مواج سے گزر کر
گر کر ڈوب کر ابھر کر

آفات زمانہ کی اٹھا کے
چرکے رنج و الم کے کھا کے

دلدار سے ہمکنار ہونا
مفلس سے شہریار ہونا

پانا کھوئی ہوئی پھر عزت
دونا ہو جانا جاہ و ثروت

جتنی عشق بتان کی باتین
ہوتی اس دہر مین عیان ہین

سب کا فوٹو صحیح کھینچا
تبلایا سبھون کو اونچا نیچا

دشوار گزار سارے رستے
جن سے نہ گذر سکین فرشتے

پرخوف وہ کوہ و دشت و ہامون
جنکے ہو خیال سے جگر خون

سب کو آئینہ کر دیا ہے
سب بے کم و کاست لکھدیا ہے

دل کو یہ ہوا خیال پیدا
قصہ ہے یہی بس اپنی گون کا

اسمین کچھ حرج بھی نہین ہے
قاسم کوئی غیر بھی نہین ہے

اشرف[1] کے مکان کا وہ گدا ہے
بچھپر ادریس کی عطا ہے

[1] شاہ پیر اشرف صاحب سلوتی شیخ سلسلہ طریقت شاہ قاسم صاحب ۱۲

کنزِ اشرف کے لعل و گوہر
ہمت عبد العلیؒ نے کرکے
دونون تم ایک ہو نہین دو
یہ مژدہ دلربا سنا جب
ہندی کی وہ مہ جبین جو تھی
اُسکا سب رنگ و روپ بدلا
گو خوب تھی دلربا وہ پُرفن
عالم نے نیا ہے رنگ بدلا
اِسکے حسن و ادا کے آگے
اب اور ہے کچھ ہوا چمن کی
بے طرح زمانہ چھیڑتا ہے
گو اُسکے وہ حسن اور جوہر
لیکن بھاتی نہین کسی کو
بالجملہ مذاق عمار خان بھی
بینے اُردو زبان کا جوڑا
اپنی کوشش سے ہو سکا جو
کھا کر خون جگر کو دن رات

قاسم کرتا تھا ناز جن پر
پائی تھی اپناہ عطاؒ کے گھر سے
کرنا جو کچھ ہے بس وہ کر او
بیٹھا لکھنے یہ مثنوی تب
لکھی قاسم کی یعنے پوتھی
اُردو مین بیان تمام لکھا
بدلا اب ہے زمانہ لیکن
اُردو کا ہوا ہے بول بالا
ہندی بھاشا کو کون پوچھے
ہر بات ہے ایک بانکپن کی
سوکھے اشجار کاٹتا ہے
اسمین موجود ہین سراسر
ہندی آتی نہین کسی کو
چاہیے تھا یہی کہ دختِ ہندی
عشاق کا تا نہ حظ ہو تھوڑا
باقی مین نے رکھا نہ اُسکو
مُنھ سے اپنے نکالی ہے بات

اسکا ہو حسن روز افزون
تیرے لطف و کرم سے بیچون

یہ زہرہ جبین ماہ پارہ
یارب ہو قابل نظارہ

اسکو ہر دل قبول کرلے
شائق سب ہووین جان و دل سے

اسکی ہراک ادا ہو مقبول
عشاق کا ہو وظیفہ معمول

جو کوئی پڑھے وہ شاد ہو جاے
غم حسرت کا غبار صاف دھو جاے

وحشی دلدار سے ہو ہمدوش
ہو شاہد مدعا ہم آغوش

تولہ منس

اے بلبل فکر کس طرف ہے
مشتاقون کے دیکھ آکے میلے

کس طرح سبھون کو آرزو ہے
سب کو تیری ہی جستجو ہے

اپنے تو نغمہ ہاے دلکش
ہمہ سنا کہ ہین فرامش

کر آج بیان وہ داستان تو
حیرت ہو وے ہر ایک دلکو

نیرنگ جو عشق مین نہان ہین
لاؤ انکو منقصہ بیان مین

ہان اے مرے ناظرین خوشخو
للہ ذرا سنبھل کے بیٹھو

کرتا ہون بیان مین وہ کہانی
جسکی ہر سیر کی سوہانی

کچھ نا مینا ہے رام کرکے
دیتی ہے غضب بلا کے جی سے

کہتے ہین زمان پاستان مین
برہان کوئی شاہ تھا جہان مین

اقلیم بلخ مین حکمران تھا
حشمت دولت سے کامران تھا

منصف دانا شجاع سخی تھا مصروف رعایا پروری تھا
راضی اُس سے رعیت اُسکی رستم کے دل پہ ہیبت اُسکی
معدوم فقیر ملک مین تھا آباد تمام شہر اُسکا
مظلوم کی داد کو پہونچتا ظالم کو سزاے ظلم دیتا
ہر ایک کی التماس سُنتا پوری امید سب کی کرتا
خیمہ خرگاہ فوج و لشکر ساز و سامان مال اور زر
ہر بات سے اُسکا دل غنی تھا باقی نہین کوئی تھی تمنا
گلرو و گلعذار زہرہ طلعت حاضر رہتین براے خدمت
دولتسرا غیرت ارم تھا عیش و عشرت ہی دمبدم تھا
لیکن سلطان کو بیکلی تھی فرزند نہین تھا بیدلی تھی
جب نور نظر نہ ہو تو یہ کیسے آرام کسی کو ہو خوشی سے
جب راحت جان نہو تو پھر آہ کس کام کا مال و دولت و جاہ
ہی زینت تخت و تاج اولاد اولاد نہین تو سب ہی برباد
نیکی جو جہان مین بارور ہی فرزند خلف ہی یہ خبر ہی
برہان کو غم جو تھا پسر کا دن تو رہتا وہ تخت پر تھا
شب کو شاہی محل کے باہر جاتا تھا چھپکے نکل کے بے ڈر
فقرا صلحا جو شہر مین تھے جاتا اُن پاس بھیس بدلے

کرتا خدمت تھا عابدون کی
لیتا تھا دعائین زاہدون کی

مطلب کی تلاش مین شہنشاہ
چلتا ہر روز فقر کی راہ

سوتا ہرگز نہ تھا مکان مین
بھاتا اُسکو نہ کچھ جہان مین

برسون شہ کی رہی یہ حالت
حاصل نہوئی مگر فراغت

اک روز پلنگ سے وہ اُٹھکر
جانے لگا گھر سے جو نکل کر

خاتون جو ہم بغل تھی شہ کی
اُسکے اُٹھتے ہی وہ بھی چونکی

بیداری کو اُسنے پر چھپایا
سلطان سے نگاہ کو چرایا

دیکھا کہ لباس کو بدلکر
گھر سے چلا شہ فقیر بنکر

آگے برہان پیچھے بانو
اک ساتھ مکانسے نکلے دونو

سلطان کو اسکی کیا خبر تھی
پیچھے آتی ہے اُسکی بیوی

بیگم کو مگر اُدھیڑبُن تھی
جاتی پیچھے تھی پہ چور جیسی

ایوان سے نکلے شاہ بیدار
ٹھہرا اک نہر پر دل افگار

چھٹکی ہوئی چاندنی تھی ہرسو
تھا رات کا ایک عالم ہو

سنسانی شب کی تھی حکومت
حاصل تھی عجب طرح کی فرحت

بیگم نے ٹھٹک کے اک جگہ پر
دیکھا اب کرتا کیا ہے شوہر

امداد جو چاندنی کی پائی
پانی کی طرف نظر اٹھائی

صورت نورانی جون فرشتہ
سر پر باندھے ہوئے عمامہ

دیکھی پہنے ہوئے سبز کپڑے
پکڑے ہوئے اک عصا کھڑی ہی

سلطان نے اُسکے پاس جاکر
کی عرض ادب سے سر جھکا کر

کیا نام کہان سے آپ آئے
کسطرح حضور یان پہ آئے

ارشاد ہوا کہ خضر ہون مین
مسکن کا حال کیا کہون مین

ہر کام مجھے فقط خدا سے
حاجت نہین اور ماسوا سے

ہو شام جہان وہین مکان ہی
گھر اپنا عزیز کل جہان ہی

تیری گر ہوئے کچھ تمنا
بخوف و خطر تو مجھ سے بتلا

تا ہاتھ اُٹھا کرون مناجات
شائد بر آئین تیری حاجات

بولا سلطان حمد للہ
جسنے تجھ سے ملایا ای شاہ

کیا اپنا بتاؤن ماجرا مین
ہون شاہ بلخ پہ ہون گدا مین

دولت عزت خدا نے سب دی
اولاد مگر نہین ہی کوئی

سلطان میرے بہت ہین محکوم
فرزند سے لیک مین ہون محروم

کوئی وارث نہین ہی میرا
بے شمع مکان ہی اندھیرا

مرجاؤنگا ایک دن مین رنجور
پہونچا دیگا کون مجھکو تا گور

ایصال ثواب کرنے والا
دیہیم کو سر پہ رکھنے والا

آنسو کبھی دو گرانے والا
مدفن پہ ہمارے آنے والا

کوئی نہین آہ اس جہان مین
کس سے کہون جاؤن آہ کہان مین

تقریر تمام شہ کی سنکے — ارشاد ہوا یہ اُس طرف سے
مایوس جناب حق سے مت ہو — لا تایئسو پر دھیان کر تو
رحمٰن ہی پیار کرنے والا — کچھ دور نہین ہی **فضل** اُسکا
شامل ہووے گی اُسکی رحمت — اللہ کی دیکھیے تو قدرت
فرزند عطا کریگا اللہ — اِسمین نہین شک ذرا بھی اے شاہ
اُسکی قدرت کے کارخانے — دیکھے ابتک نہین ہین تو نے
رکھ اُسکے کرم پہ کام اپنا — لڑکا ہو تو **ہنس** نام رکھنا
برہان نے جھک کے پیر چوما — آیا وان سے حرم مین اُلٹا
البتہ جو راہبر ہین کامل — پاتے اُنسے ہین راہ غافل
ہر ایک کے ہین وہ کام آتے — مایوسون کے پاس خود ہین جاتے
اُنکے فیض نفس سے لاریب — جاتا ہی بدل نوشتۂ غیب
آیا جو حرم سرا مین سلطان — بانو سے ملا بروے خندان
تا دیر رہی بہم حکایت — برہان نے خضر کی روایت
خاتون کو تہنیت سنائی — فرزند کی آس اُسسے بندھائی
اِک دوسرے سے لپٹ کے باہم — لیٹے خوش خوش وہ دونون بیغم
سلطان بھی اور وہ دلارام — سوئے سکھ نیند سے بآرام
نقشہ قدرت نے یہ جمایا — لولو صدف حمل مین آیا

خاتون نے شہ کو تہنیت دی
جاتی ہے بدل[1] قضائے مبرم
کیسے ہو وے بھلا وہ جھوٹا
اُسکا جو کوئی ہو رہا ہو
اسمین کچھ شک اگر ہو تجکو
کیا یاد نہین ہے مصر کا جیل
پوچھا جو ہنسی مین تھا اُنھون نے
حق نے اُسے راست کر دکھایا
یہ تو ہے اور ہی کوئی بات
امید بڑی جو لخت دل کی
سب پر تھا عجب خوشی کا عالم
رہتی لب پر ہر اک کے دنرات
اپنی رحمت سے یا الٰہی
گزرین جلدی یہ نحس ایام
ہو وے پیدا جو شاہزادہ
ہو دور غبار و رنج سارا
مدت پوری ہوئی جو آخر

پوری باتین ہوئین خضر کی
ایسی ہوتی دعا ہے ہمدم
اُسکے لیے جس نے سب ہے چھوڑا
اُسکے سوا اور چھوڑ سب کو
پڑھ لے صدیق اولٰئک[2] کو
ساقی اور ایلچی کا وہ جیل
یوسف صدیق با صفا سے
صدیق کی بات کو بنایا
سُنتے برہان شہ کے حالات
حالت ہی بدل گئی محل کی
مسرور تھی مملکت نہ تھا غم
اللہ سے بس یہی مناجات
برہان کی دور کر تباہی
پیدا لخت جگر ہو گلفام
ہمسر ہو لطف شہ زیادہ
سرسبز ہو نخل اور نکھارا
نکلا برجِ حمل سے خاور

[1] اشارہ بحدیث شریف لا یرد القضاء الا الدعاء ۱۲ [2] اشارہ بآیہ اولٰئک ہم الصدیقون الآیہ ۱۲

بخشا گل سا خدا نے فرزند — مہرو خوش بخت اور خردمند
پھولا نہ خوشی سے شہ سمایا — دل کھول خزانہ کو لٹایا
خوش لوگ ہوئے ملے کے ایسے — گھر گھر چرچے ہوئے خوشی کے
سلطان نے کیا خوشی کا دربار — لعل و گوہر درم و دینار
گھوڑے ہاتھی لباس و خلعت — ہر اک کو دیا بپاس خدمت
عہدے سب لوگون کے بڑھائے — القاب سے مرتبے بڑھائے
دعوت کی خاص و عام سبکی — خدمت کی عارفان رب کی
عسرت مین ملا وہان نہ کوئی — ہر چند کہ کی سراغ جوئی
حاضر ہوئی ملک کی رعایا — مژدہ سلطان کو سنایا
ملکون ملکون سے آئے نامے — شاہان ہمعصر کے یہان سے
شعرا نے کیے قصیدے موزون — رمالون نے آکے عرض کی یون
لازم ہی کہ شمس نام رکھیے — اپنے وعدے کو پورا کیجیے
شہزادہ ہمارا ہی باقبال — بیکا ہوگا نہ اسکا اک بال
ہی نیر بخت اسکا پرزور — دشمن اسکے رہینگے درگور
ہوگا سلطان ذی حشم یہ — اعدا کا کریگا سر قلم یہ
ہی صاحب بخت قرۃ العین — تابع فرمان ہون روم اور چین
ہی نحس قران ایک لیکن — چھوڑیگا کبھی یہ ملک و مسکن

آویگا کہین سے ایک طائر
ہر جہان کی خبر ہر طرح سے
طائع ایسا قوی ہی اسکا
اورنگ پہ پیر پھر رکھیگا
دائی انّا بھی اور چھو چھو
لاڈ اور پیار سے کھلا کر
موجود تھی ہر طرح کی نعمت
گزرے جب سال عمر کے چار
گھوڑے پہ لگا سوار ہونے
وہ حسن وہ مکھڑا چاند جیسا
جس سمت کی سیر کو وہ جاتا
انگلی اٹھتی ہر اک کی اوپر
تھا میر بہادر اسکا استاد
محمد روپ دمہ علی مصاحب
استاد ہر ایک فن کے آئے
علم حرب و نظام اقلیم
شہزادہ بے نظیر مشہور

لیجائیگا وہ گدا بناکر
آویگا مکان کو پلٹ کے
ہوگا آخر شہ بخارا
اس ملک مین حکمران رہیگا
نوکر ہوئین اسکی خدمتون کو
رکھا اسے آنکھون مین بٹھاکر
کرتے ماباپ خود تھے خدمت
جانے لگا ہنس گھر سے دربار
ہر اک کے لگا حواس کھونے
لگتا لوگون کو پیارا ایسا
مشتاقون کا اک ہجوم رہتا
بیہوش و حواس رہتے اکثر
جس سے برہان کا تھا دل شاد
کرتے خدمت تھے روز اور شب
شہزادہ کو علم و فن سکھائے
سب باتون کی ہنس پلکے تعلیم
نزدیک ہوا جہان مین اور دور

سلطان نے دلمین اپنے سوچا — پیری کا مری زمانہ پہونچا
بہتر ہی حیات ہی مین اپنے — فرزند کو تخت پر بٹھا کے
تاجِ شاہی مین خود پنہا دون — سلطان بلخ اِسے بنا دون
برہان نے سوچ کر یہ تدبیر — پوچھی راے وزیر اور میر
سلطان کچھ اور فکر مین تھا — منظور خدا کچھ اور ہی تھا
تدبیر ذرا نہ کام آئی — تقدیر نے بات یہ بنائی
بولے اصحاب مشورہ یہ — تیرا ہی کدھر خیال ای شہ
نادان ابھی ہی شاہزادا — مشکل ہی کام سلطنت کا
اقلیم تباہ ہو گی ساری — ہو جائیگی اپنی زیست بھاری
ہو گا نہ گذر کبھی ہمارا — سلطان نے اگر کیا کنارا
بچون سے نہین نبھیگی شاہی — آویگی رعایا پر تباہی
ہو ویگا فساد روز پیدا — جو مٹ نہ کسی طرح سکیگا
جبتک ہین حضور خود سلامت — لائق نہین دوسرے کو ہی تخت
سب کو جو خلاف راے پایا — سلطان نے لب نہ پھر ہلایا
پیدا ہوئی فکر ایک دلمین — افسوس پھنسا مین آب وگل مین
پیری کا مری زمانہ آیا — نے ہنس نے ہوش پر سنبھالا
کیا جائیے میرے بعد کیا ہو — کیا فتنہ ہوا اور فساد کیا ہو

شہزادہ ہو شہریار کیسے	بیڑا ہو وے یہ پار کیسے

وفات برہان شاہ

دیتا ہی خدا جو مال اور ملک	کہتا ہی خود وہ تؤتی الملک من تشاء
آج اسکے ہی سر پہ تاج و افسر	کل تخت مین اسکے لعل و گوہر
اسکی تفسیر مین سناؤن	حال برہان تمہین بتاؤن
پیری سے ہوا جو جسم لاغر	بیماری سے ہوگیا وہ ابتر
صورت امراض نے دکھائی	حالت یہ روگ نے بنائی
عاجز ہوئے ہاتھ پیر اسکے	طاقت نہ رہی کہ بیٹھے اٹھے
اقلیم بلخ کے سب اطبا	ہارے کرکے علاج اسکا
تھی مرض کو دن بدن ترقی	کوئی بھی دوا نہ کام آئی
الٹا معجون کا اثر تھا	نوشش دارو تھا زہر جیسا
کرتی تھی دوا ہر ایک نقصان	بڑھتا جاتا مرض تھا ہر آن
سچ ہی کیا موت کی دوا ہی	مرنے والے کو کب شفا ہی
لاچار حکیم و بید سب ہین	مجبور دوا سے مرگ سے ہین
ہی ذات اسی کی ایک ایسی	ہی موت و شفا رضا مین جسکی
جو کوئی رجوع اس سے لاوے	وہ رنج مرض سے چھوٹ جاوے
رکھنا دل چاہیے اسی پر	ہووے جسمین نہ کام ابتر

قل اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء ۱۲

مایوس حیات سے ہوا شاہ / ٹھنڈی کھینچی جگر سے اک آہ
بیکس نورِ نظر کو دیکھا / ناداں لختِ جگر کو دیکھا
مخلص کوئی نظر نہ آیا / امرا و وزرا کو پھر بلایا
آکے بولے کہ ہم ہین حاضر / بر ہاں اُن سب کی کرکے خاطر
فرزند کا ہاتھ دیکے انکو / کہنے لگا اِس طرح سے رو رو
میرا آیا اجل کا پیغام / جاتا دنیا سے ہون مین ناکام
خدمت جیسی کہ تمنے کی ہے / میری اخلاص اور خوشی سے
یون ہی اب بھی خیال رکھنا / جی جان سے اپنا کام کرنا
تکلیف نہونے ہنس کو پاے / گڑ بڑ کچھ ملک مین نہو جاے
شہزادہ کو تخت پہ بٹھانا / اِسکی خدمت مین سر جھکانا
کی عرض اُنھون نے سر جھکا کر / شہ کا فرمان ہمارے سر پر
کہنے کی ترے ہے کون حاجت / کسواسطے کرتے ہو نصیحت
مالک ہے ہمارا شاہزادہ / طاعت کے سوا نہین ارادہ
قربان کرینگے جان اپنی / خدمت کرتے رہینگے اسکی
سلطان بہت ہی مضطرب تھا / کرتا افسوس زیر لب تھا
چھٹتا تھا ملک وجاہ ودولت / کھوئی ہوئی عمر پہ تھی حسرت
دنیا کی خوشی مین ہوکے مشغول / اپنا انجام مین گیا بھول

دیکھون کیا ہوتا آل میرا ۔ روشن کیونکر ہو گھر اندھیرا
آتا نہین آہ کام کوئی ۔ نی لیتا وفا کا نام کوئی
مدت جو ختم ہو چکی تھی ۔ کوئی بھی چلی نہ حیلہ سازی
لیٹا رہا آنکھ بند سلطان ۔ تن سے دم مین نکل گئی جان
ظلمت طاری تھی شہر بھر مین ۔ ماتم تھا بپا ہر اک گزر مین
تاج و دولت عزیز و گھر بار ۔ چھوٹا بر ہان سے سب اکبار
کچھ کام رہا نہ مال و زر سے ۔ بیفکر ہوا زن و پسر سے
دنیا سے گیا وہ ہاتھ خالی ۔ جیسے ہارے قمار کوئی
دنیا بھی عجب بیسوا ہی ۔ ذرہ جسمین نہین وفا ہی
ظاہر صورت پہ اپنی مفتون ۔ کرکے پیتی ہی ظلم سے خون
اسکے پھندون مین قید ہوکر ۔ ہوتا کوئی نہین ہی جانبر
افسوس وہ جوہر شرافت ۔ افسوس وہ مایۂ کرامت[له]
بخشا جو سبھون کو تھا سخی نے ۔ اُسکی عزت نہ کی کسی نے
کب تک غفلت رہیگی تو گو ۔ سوئے ہو بہت ذرا تو جاگو
دیکھو تو کہان ہی تمکو جانا ۔ ہو ویگا نہ پھر وہان سے آنا
دن کم ہی مقام دور پر ہی ۔ جنگل مین پڑے ہو دور گھر ہی
افسوس نہین ہی ساتھ توشہ ۔ کس بات پہ ہی تمھین بھروسہ

له اشارہ بہ نواب کرامت علی خان مرحوم ۱۲

جو کچھ کرنا ہی جلد کر لو — توشہ لے باندھ لو کمر کو
جلدی سے چلو قدم بڑھا کر — آگے والون سے مل لو جا کر
جاتا یہ وقت جب رہیگا — افسوس سے تب نہ کچھ ملیگا
عیش و عشرت خوشی و راحت — سب پر اک دم سے ہوگی آفت
جو ہر محسوس ہی جو تن مین — جس دن نہ رہیگا یہ بدن مین
منھ بولے عزیز اور اقارب — لاشہ ترا چھوڑ ہونگے غائب
ہی ثعلبۂ جہان پُرفن — برہان کا بیان غور سے سُن
نکلی قالب سے شہ کی جب جان — گور اور کفن کا کرکے سامان
رو کر سب نے اُٹھایا لاشا — پہلی منزل پہ لاکے رکھا
سجدہ کرتے تھے جسکی تعظیم — جُھک جُھک کرتے تھے جسکو تسلیم
تھا ناز جسے زر و نگین پر — بے فرش رکھا اُسے زمین پر
مٹی مین بدن وہ پھول جیسا — بے رحم عزیزون نے دبایا
سلطان کو ہوا مگر نہ معلوم — کیا کرتے ہین اُسیہ اُسکے محکوم
لیٹا رہا ہاتھ پیر ڈالے — حرکت نہ تھی خاک کو جو ٹالے
جب تک برہان شہ تھا زندہ — محکوم ہر اک تھا اُسکا بندہ
رخصت جو جہان سے ہوا وہ — اقلیم بلخ مین گل کھلا یہ
خود غرضون نے شور و غل مچایا — ہر سمت فساد و شر اُٹھایا

قزاق لٹیرے چور بدکار / بےخطرے کے لوٹتے تھے بازار
بدخواہی پہ سب امیر آئے / برہان کا دھیان کچھ نہ لائے
شہزادہ نے پدر کو چھوڑا / رشتہ الفت کا اُس سے توڑا
بغض و کینہ پہ تُل گئے سب / مشکل ہوئی ہنس پر یہ پڑ غضب
درباری پہ چلے غضب کی چالین / مطلب کی لگے بنانے باتین
موقع پاکر وزیر شہ نے / دل کے یون حوصلے نکالے
قبضہ کیا تخت سلطنت پر / لشکر کو دے کے لعل و گوہر
اپنے سے ملا لیے سپاہی / برہان کے گھر کی کی تباہی
ملک و دولت خزانہ و مال / اپنے قبضہ مین کر کے فی الحال
ایوان مین ہنس کو بٹھایا / قیدی اپنا اُسے بنایا
پہرے چارون طرف بٹھائے / تا گھر سے نکل نہ جانے پائے
افسوس وہ شاہزادہ مظلوم / تاج و افسر سے ہو کے محروم
گھر مین بیٹھا ہوا نظربند / دشمن کرنے لگے زہرخند
اُسکے وہ خیرخواہ جو تھے / پالا گودون مین تھا جنھون نے
اُسکے اوپر جو تھے فدائی / یعنی مہروآب تینون بھائی
کانپے بےمہری زمان سے / اک رات وہانسے چھپ کے بھاگے
بدلی ایسی ہوا وہان کی / طاقت جسکے نہین بیان کی

اعلان ہوا یہ مملکت مین — جو لوگ کہ نام ہنس کا لین
اُنکو بیخوف مار ڈالو — کینہ اس طرح سے نکالو
جنکو دل سے تھی ہنس کی چاہ — تھی یاد جنھین وصیتِ شاہ
رویا کرتے تھے مثل رنجور — خوفِ ظالم سے پر تھے مجبور
جو دیکھ سکے نہ یہ تباہی — چھوڑا گھر کو ہوئے وہ راہی
ملکون ملکون کی خاک چھانی — بہبود اپنی اسی مین بسانی
شہزادہ جو قیدِ ظلم مین تھا — رو رو دن رات جان تھا کھوتا
برہان کی بیگمین غواصین — رہتی تھین عجب اُدھیڑ بن مین
خاموش مثال بت تھین الّا — کہتے ڈرتی تھین حال دل کا
مان ہنس کی وہ دا اور غم سے — رنج و کلفت سے اور الم سے
روتی تھی بیان کر کے ایسے — ٹکڑے ہوتے جگر کے جس سے
کیا تو نے غضب کیا یہ شاہا — اعدا کو مکان اپنا سونپا
گلزار مین خار بو کے تو نے — قزاقون کو گھر بلا کے تو نے
ہمکو دستِ ستم مین ڈالا — جلّادون سے آ پڑا ہے پالا
افسوس خبر ابھی نہین ہے — عاجز ہم سب ہین زندگی سے
دنیا کا عجب ہی کارخانہ — رہتا نہین ایک سان زمانہ
جو شاہ تھے کل وہ اب ہین محتاج — محتاج ہوئے ہین صاحب تاج

صالح اور پارسا پریشان — ظالم بدکار شادان فرحان
شہزادے ہوئے غلام ومسکین — ابن العبد ہین سلاطین
جو نیک ہین کرتے ہین وہ فاقے — جاہل اظلم ہین چین کرتے
سب ملک کا انتظام کر کے — دی رائے قرار باغیون نے
اب میرے کو بھی تلاش کیجے — ملجائے تو سر ہی کاٹ لیجے
انعام کا اشتہار دے کر — ڈھونڈھا اُس با خدا کو گھر گھر
وہ جو خائف تھا ظالمون سے — رہتا تھا دور اِن سبھون سے
چھپتا پھرتا تھا جنگلون مین — تا قید نہو کہین قلعون مین
اسطرح سے تین سال گزرے — شہزادے کو ظلم قید سہتے
بولا اک روز اپنی مان سے — اکتایا بہت ہی جی یہان سے
کہیے تو ذرا مین جاؤن باہر — سُنکر رونے لگی یہ مادر
بولی اے میرے راحت جان — ایسی باتون کا تو نہ کرو دھیان
تیرے گھر بار کچھ نہین ہی — تو تو فرزند قید مین ہی
اعدا نے کیا ہی تجھپہ نرغہ — دشمن کا مکان پر ہی قبضہ
یہ سُنکے بہت ہی ہنس رویا — روکر آنسو سے مُنہ کو دھویا
گھبرایا کہ آہ کیا کرون مین — اس قید مین کب تلک رہون مین
دیکھون ہوتا ہی غیب سے کیا — تقدیر مین اپنی کیا ہی لکھا

دن رات لگی یہ فکر رہنے   کلفت سے لگا وہ صدمے سہنے
اور باغیون کی ہوئی یہ خواہش   دل مین ہونے لگی یہ کاوش
اولاد مین شیر کی ہمیشہ   ہوتا بیشک ہی شیر پیدا
اسمین غفلت نہین ہی زیبا   کچھ دور نہین جو شاہزادہ
نکلے اپنے محل سے باہر   آفت لاوے ہمارے سر پر
بہتر یہ ہی کہ مار ڈالو   دل کی اپنے ہوس نکالو
سوتے مین گلے کو گھونٹ دیجے   یون کام تمام اُسکا کیجے
واقف ہووے نہ اور کوئی   سننے پاوے نہ شور کوئی
یہ سوچ کے وہ شریر بدذات   یعنے دَوْلا وزیر بدذات
جو شاہ بنا تھا چال کرکے   شہزادے کو پائمال کرکے
تن پر اپنے لگا کے ہتھیار   چھپتا سائے مین زیر دیوار
پہونچا بے ڈر حرم سرا مین   بیٹھا چھپ کر کے ایک جا مین
حافظ جسکا مگر خدا ہو   کیا خوف کسی عدو سے اُسکو
کمبخت بدی کی فکر مین تھا   غافل اس سے کہ حق کرے کیا
منظور خدا کو تھا بچانا   اپنی قدرت کا تھا دکھانا
جنگل مین میسر نے یہ سوچا   مین نے افسوس یہ کیا کیا
شہزادے کو دشمنون مین چھوڑا   اندیشہ نہین ہی اِسمین تھوڑا

کمبخت بدی کرینگے بیشک ۔ جینے اُسکو نہ دین گے بیشک
اُسکو با تو نکال لاؤن ۔ اپنی بھی جان یا گنواؤن
کرکے مضبوط یہ ارادا ۔ غضب کی ظلمت مین شہر آیا
خفیہ اک راستہ سے ہوکر ۔ آیا شاہی محل کے اندر
ایوان مین تھی ہر طرف خموشی ۔ سوتے تھے لوگ نیند میٹھی
چپکے چپکے وہان یہ آیا ۔ سوتا تھا جہان یہ شاہزادا
شہزادہ کو اور اُسکی مان کو ۔ بیدار کیا تو اُٹھ کے دونو
رونے لگے فرط رنج وغم سے ۔ پھر میر نے عرض کی یہ اُنسے
گریہ زاری نہ اب تو کیجے ۔ جو وقت ہو ہاتھ سے نہ دیجے
دشمن بیٹھے ہوئے کمین ہین ۔ موقع ہی بدی کا ڈھونڈتے ہین
گھبرا کے لگی یہ کہنے بیگم ۔ للہ بتا ہمارے ہمدم
کس طرح بچاوین جان اپنی ۔ کر وہ کہ جو ہووے رائے تیری
مجکو فرزند کی ہے الفت ۔ اس چھٹ نہین چاہتی ہین دولت
دورا ے تو یا تسے بھاگ جاؤن ۔ وان جاؤن جہان پہ امن پاؤن
اس گھر سے نہین مجھے سروکار ۔ غارت کرے اِسکو مہر قہار
اُٹھا سنکر کے میر یہ بات ۔ پکڑا الفت سے ہنس کا ہات
خاتون بھی اُسکے ساتھ اُٹھی ۔ پوچھا گیا رائے قرار پائی

اُس نے کہا وقت ہے غنیمت — زیادہ نہین اب ذرا بھی فرصت
کچھ دیر مین ہوگی صبح ظاہر — کس طرح نکل سکو گی باہر
فوراً اُٹھو چلو یہان سے — کوئی بھی نہین نہ حال جانے
رخصت کی نظر سے گھر کو دیکھا — حسرت سے ہر ایک در کو دیکھا
اپنی قسمت پہ ہو کے شاکر — تینون گھر سے ہوئے وہ باہر
رہوار کہین سے تین لا کر — حاضر کیے میسر نے وہان پہ
عجلت سے سوار ہو کے فی الحال — بادِ صرصر کی سی چلے چال
جنگل کی طرف ہوے روانہ — چھوڑا شاہی کا کارخانہ
جنگل کے وہ خاردار اشجار — وہ ٹیلے وہ ریت اور شبِ تار
جھاڑ انکو ہر ایک چھیڑتا تھا — دشمن کی طرح سے گھیرتا تھا
کھاتے تھے قدم قدم پہ ٹھوکر — چلتے تھے بہت سنبھل سنبھل کر
مایوسی کا ساتھ قافلہ تھا — ڈر سے شہزادہ کانپتا تھا
یونہین شب بھر چلا کیے وہ — دم بھر بھی کہین نہین رُکے وہ
گھوڑے فراٹے بھر رہے تھے — آندھی کی طرح سے چل رہے تھے
چلتے چلتے وہ وقت آیا — ظاہر ہوا صبح کا سپیدا
اکدم مین تمام آسمان پر — پھیلی وہ سپید رنگ چادر
تارون کا پرا شکست پاکر — بھاگا اور نکلا شاہ خاور

سورج کی دھیمی دھیمی کرنین
اتنے عرصہ مین یہ بچارے
نکلے کہین دور جہان ملخ سے
سایہ جو شجر کا ایک پایا

گرنے لگین دشت وکوہ نگین
آفات زمانہ کے ستائے
شاید کہ پچاس کوس آگے
ٹھہرے دم لینے کو سب اُسجا

روم کا سفر

ای طبع رسا ذرا سنبھل جا
شاید کہتے ہون دل مین اپنے
کیون میر نے ہنس کو بھگایا
سُنئیے ہوتا ہی منکشف سب
واں شجر مین جو تھا چھپا معما
تسکین نہ ہو آدمی سے جو ہوتی
اُلجھاؤ اُسی طرح تھا یان بھی
ساتھی صدیق پاکے اپنا
ٹھنڈے جو چلے ہوا کے جھونکے
دیکھا کہ مکان پڑا ہی خالی
روکر سب نے مچایا کہرام
تا خوش کیا جانئیے ہوا کیا

گھر کے چھٹنے کا راز بتلا
اس قصہ کے یعنے پڑھنے والے
اسمین مطلب تھا کون اُسکا
رکھو نگاہ انتظار مین اب
اُسکا مطلب نہین سُنا کیا
فرقت لاریب جان کھوتی
دشمن تھا چھپا ہوا یہان بھی
تب ہنس نے اپنا شہر چھوڑا
محلون کے سونے والے اُٹھے
نے ہنس ہی اور نہ مان ہی اُسکی
افسوس کہان گیا دلارام
ہم سب کا جو اُسنے ساتھ چھوڑا

اندر والون کا رونا سُنکر | پہرے کے سپاہی جاگے باہر
جب جاگے وزیرے خبر کی | جاتی رہی اُن کے جان اُسکی
یہ کانپ کے اُسنے دلمین سوچا | اب شیرکمند سے ہی چھوٹا
میرا ہوویگا حال اب غیر | ہرگز نہین جان کی مرے خیر
قاصد کیے ہر طرف روانا | ہر ایک گزارگاہ روکا
اندیشہ ہوا اُسے یہ جانسوز | اس سے ہوویگی جنگ اگر روز
اب ہنس کی داستان سنو پھر | یعنے نکلا جو شاہ خاور
اور گھوڑون سے پہ آتر کے ٹھہرے | دن کو نہ چلے عدو کے ڈر سے
گزرا دن اور جب ہوئی شام | تب پھر چلے وانسے وہ خوش انجام
مہروپ و مہ علی بھی آکر | شہزادے کے پاس ہوکے حاضر
رہنے لگے ہمرکاب اُسکے | خدمت اُسکی تھی دل سے کرتے
راحت تکلیف رہتے سہتے | راتون کو ہمیشہ راہ چلتے
میوہ جنگل کا اُنکی خوراک | اور چرم گوزن کی تھی پوشاک
پانی پایا کبھی نہ پایا | کھانا کھایا کبھی نہ کھایا
چلتے جو راہ چھوڑ کرتے | ایسے جنگل مین ایک گزرے
اک ہفتہ تلک نہ پانی پایا | شدت سے کلیجہ مُنھ کو آیا
شہزادہ ہوا بہت جو بیتاب | تڑپا گر کرکے مثل سیماب

رونے لگی بادشاہ بیگم
سمجھانے لگے وہ تینون اسکو
کر صبر کرینگے ہم کوئی نسخہ
جو دیس چھٹا ہی آج تمسے
دیکھو جو سوکھتے ہین تالاب
گرتے ہین خزان سے برگ اشجار
گر آپ کے ہنس ہین سلامت
جس کشتی کا نوح نا خدا ہو
خاتون نے کہا کہ سچ یہ سب ہی
پھر رنج ہوا جو اسکی جان کو
تھروپ اٹھا یہ سنکے گفتار
جاؤن ڈھونڈھون ملے جو بستی
گھوڑے پہ چڑھا یہ کرکے تقریر
چھوٹا سا نظر پڑا کوئی گانون
قزاقون کا گانون مین تھا مسکن
تھروپ کو دیکھکر ادا سے
آئے ہین کہان سے آپ حضرت

[illegible] ان مع العسر یسرا ۱۲

ہمراہیون کو عجب ہوا غم
گر رنج نہ اسطرح سے بانو
پڑھو دل مین کہ یسّر ہی مع العسر
تمکو ہی ملیگا پھر یہ آگے
کیسے ہوتے ہین پھر وہ سیلاب
پھر ہوتے ہین انمین برگ و اثمار
اک روز ملیگا تاج اور تخت
ممکن نہین وہ نہ پار ہو جو
بیماری ہنس پر غضب ہی
بیکار ہین جاؤنگی کہان کو
بولا بھائی سے اپنے اکبار
لاؤن جو شے وہان ہو بکتی
ایسا چلا جیون کمان سے تیر
پائی نہ وہان پہ مرد کی چھاون
بیٹھی کچھ عورتین تھین پرفن
کہنے لگی ایک مسکرا کے
جانے کی ہی کس طرف کو نیت

گر ہرج نہو تو چند ساعت
ہان سنیے ہم پہ ہو عنایت

خدمت سے کرین ہم آپ کو شاد
تا تم کیجے ہمکو بھی کبھی یاد

سوچا یہ جوان دل مین اپنے
اسرار کچھ اس کلام مین ہی

آتا ہون بلخ سے مین مسافر
یہ سب مجھے نہین مین اس سے ماہر

کرتی الفت کی ہی جو باتین
باتین یہ نہین ہین بلکہ گھاتین

قزاقون کا گانون ہی سمجھکر
پھیرا گھوڑے کو ایڑ دے کر

بہتیرا پکارتی تھی عورت
لیکن دیکھی نہ اسنے صورت

شیدا نہ ہوا جو عورتون کا
پھر راہ مین وہ کبھی نہ چوکا

آگے جو چلا تو شہر پایا
کھانا بازار مین خریدا

جن جن چیزون کی تھی ضرورت
لے لین وہ سب بقدر حاجت

عجلت کرکے ہوا روانا
شہزادہ کو تا کھلائے کھانا

اس گانون کے جب قریب پہونچا
رہ کاٹ چلا وہ بالا بالا

لیکن قزاق گھر مین آکے
اسکا سب حال سن چکے تھے

بیٹھے تکتے تھے اسکا رستا
دیکھا آتے تو جا کے گھیرا

گھوڑا ساسامان اس سے مانگا
بولا عمرو پ یہ نہ ہوگا

سنبھلے قزاق لیکے ہتیار
لڑنے پہ ہوا جوان بھی تیار

جاہا قزاقون نے کرین وار
للکارا وہ شیر نر خبردار

غصہ سے کمان کو سنبھالا ترکش سے تیر اک نکالا

سہمے قزاق اور بھاگے ٹھہرے مہروپ کے نہ آگے

ہنسکر وہ شجاع ہوا روانا شہزادے کے پاس آکے پہونچا

کھاپی کے گزاری شب اُسی جا آگے کا لیا صبح کو رستا

جبتک رہی سرحدِ بخارا ایمن ہوکر رہے نہ اک جا

ندی نالے پہاڑ و جنگل رکھتے ہر وقت اُنکو بیکل

گرمی سردی سے تھے پریشان خوفِ اعدا سے رہتے ترسان

سرحد پہونچی جو مملکت کی تازہ اک آفت اور آئی

بہتا تھا راک تھا دریا حاکم اُس گھاٹ کا تھا جولا

جولا مردِ جری دلاور دولا کی طرف سے تھا گورنر

تھا ہنس کی جستجو مین دن رات بدذاتی کی فکر مین تھا بدذات

پہچان کے ہنس کو وہ بدخو تیار ہوا مقابلہ کو

بولا جانے نہ پاؤ گے پار تمکو کرونگا مین گرفتار

مہروپ و مہ علی بھی اور میر برچھا تلوار لیکے اور تیر

تیار ہوئے کہ جان دینگے جولا کمبخت سے لڑینگے

مثلِ حمزہ و مثلِ حیدر میر اور وہ مہ علی دلاور

مصروف ہوئے مقابلے مین تُل اس پہ گئے کہ جان دیدین

تاروقت سان ماہروپ دانا
بیکار مگر نہین تھا وہ شپر
جو کوئی قریب ہنس آیا
دونون بہائی دو اسطرن تھے
کٹ کٹ گرتے تھے سرزمین پر
کوشش یہ کی دلاوردن نے
جولا نہ ہٹا مگر جگہ سے
دوڑا جھنجھلا کے جانب میر
پھرتی سے بچا کے ضرب کو میر
گھوڑا دوڑا کے سینہ دو مارا
دشمن نے شکست جبکہ پائی
رو کا جس نے کہ راستہ تھا
جسکی ہو مدد پہ حق تعالے
بے فکر ہوا جو شاہزادا
دی یہ آواز ناخدا کو
کشتی لیکر کنارے آیا
انعام جو پایا ناخدا نے

شہزادے کے حفظ کو کھڑا تھا
چلتے اعدا پہ اُسکے تھے تیر
مہروپ نے اُسکو جانبی لیا
فوج اعدا مین تھے بہائی
ماسن ملتا نہ تھا کمین پر
دکھلائی پیٹھ دشمنون نے
آمادہ ہوا کہ جان دیدے
غصہ سے لگائی ضرب شمشیر
برچھے کو اٹھا کے چھوڑ کر تیر
جولا کا کھلگیا بہت مارا
میدان کی ہو گئی صفائی
لاشہ اُسکا تڑپ رہا تھا
دشمن کیا کرسکے ہو اُسکا
جلتا رہا جبکہ خوف اعدا
سیر سے لیے ایک کشتی لاؤ
ملاح نے ہنس کو چڑھایا
کہنے لگا ہنس کا وہ پڑھنے

کشتی چھوڑی گئی جو منجھدھار
کھیوا دم بھر مین ہو گیا پار

یارون کو لیکے ہنس اُترا
آیا خشکی مین چھوڑ دریا

پیچھے رہی سرحد بخارا
خطہ اپنے وطن کا چھوٹا

کچھ دور چلا تھا ہنس وانسے
احباب بھی اُسکے ساتھ ہی تھے

آگے ملا اک پہاڑ ایسا
ملتا نہ تھا اُور چھور جس کا

گھبرائے یہ سب کہ کیا کرینگے
اُس کوہ پہ کس طرح چڑھینگے

باندھی ہمت ہوئے روانا
پہونچے چوٹی پہ اُسکی دیکھا

اک مرد بزرگ حق کے عاشق
بیٹھے کرتے ہین ذکر خالق

بیگم پہچان کر پکاری
یہ خضر ہین شک نہین ذرا بھی

فرزند کی دی دعا انھون نے
پورا کیا مدعا انھون نے

اُنکی قسمت کے ہم ہین قائل
جنکو رہبر ملے ہین کامل

کیونکر نہ ہو دور اُنکی کلفت
جنکے ہادی ہین خضر صورت

دوڑی بیتاب ہو کے بانو
پکڑے حضرت کے پیر دونو

اُٹھکر کیا ہنس کو اشارا
اُسکو بھی پیرون پہ گرایا

حضرت نے نگاہ جو اُٹھائی
پوچھا بیگم کہان تو آئی

تو ملک بلخ کی رہنے والی
اس کوہ پر آکے کیسے پہونچی

رونے لگی زار زار خاتون
بولی حضرت مین کیا بتاؤن

مجھپر ہین پڑی ہزارون آفت
سلطان تو جہان سے سدھارا
بھاگی چھپ لے کے شاہزادا
حضرت میری ہی یہ کہانی
بولے یہ حال سنکے حضرت
پیدا دنیا مین جو ہوا ہے
حاکم محکوم امیر اور شاہ
لیتے ہین نکال شہد کو لوگ
چلتی ہی چھری گلے کے اوپر
رہتے جنگل مین ہین جو طائر
دریا سے پکڑ کے مچھلیون کو
دنیا مین نہین کسی کو راحت
دکھ درد مین صبر و شکر کرنا
ایسا ہی یہ کیمیا کا نسخا
جاؤ تم روم کو یہان سے
اسمین تم کچھ ذرا نہ سوچو
تقدیر مین جو لکھا ہی ہوتا

اعدا نے بنائی ہی یہ صورت
لوٹا دشمن نے گھر ہمارا
اللہ نے آپ سے ملایا
آفت تقدیر نے ہی ڈالی
دنیا مین نہین کسی کو راحت
آرام کب اسکو دکھ سوا ہی
جاتا ہی سب کو موت کی راہ
مکھی کو دھوئین سے دیتے ہین اڑا
رہتی نہین گو سفند بچ کر
ہوتے ہین شکار وہ بھی یکسر
کھاتے نہین چھوڑتے ہین انکو
اس ذات سوا ہی سبکو کلفت
تکیہ اسکے کرم پہ کرنا
جس سے ہوتا ہی پار بیڑا
پھرنے والے ہین دن تمھارے
جلدی کرو اسطرف کو جاؤ
ہوتا ہی نہین مٹائے مٹتا

تدبیر فضول ہی سراسر
دیکھا پھر ہنس کو بہ شفقت
جاتے ہو بدیس کو پیارے
باتین تھوڑی تمھین سناؤن
دل سے نہ بھلانا یہ نصیحت
نیکی کرنا تو بھول جانا
اللہ ہی سب کا دینے والا
دل مین نہ خیال اسکا کرنا
کرنا نہ کسی سے تم برائی
عصیان کرنا کبھی نہ زنہار
نیرنگ فلک سے ڈرتے رہنا
جو کچھ نیکی بدی کروگے
اللہ کو نہ دیکھو بھول جانا
اسکی گر یاد تم رکھوگے
سچائی رکھو شعار اپنا
ہر شخص پہ کرنا مہربانی
حاصل ہووے جو مال و دولت

ہوتا ہے وہی جو حکم داور
فرمایا زبان سے بہ الفت
اللہ خوشی سے پھر ملاوے
دنیا کا نیک و بد بتاؤن
اسرار ہین امین فی الحقیقت
احسان اسکا نہ تم جتانا
وہ ایک غنی ہی ہم ہین فقرا
کوشش اپنی اسے نہ گننا
ہوگی نہ برائی سے بھلائی
مالک تیرا بڑا ہی قہار
بھولے سے کبھی بدی نہ کرنا
اسکا خود تم مزہ چکھوگے
ہر دم اسکے غضب سے ڈرنا
امین ہر خوف سے رہوگے
جھوٹی اک لفظ بھی نہ کہنا
کرنا تعمیل امر حموٗ کی
کرنا اسپر کبھی نہ نخوت

عبدالغنی [illegible] ۱۲

له اشارہ [illegible] فی الارض [illegible] ۱۲

غصہ ظلم اور بدی نہ کرنا — الفت شفقت کو دل مین رکھنا
اپنا اگر چاہتے بھلا ہو — بات انہین سے ایک بھی نہ بھولو
اچھا جاؤ خدا کو سونپا — اللہ والی ہے ہنس تیرا
مرشد کی زبان سے حکم پاکر — رخصت ہوا ہنس سر جھکا کر
گھوڑے پہ چڑھا چلا وہان سے — احباب کو اپنے ساتھ لے کے
پھر وہی سفر کی مشکلین تھین — ایک ایک قدم پہ آفتین تھین
بے ڈر ہفیکر چل رہے تھے — وحشت انکو نہ تھی کسی سے
دن بھر تو وہ راہ قطع کرتے — شب بھر کو کسی جگہ ٹھہرتے
جنگل دریا اجاڑ معمور + — جاتے تھے دیکھتے وہ رنجور
دن رات اسی طرح سے اکسال — چلتے چلتے ہوئے وہ بے حال
منزل ہوئی ختم بعد مدت — پہونچے جا روم با فراغت
رحمت ہوئی آنیہ کبریا کی — آبادی شہر دی دکھائی
خوش ہو کے مکان مین کسی کے — تازہ وارد یہ لوگ ٹھہرے
ہفتہ عشرہ مین سب نے جانا — ابن برہان کا روم آنا
آلوز بلخی نے سن جو پایا — شہزادے کے دیکھنے کو آیا
تسلیم کی اور مزاج پوچھا — پوچھا کیونکر چھٹا بخارا
اترے کیون آپ ہین بہانپر — آ بیٹھیے چلیے میرے مکان پر

معلوم ہوا جو حال اُسکو
خاطر تھی عزیز میہمان کی
سلطان تھا روم کا جو خوشخو
اُسنے جو سنا کہ ہنس آیا
آکر یہ عرض کی اُنھون نے
ہادی کا کلام یاد کر کے
درجے ہیں سات طے مکانکے
سب تھے رہتے سے ساتھوالے
انور مع ہنس وانپہ پہونچا
جھک کر تسلیم ہنس نے کی
دیکھا اُسکا جو قد رعنا
پیدا دل مین ہوئی محبت
بٹھلا کے قریب حال پوچھا
سنکر احوال مُنہ سے اُسکے
سر پہ ترے چتر جب پھراؤن
اورنگ نشین کرون مین تجھکو
یہ کہکے گلے مین ہار ڈالا

بیطرح ہوا ملال اُسکو
حاضر کین نعمتین جہان کی
کہتے احمد تھے لوگ اُسکو
بھیجے اپنے وزیر و اُمرا
سلطان ہین آپ کو بلاتے
شہزادہ چلا وہان سے اُٹھکے
پہونچا سلطان کے پاس جاکے
اپنی اپنی جگہ پہ ٹھہرے
سلطان کا تخت جس جگہ تھا
سلطان نے نگاہ لطف ڈالی
جاتا رہا ہاتھ سے دل اُسکا
نزدیک بُلا کے کی عنایت
شہزادہ نے مو بمو بتایا
کہنے لگا شاہ اسطرح سے
احمد تب اپنا نام رکھون
فرزند تو بن خوشی ہو مجھکو
سلطان اُسے روم کا بنایا

اچھا سا محل دیا کہ رہیے
دن رات خوشی سے عیش کیجے

سبحان زہے شان کبریائی
آفت تو یہ تھی کہ تلخ مین ڈھائی

بھاگا تھا فقیہ شب کو بن کے
دشمن گھیرے تھے ہر طرف سے

سلطان بنا دیا سفر مین
تلوار بندھا دیا کمر مین

قادر اُس چھٹ نہین کوئی غیر
لیتے دیتے اُسے نہین دیر

خواب

ہان جذبۂ دل کرم تو کرنا
وحشت ایمن کا حال کہنا

جی بھر کے نہین تو اک نظر ہی
دیکھون اُس دلربا کی جھلکی

بدلا جب ہنس کا زمانا
حاصل ہوا تخت سلطنت کا

کوشک رہنے کو جو ملا تھا
نادر عمدہ بنا ہوا تھا

تیاری تھی ہر طرح کی اُسمین
عمدہ عمدہ تھین شہ نشینین

تھا صحنِ مکان مین چمن زار
بوٹے اور بیل کے تھے گلزار

تفریح نصیب روز و شب تھی
اندوہ نہ ہنس کو تھا کوئی

خدام و کنیز اور مصاحب
رہتے خدمت مین اُسکی تھے سب

امرا وزرا سپاہی جرنیل
سب کو فرمان بری کا تھا نیل

سلطان کو تھا پیارا ایسا
ہوتا برہان کو نہ جیسا

تھا اور خیال کچھ نہ بالکل
گل تھا ہنس تو وہ بلبل

سو جان سے ہنس پر فدا تھا
دوری اُسکی نہ تھی گوارا
الفت ایسی ہوئی کچھ اُسکو
بھولا شہزادہ بھی بلخ کو
شاہی بڑی دھوم دھام سے کی
راضی بھی رعایا اُس سے اُسکی
شفقت ایسی تھا سب پہ کرتا
پڑھتے سب لوگ کلمہ اُسکا
تھا بسکہ حسین وہ گل اندام
مہرویون مین تھا کمال بدنام
دوشیزہ حسین و ماہ پارہ
ہر وقت تھین طالب نظارہ
کتنی تھین جمیلہ اُسپہ مفتون
لیلی ہوکر بنی تھین مجنون
ہر ایک کو آرزو یہی تھی
بلبل اُس گل کی مین ہی بنتی
یون ہی گزرا جو ہنس کو سال
سنیے اک روز یہ ہوا حال
سوتا تھا مکان مین اکیلا
سوتے سوتے یہ خواب دیکھا
اک رشک ارم مکان کے اندر
بیٹھا مین ہون پلنگ اوپر
تیاری ہے خوب ہی مکانمین
گویا کہ بہشت ہے جہان مین
حیران یہ قصر دیکھتا تھا
آہٹ پاکر جو آگے دیکھا
اک زہرہ جبین پاس آئی
بیٹھا اُسے دیکھکر لجائی
دیکھا مکھڑا جو گورا گورا
قاتل آنکھین گلابی چہرا
ہنس اپنا دل اُس پری کو دیکر
بیہوش ہوا گرا زمین پر
دوڑی گھبرا کے وہ حسینا
بیمار کو جلدی سے سنبھالا

آیا جو پسند اُسکو مہمان دعوت کا کیا مہیا سامان
کھانے کا کیا بہت تقاضا اسطرح مگر جواب پایا
دعوت کرتی ہو گر ہماری اپنے ہاتھون کھلاؤ پیاری
پیدا دل مین جو ہو گئی چاہ معروف کھلانے مین ہوئی ماہ
نازک ہاتھون سے لقمہ دینی لقمہ لقمہ پہ جان لیتی
ہنس ہنس کرنے لگی وہ باتین باتون باتون مین کرتی گھاتین
کہنے لگی ہنس سے پیارے کھاؤ سر کی قسم ہمارے
الفت نہ کسی سے اور کرنا صحبت اس دن کی یاد رکھنا
بولا یون ہنس اے مری ماہ ایسی باتین کرو نہ للہ
اُس دن کو خدا رکھے نہ زندہ تم چھوٹ جو ہون کسی کا بندہ
الفت کے بہم ہوئے جو اقرار خوش کے اُچھل پڑا وہ بیمار
بیتابی مین آنکھ جو ہوئی وا غم کا دل پر پہاڑ ٹوٹا
نے قصر نہ وہ پری نہ وہ جا سویا تھا جہان مکان وہ پایا
آیا جو خیال دلربا کا آنکھون سے لگا بہانے دریا
چیخا چلایا اور رویا ایوان مین شور و غل مچایا
آہین کرتا تھا ناتوان وہ رو کر کرتا تھا یون بیان وہ
اے یا خدا کہان مین جاؤن کسطرح سے دلربا کو پاؤن

پوچھا نہین آہ نام اُسکا　　معلوم نہین مقام اُسکا
ہی عرش پہ یا زمین پر ہی　　دریا مین پہاڑ پر کدھر ہی
ہی ہند مین یا مری پیاری　　اُسکو ڈھونڈھون کہان مین ماری
وہ رشکِ جنان مکان ہوا کیا　　یارب ہی کہان وہ ماہ پارا
کھانا کھایا کہان تھا مین نے　　کس جا ہی وہ کھلایا جسنے
وہ کون ہی جو پتہ بتاوے　　اُس غیرتِ بدر سے ملاوے
مایوسی سے ہنس رو رہا تھا　　جان یاد مین اُسکی کھو رہا تھا
ہی عشق کی آگ اس بلا کی　　پانی سے نہین بجھائے بجھتی
تھا ہنس جو مبتلا کسی کا　　روم اور بلخ سبھی کو بھولا
احباب کھٹکتے تھے نظر مین　　جلتی بس آگ تھی جگر مین
دن رات خیال تھا اُسی کا　　کھانا پینا نہ کچھ بھی بھاتا
ہر وقت اُسی کے سر مین تھی فکر　　جز اُسکے نہ اور تھا کوئی ذکر
جتنے امرا تھے ساکن روم　　تھے ہنس کے رنج سے وہ مغموم
ہر طرح سے اُسکا حال پوچھا　　خاموش رہا مگر نہ بولا
عاجز ہوئے سب طبیب اور بید　　لیکن نہ کھلا مرض کا کچھ بھید
صورت جو خواب مین دکھائی　　آفت اُس سے یہ سر پہ ڈھائی
اس عشق کے ہین عجیب نیرنگ　　آتا نہین کچھ سمجھ مین ہی ڈھنگ

چین کی سیر کا حال

اے عشق ترا ہو بول بالا ۔۔۔ چہرہ کا تیرا ہے بس نرالا
تیری وہ بھولی بھولی صورت ۔۔۔ کرتی عاشق سے ہے عداوت
دو چار منٹ دکھا کے اسکو ۔۔۔ بیتاب بنا دیا ہے دل کو
شب کو جو گلبدن ملی تھی ۔۔۔ جس سے عاشق کو بیکلی تھی
تھی کون کہاں کی اور کیا نام ۔۔۔ دختر کسکی تھی وہ گل اندام
ہے چین کی مملکت جو مشہور ۔۔۔ چپّا چپّا ہے وان کا معمور
خطہ دلچسپ ہے وہ ایسا ۔۔۔ پھرتا نہین جو وہان ہے جاتا
سلطان و امیر سب سخی ہین ۔۔۔ رہنے والے بھی دل غنی ہین
پیدا ہوتے ہین طرفہ میوے ۔۔۔ رنگین عمدہ لطیف میٹھے
باغات عجب ہرے بھرے ہین ۔۔۔ چڑیونکے چمن مین چہچہے ہین
پختہ تالاب صاف ستھرے ۔۔۔ سنگین کنارے فرش اُنکے
نازک بدنان خطۂ چین ۔۔۔ تفریح کرین وہان پہ آوین
ہوتے ہین یہ محو جانے والے ۔۔۔ آنے کا نہین ہین نام لیتے
معمور تمام شہر و بازار ۔۔۔ عیش و راحت کی جنہین بھرمار
جلسے ناچ کھیل کرتب ۔۔۔ ہوتے ہین دیکھ دیکھ خوش سب

ہر مال کی شہر مین دُکان ہین
ہر جنس کے مشتری وہان ہین

بیچے کوئی کوئی خریدے
لاوے کوئی کوئی لد اووے

کمبخت ہین بے نصیب جو لوگ
ہوتا اُنکے دلون کو ہی سوگ

لینے والے تو لے رہے ہین
غافل بیہودہ سو رہے ہین

ہشیار تو کر رہے ہین سودا
نادان کچھ پاس سے ہی کھوتا

عاقل سیدھی سڑک ہی چلتا
ظالم قزاق سے ہی ملتا

اپنی اپنی پسند سے سب
کرتے ہین اپنا اپنا مطلب

سلطان کا بنا قلعہ ہی بانکا
باتین ہے آسمان سے کرتا

خندق جو قلعہ کے گرد مین ہی
دریا کی طرح ہی موج مارے

برجون مین قلعہ کی فوج تیار
ہاتھون مین لیے نفیس ہتھیار

کیا جانیے کیا ہو حکم سلطان
رہتے اِس فکر مین ہین ہر آن

بجتا جو ہی کوس شہریاری
ہلتی ہی زمین ڈر سے ساری

ہر دم ہوتے ہین حکم جیسے
پاتے انجام ہین وہ ویسے

گھنٹہ بجتا ہی در بہ وزارت
بیکار نجاوے تاکہ اوقات

سب وقت پہ اپنا کام کرلین
کچھ عذر نہ درمیان لاوین

افسوس کہ لوگ بیخبر ہین
گھنٹہ ہوا منٹ مین وہ پر ہین

سلطان وہان کا شاہ عالم
عدل و نصفت کا یار و ہمدم

تھا صاحب تخت اور حکومت قبضہ مین ہزارون گنج دولت
عاقل منصف سخی ذکی تھا پڑھتی تھی رعیت اُسکا کلما
پاؤ ہرگز نہ ڈھونڈھو گر چین جود و بخشش سے اُسکی مسکین
سلطان زمان کا شبستان یعنے رہنے کا اُسکے ایوان
عمدہ خوش قطع سا بنا تھا موتی ہیرے سے سب سجا تھا
صندل کے تھے اُسمین پلنگ پائے خوشبو سے دماغ جو بسائے
تھا صحن مین اُسکے مختصر سا پائین باغ ایک عمدہ سا
پھیلین سبزہ درخت اور پھول بلبل قمری کے غول کے غول
فوارون کے پانی کی روانی حوضون کا وہ صاف صاف پانی
یکتا ہر نام ایک حسین تھی بانو فغفور چین کی تھی
کرتی ہر وقت تھی وہان سیر صحبت کا مخل نہ تھا کوئی غیر
بخشی تھی خدا نے ایک دختر گل رو گلفام نیک اختر
زہرہ طلعت تھی مہ جبین تھی بھولی صورت غضب حسین تھی
مشہور جواہر اُسکا تھا نام دلبر دلدار تھی دلارام
خاقان کے گھر کی ماہتابان روشن جس سے تھا کل شبستان
نازک مثل کنول تھا چہرا گونجا کرتا تھا جسپہ بھنورا
جاہل نہتی وہ پڑھی لکھی تھی ہر ایک ہنر کو جانتی تھی

شیرین گفتار تھی وہ ایسی
باتین کرتی بنات جیسی
ہمراہ خواصین اُسکے رہتین
چہلین آپسمین خوب کرتین
صورت پہ غضب سنگار کرتی
مشتاقون کے دل پہ وار کرتی

سیر باغ

آئی ہے جو سیر پر طبیعت
خامہ لکھتا ہے یون روایت
اک روز چلی وہ سیر کرنے
آئی چل پائین باغ اپنے
ہمراہ سہیلیان تھین اُسکے
بیلا۔ چمپا گلاب جیسے
رنگین ہر ایک پہنے جوڑا
لہکا لہکا کُسُنم کا رنگا
اٹکھیلیان کرکے وہ پریوش
کرتی پامال پھول کا فرش
ہمراہ تمر لیے وہ تارے
چلنے لگی حوض کے کنارے
ہر ایک بدن چُراتی جاتی
ہنستی چونکتی لجاتی
سبزہ روشین درخت پتا
سبکو تھا عجب طرح کا سکتا
پہونچین گلزار مین جو حورین
پھرنے لگین داہنے و بائین
پھولون مین اُلجھ گئین خواصین
ایسی ہوئین کچھ وہ بدحواسین
شہزادی جو رہ گئی اکیلی
آکر لب حوض پر وہ ٹھہری
لہرین پانی جو لے رہا تھا
لے اُسکے قدم یہ چاہتا تھا
اُس جا جو کھڑی ہوئی جواہر
آئے اُڑتے بہت سے طائر

دیکھ اُسکو ہوئے وہ مست سارے
بیجان سے رہ گئے بیچارے

آتے تھے ہوا کے خوش کے جھونکے
بالون مین پلٹتے آکے اُسکے

اتنے مین پری بھی ایک آئی
کودی تالاب مین نہائی

کپڑے جو اُتارے تھے کنارے
شہزادی نے دوڑکر اُٹھائے

جب اُسنے نہاکے سر نکالا
کپڑون کو کنارے پر نہ پایا

تھی حسن سے وہ پری جو مغرور
شہزادی کو دیکھ ہوکے رنجور

کی عرض کہ مجھپہ رحم کیجے
میرا یہ لباس مجکو دیجے

ہے نام سعیدہ اور ہون پری مین
لیکن لونڈی ہون اب تری مین

مت ایسی مری یہان پہ ماری
بھولی سب عقل کھیل ہاری

کہنے لگی اس سے یون جواہر
اپنا لو لباس تم ہی حاضر

لیکن یہ شرط ہے کہ حالات
اپنے بتلاؤ بے کم وکاست

بولی فوراً سعیدہ پری یون
کپڑے دیجے تو حال کہدون

واپس کیا جب لباس اُسکا
کہنے لگی تب وہ حال اپنا

مین ذات کی ہون پری پیاری
جنات کی ذات ہے ہماری

ہو بھید مرا اگر نہ ظاہر
ہونے پاوے نہ کوئی ماہر

شہزادی اُٹھی گلے لگایا
منھ بولی بہن اُسے بنایا

سمجھایا پری کو اسطرح سے
رہیے اب آپ گھر ہمارے

ہین میری سہیلیان تمھاری
ہو آج سے تم بہن ہماری

استنے مین خواصین اسکی آئین
شہزادی سے ملکے مسکرائین

جانا نہ سبدہ کو یہ پری اک
سمجھین یہ چین کی کوئی ہے

اک جا ہو جب خواصین آئین
بیٹھین تالاب مین نہائین

شہزادی بھی ساتھ اُن سبھو نکے
تالاب مین جا لگی نہانے

پانی مین قمر تھا آ کے نکلا
تالاب مین یا کنول تھا پھولا

لہرین گستاخی کر کے ہر بار
چومے لیتے تھین اُسکے رخسار

زلفین بکھری ہوئی تھین مُنہ پر
ہالہ طاری ہوا تھا مہ پر

کھیلا آپسمین دیر تک کین
تالاب سے اُسکے بعد نکلین

نکلی جب حوض سے جو ابھر
خدمت کو سبدہ پری تھی حاضر

شہزادی پری کو ساتھ لیکر
آئی اپنے مکان کے اندر

کہنے لگی سب سے شاہزادی
سُن لو دل جان سے بات میری

جبتک مان باپ کے یہان ہو
کھیلو کو دو کرو جو چاہو

جانا سسرال کو ہو جبوقت
حاصل کب ہو تب ایسی فرصت

جتنا وقفہ ہی یہ بہت ہی
کرنا جسکو جو ہو وہ کر لے

رہنا دس برس مین نہو گا
مان باپ کے یہان ہی کون رہتا

دو چار ہی دن کے یہ مزے ہین
سسرال مین یہ کیسے ملے ہین

لیتا شوہر ہی جب پکڑ ہاتھ
ہم عمرون کا چھوٹ جاتا ہے ساتھ

یہ کیکے اُٹھی وہ نازک اندام
لے ساتھ خواصون کو دلارام

پھلواری مین سیر کرنے آئی
اور آن کے دھوم اک مچائی

مرغوب تھی جسکو چیز جو سی
کرنے لگی وہ تلاش اُسکی

انگور انار آنب کٹھل
امرود کھجور کمرنی بڑہل

ککھر نارنج اور کیلا
لیمون کشمش گری شریفا

نازک ہاتھونسے سب نے توڑے
زیادہ کوئی کسی نے تھوڑے

نیچے تھی کوئی کوئی چڑھی تھی
کوئی چڑھنے مین گر پڑی تھی

پھولون کی روش پہ پھر وہ آئین
گلزار مین اور رنگ لائین

چنبیلی گلاب چمپا کیوڑا
لالہ نرگس و جوہی بیلہ

یہ چن چن کے سبھون نے دل لگایا
اندوہ و ملال کو مٹایا

بھایا جس شوخ کو جو زیور
پھولون سے بنا کے اور پہن کر

پامال چمن تمام کر کے
اپنے مطلب کا کام کر کے

ڈالے ہوئے ہار کوئی گلرو
پہنے گجرا کوئی سمن بو

کرتی ہوئین ناز اور کرشمے
پلٹین گھر کو عجب ادا سے

شہزادی کو اسطرح جو دیکھا
خوش ہو گیا قلب اُسکی مان کا

پھولے سے نہ جامہ مین سمائی
لڑکی اس ٹھاٹھ سے جو آئی

منہ چوما اور گلے لگایا   سلطان اتنے مین اندر آیا

بولا مین چاہتا ہون یہ بات   مبارک پھرے جو لڑکی دنبات

فرمان بیگم کو یون سنایا   ستکھنڈہ ہی جو محل ہمارا

جاکر رہے اُسمین اب جواہر   نیچے اُترے نہ جاے باہر

سامان طرب ہو وان مہیا   وہ آج ہی تم مکان سجوا

اللہ اللہ مکان تھا وہ   تعمیرت وہ آسمان تھا وہ

منزل اُسکی تھین سات کیا خوب   ہون اہل جنان کو جو مرغوب

پُر زر درجہ تھا اُسکا پہلا   پارس کا تھا فرش اُسمین پورا

تھی سبز تمام دوم منزل   تھا وان پہ گزر صبا کا مشکل

درجہ سیوم تھا جگمگاتا   روشن سارا مکان چوتھا

تھا بام جو پانچوان نرالا   لعل و گوہر سے تھا اُجالا

چھٹوان درجہ لطیف تر تھا   ہفتم اُسکے بھی بام پر تھا

شہزادی کا تھا وہی شبستان   تعریف مین اُسکی عقل حیران

تھا اینٹ کی جا پہ لعل و ہیرا   کافور کا گارا تھا بنایا

مونگا موتی طلا و نقرا   موقع موقع سے تھا لگایا

تیاری مین وہ عجب مکان تھا   کھون مین کیا کہ کیا سمان تھا

رہنے لگی جاکے وان جواہر   نکلے جس مین کبھی نہ باہر

حاضر خدمت مین تھین خواصین — رہتین آپسمین خوب چہلین
رہتین وہ سب ہنسی خوشی سے — راحت آرام ٹھنڈے جی سے
شامل صحبت تھی وہ پری بھی — شیدا اُسپر تھی شاہزادی
رہتین آپسمین خوب دن رات — قصے باتین مثل حکایات
کہتی تھی ستبدہ نئی حکایت — ہر روز یہ ہوگئی تھی عادت
ایوان وہ غیرت ارم تھا — بےفکری و عیش دمبدم تھا
رہتی تھی جو اہر اس طرح سے — لکھا وحشی نے جس طرح سے

شادی کا پیغام

اے حسن عجیب ہے ترا کام — ہوتا پردہ مین بھی ہے بدنام
گلزار جمال کے زواہر — دختر خاقان کی جواہر
تھی حسن مین اپنے شہرۂ آفاق — دلداری و دلبری مین تھی طاق
شہرت سن حسن کے شاہزادے — کرتے شادی کے تھے ارادے
آنے لگے ہر طرف سے پیغام — یعنے ہمکو دو وہ دلارام
شہزادی کا باپ شاہ عالم — سنتا جاتا پیام پیہم
کرتا منظور پر نہ کوئی — بھاتا نا اُسکو تھا بر نہ کوئی
جتنے قاصد پیام لائے — محروم پھرے سکانکو اپنے
سلطان داماد ڈھونڈھتا تھا — اپنی خواہش کا چاہتا تھا

ہر وقت اسی کی فکر مین تھا — ہر وقت اسی کے ذکر مین تھا
اکدن بیٹھا تھا شہ محل مین — رانی بانو لیے بغل مین
بولی بیگم کہ اے شہنشاہ — افزون ہر روز ہو ترا جاہ
سنا ہون کی نہ بات تمکو بھائی — لڑکی ہی جوان گھر بٹھائی
دنیا مین نہین ہوا ہی ایسا — کرنا تم چاہتے ہو جیسا
لڑکی تو ہی مثل آب دریا — باندھے سے کبھی نہین جو رکتا
کس طرح رکھوگے تم مکان مین — ایسا ہوتا نہین جہان مین
اولاد نہین بجز جواہر — کرتی اک بات ہون مین ظاہر
ہمشیر مری ہے جو حقیقی — بھولا شہ سے ہی وہ بیاہی
خالق نے دیا اُسے پسر ہی — اُس پور سے روشن اُسکا گھر ہی
بھولا ہی بادشاہ مشہور — فرزند کا نام اُسکے ذہور
میرے نزدیک تو ہی بہتر — وو اُس سے بیاہ اپنی دختر
ہی نور نظر وو یون بھی اپنا — داماد بنے تو اور اچھا
عالم نے کہا کہ ای پری رو — منظور ہی تیری رائے مجکو
نسبت آویگی گر وہان سے — اقرار کرونگا مین زبان سے
سلطان سے یہ بات سن جو پائی — سننے والون نے لے اُڑائی
بھولا کو ہوئی خبر جو معلوم — خوش ہو کے مچائی اُسنے کیا دھوم

نوراً قاصد کیا روانا — تاکید یہ کی کہ جلد جانا
نامہ مین لکھی بہت لجاجت — پیدا ہر حرف سے بوے الفت
قاصد جو صبا کی طرح آیا — عالم کے حضور بار پایا
نامہ دیا اور بہت ادب سے — حالات کیے بیان اُس نے
خاقان کا دل ہوا جو مسرور — نسبت اُسنے بھی کرلی منظور
الفت سے بہت ہی پیش آیا — خاطر کی مرتبہ بڑھایا
کچھ سوچ سمجھ کے کرکے دربار — زرمال بلائے اور جفّار
تاریخ سعید پوچھ اُن سے — نامہ کا لکھا جواب شہ نے
دن تاریخ وقت لکھا — نوشہ کو بیاہنے بلایا
خاتم دی اور بھیجا خلعت — دل کھول کیا روانہ دولت
گھر مین شادی کی مچ گئی دھوم — آتا تھا نظر نہ کوئی مغموم
دوڑی ہوئی اک خواص آئی — شہزادی کو آکے تہنیت دی
اُس ماہ کے گرد مثل انجم — بیٹھین ساری کنیز و ہمدم
مصروف خوشی تھین سب خواصین — مغموم تھی شاہزادی دل مین
کہتی تھی کہ اب مکان چھٹیگا — آنا نہین اب یہان ملیگا
مان باپ چھٹین گے اب مرے آہ — لیجائے کہان کو دیکھون اللہ
آدھی جبوقت رات آئی — ہر ایک خواص پا کے سوگئی

لیکن بیٹھی رہی جو اہر
بیٹھی دیکھی جو شاہزادی
شہزادی کے دل کا حال پوچھا
بولی شہزادی با دل زار
شادی ہو جائیگی مری جب
چھوٹینگی سہیلیان یہ میری
اسکا دل پر بہت ہی صدما
سسرال کے نام سے ہون مضطر
تسکین دی اُسے سبدہ پری نے
گھبراتی ہو کسلیے جواہر
ہوتی شوہر سے جبکہ ہو راس
کنٹوشت ہو تم تو شاہزادی
ہو حکم اگر تو اڑ کے جاؤن
بولی خوش ہو کے وہ کہ جاؤ
معلوم نہ ہو مگر کسی کو
کی عرض پری نے ای جواہر
اچھا جاتی ہون اب یہان سے

دل مین کرڑھتی رہی جو اہر
گھبرا کے اُٹھی سبدہ پری بھی
رنج اور غم و ملال پوچھا
رہنے کے مرے نہین اب آثار
رہ یان نہ سکونگی ای پری تب
مان باپ چھٹینگے اور بھائی
سسرال مین ہوئے دیکھیے کیا
کیسی ملین ساس نند و شوہر
دلداری سے یون لگی وہ کہنے
اِس لطف سے تم نہین ہو ماہر
کرتی ہی پیار نند اور ساس
لونڈی ہی تمھاری اب یہ بندی
دنیور کا حال دیکھ آؤن
جاؤ اُسے جا کے دیکھ آؤ
بے شرم کہین گے لوگ مجکو
ہو گا نہ کبھی یہ راز ظاہر
یہ کہکے اُڑی پری وہان سے

اک رات مین اُڑ کے وہ سمن بر / دینور کے ملک پہونچی آ کر

دیکھا کہ اُجاڑ ملک سب ہی / رہتی جنگل پہاڑ سب ہی

ویران بازار و چوک یکسر / دیکھا تو چلی محل کے اندر

صحبت اچھی نہ وان کی پائی / بیہودگی اُسکو دی دکھائی

کمرو بدشکل اور مغرور / بد وضع و بد قطع تھا دنیور

رنجیدہ ہوئی بہت حزین وہ / اُلٹے پیرون پھر آئی جبین وہ

شہزادی کے پاس شب کو آئی / اپنی صورت اُسے دکھائی

گھبرا کے لگی پری سے کہنے / احوال کہو وہان کے سب مجھسے

بولی یہ سپیدہ کہ کیا بتاؤن / افسوس مین حال کیا سناؤن

ہوتی جو بگاڑ پر ہی تقدیر / چلتی کوئی نہین ہی تدبیر

سلطان سمجھا نہ آہ کچھ بھی / رہ ماؤن کی عقل کیسی ماری

کیا عطر کو گندگی سے نسبت / اک جا کیسے ہون نور و ظلمت

زہرا اور بنات کیسے ہون ایک / اک کسطرح ہون بد و نیک

ہی تو تو قمر جبین پیاری / تقدیر نے کی یہ کیا برائی

ویران ہی وہ دیار بالکل / بدراہ ہی شہریار بالکل

چلتے نہین راہ مین مسافر / انصاف سے شہ نہین ہی ماہر

چوری ہوتی ہی دن وہاڑے / ظالم دیتے ہین سب اجاڑے

اندھیر مچا رہے ہین عمال | چوردن سے ملا ہوا ہی کتوال
لالچ چوری و غصا برائی | ہر ایک کے دلمین ہی سمائی
مصروف غنا ہی شاہ بھولا | کچھ فکر نہین ذرا بھی کرتا
سُنتا نہین کوئی داد مظلوم | ہوتا مجکو تو یہ ہی معلوم
رکھی ہی ایک دن تباہی | چھا جائے گی ملک پر سیاہی
پہونچی جو حضور خود بدولت | منھ دیکھ کے آئی سخت نفرت
صحبت مین شہر عورتین تھین | آپسمین فساد کر رہی تھین
بیٹھے تھے وہان وہ مست و مخمور | شوہر جو بنینگے تیرے ای حور
کمبخت ہی بھونڈی بھونڈی صورت | پڑیگی منھ پر خدا کی لعنت
دوزخ کا عذاب ہی وہ مقہور | بیوجہ نہین ہی نام دنیور
مین نے جب سے اُسے ہی دیکھا | جلتا غصہ سے ہی کلیجا
اللہ نہ ڈالے اُس سے پالا | ڈس لے لڑکی کو چاہے کالا
دنیور کا حال یون سنا جب | گھبرائی بہت وہ گلبدن تب
ایسی اُسپر پڑی تھی یہ گاڑھ | رونے لگی مار مار کر ڈاڑھ
کہنے لگی ای پری پیاری | کس طرح نبھیگی عمر ساری
مان باپ تو انہی سی کرین گے | بیشک اُس سے بیاہ دینگے
لا دے مجھے زہر تا مین کھاؤن | اس رنج والم سے چھوٹ جاؤن

یاد رہے خنجر کہ مارلون مین
اس ننگ سے اے پری بچون مین

منہ سے تو مین کچھ نہ کہ سکونگی
اس طرح ضرور ہان بچونگی

بولی یہ تبسدہ کہ جان کیون دو
گھر مین اپنے خوشی سے بیٹھو

کچھ وقت نہین ابھی گیا ہے
ہونا باقی ہے کیا ہوا ہے

اسمین کوشش مین خود کرونگی
تیرے لیے اپنی جان دونگی

ڈھونڈھونگی ضرور ہفت اقلیم
تو دل مین نہ تم ذرا بسیم

یہ یاد رکھو تم اے گل اندام
لے آؤنگی ڈھونڈھ کر دلارام

تما شوہر بھی ڈھونڈھ لاؤن
اُسوقت تبسدہ پری کہاؤن

بولی شہزادی ہوکے رنجور
ماباپ کے حکم سے ہون مجبور

اور اسکے سوا بھی اے پریرو
عورت کے کیے یہ کام کب ہو

جب بات پہونچ گئی یہانتک
تب بولی تبسدہ نہ لاؤ تم شک

مین ذات کی ہون پری جواہر
ہون فن وہنر سے خوب ماہر

اللہ پہ تم نظر تو رکھو
ہمت اپنی ذرا تو باندھو

سنکر یہ کلام شاہزادی
کہنے لگی اُس سے اے پیاری

تم ہو میری طرف سے مختار
قبضے مین تمھارے ہے دل زار

آوے دل مین جہان کو جاؤ
محنت کا خدا اسے اجر پاؤ

مبرا لیکن دھیان رکھنا
پانا جو پتہ تو جلد پھرنا

تجکو ہو گی جو دیر باہر | مر جائیگی گھٹ کے یان جواہر
کر سکے اُٹھی پری وہان سے | جنگل کو چلی نکل مکان سے

روم کا نوجوان

لکھتا ہون حکایتِ خوش اسلوب | منظور رہی انتخاب محبوب
بدلا اپنا پری نے جب بھیس | کر کے نیت چلی وہ پردیس
تھی اپنے ارادہ مین جو پوری | سر پر ساری زمین اُٹھائی
ملکون ملکون پھری وہ گلفام | پایا لیکن نہ کام انجام
مشرق مغرب کو ڈھونڈھ آئی | مطلب کی بات پر نہ پائی
لنکا مہدیپ اور لکدیپ | دریا کے جزیرے اور سراندیپ
بنگال و عراق و ہند و یونان | کشمیر و فرنگ اور ملتان
ایران توران بلخ بخارا | ساری دنیا کو چھان مارا
جب ہار تھکی وہ ڈھونڈھ مغموم | آئی سب جا سے گھوم کر روم
پہونچی نزدیک شہر آ کے | بیٹھی سایہ مین اِک شجر کے
بیٹھی تھی سبدہ بہت پریشان | اتنے مین ہوا یہ لطف یزدان
تھا خطہ روم مین جو سلطان | یعنے وہ ہنس ابن برہان
اُسوقت اپنے مکان مین آیا | طائر جو پلے تھے اُنکو کھولا
جب ہنس نے کھول کر اُڑائے | جس جا تھی پری وہان وہ آئے

اُنکو دیکھا تو بس سبدھ بھی
طائر بنی اپنی شکل بدلی

چڑیون نے بنا جو اسکو دیکھا
ہو کون کہان سے آئے پوچھا

کیا کام ہی جاؤ گے کہان کو
پھرتے جنگل مین کس لیے ہو

بولی وہ سبدھ ہی نام میرا
دشوار بہت ہی کام میرا

اک گل کو مین دل سے چاہتی ہون
اسواسطے خاک چھانتی ہون

اب تک پایا مگر نہ اُس کو
ہوتی جاتی ہی یاس مجکو

بولے طائر نہین ہی چارا
رنج اور خوشی ہی کارِ دنیا

الفت تمسے ہوئی ہو ہمکو
دم بھر کو چلو ہمارے گھر کو

یہ سُنکے ہوئی سبدھ بھی ہمراہ
ساتھ اُنکے اُڑی مکان کی لی راہ

آئے شاہی محل کے اندر
بیٹھے سب اپنی اپنی جا پر

کی سب نے سبدھ کی خوب خاطر
خدمت مین تھے جان و دلسے حاضر

کمرے سے نکل جو ہنس آیا
چہرہ اُسکا پری نے دیکھا

کھائے ہوئے چوٹ تھا جو دل پر
خاموش تھا سر جھکائے مضطر

دیکھ اُسکو سبدھ خوشی سے پھولی
رنج و کلفت تمام بھولی

سوچی نعرہ کوئی بناؤن
اُسکے ہاتھون پہ بیٹھ جاؤن

جب شام کا ہو گیا اندھیرا
اُسنے بھی کیا دہین بسیرا

نزدیک کہین تھا ہنس بیٹھا
مضطر بیتاب اور تنہا

چڑیون سے سب ہونے کی شروع بات   بولی افسوس کرکے مل ہات
سلطان تمھارا گو حسین ہی   مسرور مگر ذرا نہین ہی
کچھ دیر اگر مین پاس رہتی   نقل اور حکایت اُس سے کہتی
ہوتا مری گفتگو سے وہ خوش   ہوتا سب درد و غم فراموش
چڑیان بولین کہان یہ تقدیر   اسکی کوئی کرے جو تدبیر
محزون مدت سے ہی یہ رہتا   دیکھ اُسکو سبھون کا دل ہی کڑھتا
ممنون کمال ہون تمھارے   سلطان کو کرو جو خوش ہمارے
بولی یہ پری سنو بتاؤن   اِک لطف کی داستان سناؤن
مشہور جو ملک چین ہی ہمدم   حاکم ہی وہان کا شاہ عالم
دوشیزہ جواہر اُسکی دختر   مہ پارہ و خوبرو و خوش اختر
حسن اُسکا تو قابل بیان ہی   طاقت یہ زبان مین پر کہان ہی
ہی راحت جان نام اُسکا   اور عشوہ و ناز کام اُسکا
بولے طائر معاف کیجے   اپنی باتون کو رہنے دیجے
ایسا نہو رنج کچھ بڑھاؤ   جلتی ہوئی جان کو جلاؤ
ایسا نہو تیری گفتگو سے   تکلیف اُسے کچھ اور پہونچے
یونہین خلقت ہی سب پریشان   گھیرے ہی دلون کو یاس و حرمان
باتین نہ تمھاری رنگ لاوین   آفت نہ نئی کوئی اُٹھاوین

اس سے بہتر ہی ہے خاموش — اس بات کو یہ کیجیے فراموش
تکلیف مین در نہ ہم پڑینگے — رنج و زحمت بہت سہین گے
بولی یہ سپید ہو تمھین بتانا — رہتی ہی کس کے ساتھ دنیا
جوگی ہوا شہ کلال بیمار — اُسکو بھی تو عشق کا تھا آزار
مجنو بہ کو سب جہان مین ڈھونڈھا — ساتھ اُسکے گیا تھا کون اپنا
مان باپ گئے نہ کوئی ہمراہ — معشوقہ لی چھٹا جو سب جاہ
راحت نہین اس جہان مین ہے — اک نقش غلط گمان مین ہی
چڑیون نے کہا بغیر سو اس — ایسے ہی خیال سے چترا اس
تکلیف مین مبتلا ہوا تھا — جوگی کی زبان سے جو سنا تھا
جب پھول متی کا حال پایا — اپنے کو فقیر سا بنایا
گھر چھوڑ چلا گیا وہ جنگل — چھوڑا عیش و سرور منگل
اعدا نے سنا جو حال اُسکا — کینہ کیا اُسکو جان سے مارا
دلدار بھی سلطنت بھی چھوٹی — اعدا نے متاع جان لوٹی
ایسے ہی نہ ہنس کو کرو تم — جنگل مین اُسے نہ لے پھرو تم
بولی یہ سپید ہو نہین مین ایسی — ہو عقل تو مانو بات میری
اندھارا ہی بھی اور رہبر — ہو دین تو ضرور جان کا ہی ڈر
سچ بات ہو سچ ہو کوئی ساتھی — رہرو کو نہ خوف تب ہو کچھ بھی

نادان جو راہ محبت مین مرجاے
راجہ مدھکر پریم مادھو
گھر چھوڑ جو کوے یار پہونچے
سردی گرمی ہوا و پانی
ہارا نہ مرا کوئی بھی اسمین
تم جانتے کیا ہو راز الفت
یہ ہنس نے بات سن جو پائی
سوچا دل مین کہ کون طائر
یہ سوچ اُٹھا وہ اپنی جا سے
کھلتے ہی سبد ہوئے ہوکے خرم
لے اُسکو جگہ پہ ہنس آیا
بولی یہ پری کہ اے شہنشاہ
اللہ نے دی ہی دختر اسکو
ایسی مین زبان کہان سے لاؤن
ہمراہ خواصین ایسی اسکے
چاند و سورج کو تو گہن ہے
ساری دنیا مین گھوم آئی

حرف اس سے نہ راہ پر کبھی آے
پر آن پاٹ اور چیتر کلا کو
تکلیفین اُٹھائین لیکے آئے
سب جھیل کے لائے یار جانی
وہ یار دگا تھا صدق جسمین
ہوتی ہی مدد یہ خود محبت
گھبرا کے نظر اُدھر اُٹھائی
کرتا ہی بیان حال دلبر
طائر سب کھول کر اُڑا دے
آ ہنس کے ہاتھ پر لیا دم
باتین جو سنی تھین اُنکو پوچھا
سلطان جو چین کا ہی ذیجاہ
کہتے ہین جواہر اُس پری کو
حسن اُسکا جو آپ سے بتاؤن
جس طرح قمر کے گرد تارے
بے لاگ مگر وہ گلبدن ہی
صورت اُس سی نہ ایک پائی

گوری ہی وہ ایسی ماہ طلعت — روشن ہوتی ہی جس سے ظلمت
نسبت کے بہت پیام آئے — سو کھے سب نے جواب پائے
چھوڑا شاہون نے ملک اور مال — دیدار کے شوق مین ہین بے حال
مجکو اُسی حور نے ہے پالا — خوش ہو کے بصد وہ ہے نام رکھا
کرتی ہی بہت ہی لطف وہ ماہ — اُسکی ہون نہین راز دار ای شاہ
اُسنے ہی بمجھے ادھر کو بھیجا — ڈھونڈھی دینا تو تجکو پایا
منظور اگر ہو اُسکا دیدار — چھوڑو صاحب یہ تخت و دربار
اُٹھو چلو دیر کس لیے ہو — دکھلاؤن تمھین مین اُس پری کو
جیسے ہی سُنا یہ منہس نے حال — گھبرا گیا درد سے وہ بیحال
سنتے ہی ہوا وہ نام جانان — مضطر بیتاب اور نالان
دل مین پیدا ہوئی محبت — سر پر ہوئی آسوار وحشت
شعلہ جو اُٹھا بدن مین اُسکے — بولا فورا اُس بدخو پری سے
ای میرے عزیز جان طائر — کہتا جسکو ہی تو جواہر
دیکھی مین نے جو خواب مین ہی — گر وہ ہی جواہر حسین ہی
صورت ہر اگر وہی یہ گلرو — دینا ہی قبول جان مجکو
ڈھونڈھونگا ضرور اُنکی مین ماہ — چھوڑونگا یہ تاج و تخت واللہ
بولی یہ پری کہ حسن اُسکا — کس طرح بتاؤن تمسے شاہا

مشکین زلفین ہین کالی کالی — دل لینے کی اُسمین رہ نکالی
بالون کو جو چہرہ سے ہٹائے — ظلمت مین قمر وہ بت دکھائے
تیکھی چتون اگر وہ فرمائے — پیشانی سے آفتاب شرمائے
جس دل پہ چلائے تیغ ابرو — یا جسکو ڈسے وہ مار گیسو
لے سانس ذرا نہ سر سے کھیلے — بس ایک ادا مین جان لے لے
ہین تیر نگاہ کس غضب کے — دیتے ہین عجب طرح کے چرکے
مستی کی بھری وہ چشم جادو — بیمار ہو دیکھ لین وہ جسکو
موزون پائی ہے کیسی بینی — واجب جسپر ہے جان دینی
لب سرخ مثال لعل و یاقوت — عشاق کے ہین وظیفہ و قوت
دندان دُر بے بہا کی صورت — باتون مین نبات کی حلاوت
جس وقت وہ گل ہے مسکراتی — بجلی ہے دلون پہ اک گراتی
نازک وہ گلاب کا سا مکھڑا — دلگیر ہے جسکا اک جھگڑا
عارض ہے یا کہ ماہ تابان — شمع کافور روے جانان
گوش اور گلو لطیف و مرغوب — دلدارون کو جنکی دید مرغوب
سیمین ساعد کف حنائی — شاخ مرجان ہر ایک انگلی
بلور کی طرح صاف سینہ — نے بال کہین نہ اُسمین کینہ
پستان دونون مثال نارنج — زائل ہو جنکو دیکھکر رنج

نازک چکنا شکم ہی شفاف گرداب بلا حسین کی ناف
باریک جو ہی کمر پری کی رہتی ہی خطر مین جان کسی کی
رانون مین چھپا ہوا ہی نکتہ جو شکل عروس کا ہی نقطہ
وہ کبک خرام جب ہی چلتی بیتاب دلون کو ہی مسلتی
ہمراز ہزار ہا سہیلی رہتی نہین ماہ وش اکیلی
ہر طرح وہ گلعذار ای شاہ لاریب ہی بے نظیر باللہ
ہی رشک ارم مکان اُسکا وان تک ہووے گزار کسکا
مشتاق ہین اُسکے شاہ پسر دار عباد ملک کو فکر دیدار
گمنام ہوئے بغیر لیکن ملنا اُسکا نہین ہی ممکن
اپنا جو کوئی نشان مٹائے اُس لعبت چین کو ڈھونڈھ پائے
میرا بچپن سے اُسکا ہی ساتھ پکڑا شفقت سے اُسکا ہی ہاتھ
اسرار سب اُسکے جانتی ہون جی جان سے اُسکو چاہتی ہون
بھیجا ہی مجھے اُسی نے یان کو چھانا مین نے ہی کل جہان کو
رنج و صدمہ بہت اُٹھایا تب جا کے تجھے ہی ڈھونڈھ پایا
ہی نام خدا جوان جواہر ہوتا آثار سے ہی ظاہر
کوشش جو کروگے تم شہنشاہ ہو ویگی تمھین سے منعقد ماہ
سنتے ہی بسمد ہو پری کی تقریر بھرنے لگی چشم دل مین تصویر

کی حضرت عشق نے عنایت
بھڑکی اک آگ تن بدن مین
پیدا المعشوقہ کی ہوی آس
تھی سانس فقط تنِ حزین مین
بیہوش ہوا جو ہنس ایسا
کچھ دیر مین آئی جان مین جان
اُٹھا جو دل تو خوب رویا
آنکھین تھین کھلی ہوئی بظاہر
بولا کہ کہان ہون یا الٰہی
اسطرح کیا سبدھ سے اصرار
پاؤنگا کہان مین اپنا دلبر
افسوس رہا مین بیخبر یان
رہتی ہی جہان وہ نازک اندام
پروانہ ہوئی ہی جان ہماری
پھر نغمہ سرا ہوئی پری یون
مشکل ہی بہت ہی عشق کی راہ
تلوار کی آنچ چاہیے سہ جلے

لینے لگی جان درد فرقت
ہونے لگین خون دونون آنکھین
جان پہونچی نکل کے دلربا پاس
پہونچی تھی روح ملک چین مین
سر اُسکا سبدھ پری نے تھاما
آنکھین کھولین مگر تھا حیران
رنجِ فرقت سے جان کھویا
دل مین تھی بسی ہوئی جو اسپر
کیسی مجھہ پر پڑی تباہی
پھر کر تو اُسی بیان کی تکرار
دل کی یہ بجھیگی آگ کیونکر
یہ چل تو سبھی جہان ہی جانان
چل جان کہ اُسی سے ہی مرا کام
یہ چل ہو جہان مری پیاری
سُن ہنس جو بات مین سُنا دون
دے جان کرے کسی کی گر چاہ
پر سوز جگر سے بار نے پائے

الفت مین پھنسے نہ دل کسی کا ❊ مرکر چھٹتا نہین ہی پیچھا
عیش وآرام وچین وراحت ❊ چھوڑے تو ہو عشق کی رفاقت
قہار وہ عشق کا ہی دریا ❊ جسکا ہی نہین کنارہ پیدا
سوچو تو بھلا یہ دل مین اپنے ❊ تکلیف یہ تم اُٹھا سکوگے
سب باتون پہ پہلے غور کیجے ❊ تب عشقِ بتان مین پیر دیجے
بولا یہ سپیدہ سے ہنس رنجور ❊ کرتی ہی تو محب کو سخت مشہور
مجھکو نہین عشق کے سوا کام ❊ دودن عشق مین جان گرتو ہو نام
دل چھین کے لیگئی جواہر ❊ دم ہوویگا کوئی دم مین آخر
بیچین بہت ہی قلب مضطر ❊ لے چل تو مجھے بنا کے طائر
ہادی تو ہی تو مین ہون خادم ❊ فرمان پہ رہونگا تیرے قائم
تحقیق کہ مین نے چھوڑا گھر بار ❊ اب وردکرونگا نام دلدار
صورت دل مین بسی ہی اُسکی ❊ مطلق نہین فکر زندگی کی
اُٹھا پھر کہ کے یا جواہر ❊ چاہا اڑجاؤن بنکے طائر
دیکھا یہ سپیدہ نے جال مارا ❊ بازی کو دل کی ہنس ہارا
یون کہنے لگی کہ سن پیارے ❊ ہی دل مین جو عشق پیچ تمہارے
پائینگے ضرور آپ وہ حور ❊ ہی چین یہانسے پربت دور
دوچار برس سفر کروگے ❊ چلنے کی مصیبتین سہوگے

صحرا کہسار بجز خار
جب تک پہونچو گے ای مسافر
سب بسیرے نہین وہ بولتی ہی
ہو دیر جو یان مجھے ذرا بھی
جاتی ہون یہ حال سب کہونگی
تا خیر کا نام سنکے رویا
گر دیر ہوئی کہین تمھین وان
قبضہ مین تمھارے جان ہی میری
جب تمکو ملے مری جواہر
سر نقش قدم پہ اُسکے رکھنا
کرنا دیکھو کہین نہ تم دیر
سنکے یہ جگر خراش فقرے
سچ جانئے آپ میری گفتار
آؤنگی حضور مین مقرر
اندیشہ سبھی ہی اب تو ای شاہ
یہ کہکے اُڑی وہ کھول کر پر
کھانا پینا خوشی سے سونا

سب سے بیڑا یہ خبر ہوپار
ہوگی بے حال وان جواہر
کھانے کو دہن نہ کھولتی ہی
اُسکی وان جان پر بنیگی
پھر آکے تمھین بھی لے چلونگی
یون ہنس سبدھ پری سے بولا
کیسے سب مجھے ہوگی وید جب نان
ہر لحظہ تکونگا راہ تیری
کرنا اتنا تو میری خاطر
حالات مرے بیان کرنا
اسمین نہین میری جان کی خیر
یہ روکے کہا پری نے اُس سے
پورا مین کرونگی اپنا اقرار
خط لاکے چلونگی تمکو لے کر
دے جان کہین نہ اپنی وہ ماہ
چھڑکا نمک ہنس کے جگر پر
سب محو تھا یاد صرف رونا

دربار و مکان کاٹتا تھا — غم روز کلیجہ چاٹتا تھا
تھا ہنس غم جگر سے مغموم — سنسان اُسکے الم سے تھا روم

بیتابی جواہر

ہان نالۂ دل کہین اثر کر — بیتاب ہو یار مجھسے بڑھ کر
معشوق کی بیکلی ہو دونی — ہووے تطبیق فَاذکُرُونِی[1]
سُنیے کہ سبد ہو جو چین سے نکلی — حالت اُس حور کی بھی بدلی
شہزادی جواہر اُسکے غم مین — رہتی ہر وقت عجب الم مین
بیداری مین شب گذارتی تھی — ہر وقت اُسے پکارتی تھی
تھا دل پہ ہجوم یاس و امید — کہتی نہ کسی سے تھی مگر بھید
کھانا اور پینا چھٹ گیا تھا — صبر اور قرار لٹ گیا تھا
بدلا بالکل تھا رنگ تن کا — سوزان تب ہجر سے بدن تھا
نازک نازک گلابی رخسار — کمھلا کے بنے تھے مثل بیمار
کہتی افسوس وہ سہیلی — پھرتی ہوگی کہین اکیلی
تکلیف سے ہوگی سخت مضطر — باعث ہوئی اِسکی مین بداختر
اک شب وہ حسین اسکی دھن مین — کمرے سے نکل گئی صحن مین
شب کی ظلمت شباب پر تھی — آہ اُسکے دل کباب پر تھی
بے حد بیتاب تھی جواہر — اندر جاتی پھر آتی باہر

[1] یعنی تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کرونگا

گھبرا کے نظر اٹھاتی ہر سو　　پر اب یقین دونوں چشم آہو
بیتابی جو اپنی حد پہ آئی　　آگے سے بڑی سپید دکھائی
خوش ہو کے اچھل پڑی جو اہر　　اللہ نے کی مصیبت آخر
مسرور ہوئی گلے لگایا　　لا اپنے پلنگ پر بٹھایا
بولی یہ سپید ہو کے پھر وہ رنجور　　بتلاؤ تم اپنا حال فی الفور
تھی مجھ پہ تو بس عجب مصیبت　　کیا کم تھی مجھے تمہاری فرقت
یوں ہی ادل تو میں تھی بیمار　　سکھیوں نے کیا ہے اور بیزار
دل پر تو مرے غم و الم ہے　　شادی انھیں سوجھی دمبدم ہے
ایسی کمبخت ہیں یہ بیباک　　تن میرا جلا کے کر دیا خاک
بولی وہ ہو تلخ عیش میرا　　جبتک نہ ملاؤں ساتھ تیرا
جب سے تمسے ہوئی جدائی　　ہو زہر جو چیز کچھ ہو کھائی
ڈھونڈھا کرتی جو دل کی تھی بات　　سوئی دم بھر نہیں میں دن رات
ڈھونڈھی میں نے تمام دنیا　　پانی نہ پیا مگر کسی جا
پھر کر جو جہان میں روم آئی　　مطلب کی وہاں یہ بات پائی
جس طرح حسین تو ہے ای ماہ　　ویسا ہی وہ آفتاب ہے شاہ
آبادی کوہ و دامن دشت　　ہر ایک کی خوب میں نے کی گشت
نزدیک مگر ملا وہ مطلوب　　مجھکو تو ہی جان و دل سے مرغوب

ہی شہر جو روم اے خوش انجام — سلطان وہان کا ہنس ہی نام
دنیا مین نہین ہی دوسرا اور — اسکا سا نہین کسی کا ہی طور
ہی علم و ہنر مین شہرہ آفاق — اور خوبی و حسن مین بھی ہی طاق
صحبت عادت بھی مین نے جانچی — دیکھی جاکر حرم سرا بھی
ہمراہ گئی تھی طائرون کے — تھی شکل و لباس مین انھین کے
شب کو جو وہان کیا بسیرا — اسوقت مکان مین ہنس آیا
باتون باتون مین حال تیرا — چڑیون سے جو مین نے کہہ سنایا
سنتا تھا وہ شاہ خود بھی بیٹھا — لے ہاتھ مین مجھسے راز پوچھا
جو کچھ کہ زبان نے یاوری کی — حالت مین نے تمھاری کہدی
تعریف جو مین نے کی تمھاری — سن ہنس نے اپنی جان ماری
دیکھی کوئی خواب مین تھی عورت — بیتابی سے اسنے پوچھی صورت
تھا خواب کو دیکھکر جو حیران — سن حسن ترا ہوا پریشان
بیہوش ہوا گرا زمین پر — مین نے ہاتھون پہ لے لیا سر
تم پر ہی ہزار جان سے مفتون — کھوئے ہین حواس ہوگئے مجنون
نادیدہ جو عشق ہوگیا ہی — سلطان سے اب کہ دہنا ہی
آئی ہون کہ تا تجھے خبر دون — خط لکھو تو جا کے پھر اسے دون
تعویق نہین ذرا مناسب — مغموم نہو کہین وہ صاحب

سنتے ہی چپکے رہی جواہر
حالات سے ہو چکی جو ماہر

تاثیر یہ سوز ہنس نے کی
سینہ سے اک آہ سرد کھینچی

اس طرح ہوئی وہ پھر درافشان
یعنی وہ جواہر پریشان

ممنون ہوئی مین تیری ای مہ
ہون اُنکے قدم اگر ملین وہ

گھبراتا ہی جی یہان سے اتنو
پہونچا دے وہان اُڑا کے مجکو

ہو جاے نصیب اُنکی دیدار
پائے تسکین خاطر زار

جانے جو کسی طرح سے پاؤن
دکھ درد جو اُنکو ہو مٹاؤن

ای میری سبدہ مین تجھپہ قربان
دکھلا دے سب مجھے وہ روے تابان

بے طور جو اُسکا حال پایا
منھ سے یہ ہنس نے تب نکالا

شہزادی اگرچہ تم ہو دانا
معلوم نہین یہ حال دینا

طاقت ایسی کہان سے پاؤن
تمکو جو اکیلی مین اُڑاؤن

اور دوسری گر پری بلاؤن
واقف ہو پدر مین رنج اُٹھاؤن

اِس سے بہتر ہی صبر کیجے
تاریخ نکاح آنے دیجے

شاید آجاے وہ شہنشاہ
اس سے کیا خوب پھر تو ای ماہ

ورنہ جو بیاہ چاہین کرنا
مان باپ تو صاف تم مکرنا

کہنا کہ نہین مجھے ہی منظور
ہو جاینگے ایمن سب وہ مجبور

جب جان ہی دی کسی کے اوپر
ہنسنے سے کسی کے پھر ہی کیا ڈر

بیرون پہ گری یہ سُن جواہر — بولی یہ سبدہ سے میری خاطر
جا جلد حبیب پاس میرے — وابستہ ہی جان میری اُس سے
ہوگا نہ کسی سے ساتھ میرا — دامن مین ہی آسکے ہاتھ میرا
ہی ہنس کی یاد اب تو ہر آن — یا ہووے وصال جاے یا جان
کہنا یہ مری طرف سے جا کر — ہی یاد مین تیری سخت مضطر
فرمائین نہ دیر جلد آوین — اس رنج و عذاب سے چھُڑادین
تشریف جو یان پہ ہنس لائین — آنکھین اُنکی جو دید پائین
پیر اُنکے رکھون مین اپنے سر پر — بٹھلاؤن اُنھین دل و جگر پر
امید وصال مین ہون زندہ — کی دیر تو بس ہوئی مین مردہ
اُڑنے کو ہوئی سبدہ نویلی — سنتی تھی مگر کوئی سہیلی
سُنکر آئی وہ دوڑی بیغم — سوتی تھی جہان پہ شاہ بیگم
جلدی سے جگا کہا کہ چلیے — کچھ حال سبدہ کا چلکے سنیے
انسان نہین ہی یہ پری ہے — لائی پیغام ہی کہین سے
کچھ ایسا کیا ہی حال ظاہر — مفتون ہوئی جسپہ ہی جواہر
للہ کرو کچھ اسکی تدبیر — رسوا یہ کرے گی ورنہ بےپیر
جھنجھلائی یہ سُنکے اور جلدی — آئی تھی جہان پہ اُسکی لڑکی
دیکھا بیٹھی ہین دونون یکجا — چہرہ شہزادی کا ہی اُترا

پہلے تو اوسے گلے لگایا — سمجھا کے وہین یہ پھر بٹھایا
پکڑے دونون سبدہ کے پھر ہاتھ — غصہ سے چلی وہ کھینچکر ساتھ
سچ کہ بنظر غضب یہ پوچھا — لائی پیغام تو ہی کس کا
کرتی ہی خراب دخت میری — کہہ راست کہ ہو فلاح تیری
لونڈی ہون مین سبدہ یہ بولی — بیہودہ نہین زبان کھولی
شہزادی کی کرتی ہون جو خدمت — فرماتی ہی اس سے وہ عنایت
ہی بغض اسی سبب سے سب کو — چغلی پہ نہ اعتبار کر لو
بدراہ نہین کبھی مین چلتی — للہ نہ کیجے آپ سختی
ذرہ نہ سبدہ نے حال کھولا — بیگم ہوئی غصہ سے بگولا
بیچاری کا سب لباس چھینا — پوشاک کوئی دی اور پہنا
کرکے محبوس طوق و زنجیر — ڈالی تو ہوئی وہ سخت دلگیر
کھوئی پوشاک جب پری کی — بھولی سب عقل رہبری کی
روتی دل مین کہ دونون مہجور — اب ہجر مین ہونگے سخت رنجور
جب جیل مین آ سبدہ ہوئی قید — شہزادی پہ صبح کو کھلا بھید
رنجیدہ ہوئی بہت وہ محزون — سروحن کے بیان کرتی تھی یون
مرنے کی ہوئی ہی میری تدبیر — مان باپ نے دی بگاڑ تقدیر
مان پاس خواص ایک بھیجی — چاہا کہ سبدہ کی ہو رہائی

بیچاری پیام سے جو آئی
جان اپنی بچا کے وہ جو بھاگی
قیدی کو نہ چھوڑیگی تری ماں
پایا جب یہ جواب رو کھا
کہنے لگی دل میں پھر جو اہر
کس نے مادر سے جا لگایا
بے میری سبدہ کے ہنس سے جل
فرقت ہوگی یہ ختم کیسے
تدبیر کریگا وصل کی کون
ڈھائی تھی فراق نے قیامت
دن رات لگی وہ غم سے جلنے
کھانا پینا کیا تھا موقوف
ہمراز فقط تھا ذکر دلدار
جا سے اپنی کبھی نہ ہلتی
پروا نہ تھی ہار ٹوٹنے کی
تھا درد جو دلمیں اُس پری کے

ہو جب بہت ہی مار کھائی
شہزادی سے آکے عرض یون کی
ناحق ہوتی ہو تم پریشان
جی درد والم سے اُسکا سوکھا
تھا راز سے کون میرے ماہر
آفت مجھپر یہ کون لایا
ہے کون جو درد دل کیکا
اچھا ہوگا یہ زخم کیسے
ہوگا میرا ضرور اب خون
سر پر تھی سوار ایک آفت
آنسو لگے آنکھ سے اُبلنے
تھی یاد مین ہنس کی وہ مصروف
کوئی مونس نہ یار و غمخوار
بیجان کی طرح بیٹھی رہتی
کچھ فکر نہ بال چھوٹنے کی
بیزار تھی اپنی زندگی سے

ایک نظر

اب چین نہین ہی اودل زار — دم بھر کو دکھادے روے دلدار
ای ہنس سکان کہان ہی تیرا — دل لوٹ جو لے گیا ہی میرا
ہی عشق پہ اپنے تو تو نازان — مجبوبہ کو دیکھ لے پریشان
بیمار تھی اس طرح جواہر — روتی ہر وقت ہنس خاطر
ذکر اُسکا اُسی کی یاد رہتی — اسس آگ سے راتدن سلگتی
کرتی اُسے یاد دل مین اپنے — کہتی رو رو یہ چپکے چپکے
رہتا ہی کہان وہ یار جانی — بھیجی نہین آہ کچھ نشانی
ملتا بھی ہی یا نہین وہ دیکھون — طاقت نہین پاس کیسے پہونچون
افسوس سے بندہ بھی اب نہین پاس — بندھتی نہین دلمین وصل کی آس
روتے روتے ہوئی جو بیہوش — سب رنج ہوا اُسے فراموش
جس بات کا تھا ملال اُسکو — گھیرے تھا ہی خیال اُسکو
قسمت جاگی جو مہ جبین کی — حاصل ہوئی دید اُس حسین کی
بتلایا بندہ نے جسطرح تھا — ویسا ہی جوان ایک دیکھا
آیا جو نظر اُسے وہ دلبر — بیتاب ہوئی گری زمین پر
مضطر ہوکر پکڑ کے دامان — پوچھا کہ کہانکے تم ہو سلطان
کیا نام ہی آپ کا بتاؤ — دل کی میری لگی بجھاؤ

بتلائین پتہ جو آپ اپنا — بھیجون بیشک پیام اپنا
بولا وہ یون کہ ای گل اندام — مولد ہی بلخ اور ہنس ہی نام
اب روم مین ہی قیام میرا — آوے جو وہان پیام تیرا
بیشک مین ملون مگر پیاری — حالت ہی زار کیون تمھاری
کیا رنج ہی تمکو نام کیا ہی — گھر بار سے میرے کام کیا ہی
کیا غم ہی بتاؤ تا کرون فکر — جو راز ہو اسکا کیجیے ذکر
کسواسطے ہو ملول خاطر — جب پاس تمھارے مین ہون حاضر
کہنے لگی یون وہ با دل زار — ہون تیرے فراق سے مین بیمار
جب سے کہ سنا ہی نام تیرا — قابو مین نہین ہی قلب میرا
خواہش ہی مری بطیب و خاطر — خدمت مین رہون تمھاری حاضر
اپنی جو کنیز تو بنائے — تب جان کو میری چین آئے
اب کیجے نہ اپنے پاس سے دور — مرجائیگی ہجر مین یہ رنجور
دیدار سے اپنے شاد کیجے — بس اب نہ غم فراق دیجے
آپس مین ہوئین جو ایسی باتین — بولا تب ہنس ہو کے غمگین
جس طرح تجھے ہی چاہ میری — ہی مجکو زیادہ اس سے تیری
تیری مجھسے ہی جس طرح آس — ہی جان ہماری بھی ترے پاس
ہی یاد اگر تمھین ہماری — دن رات ہمین ہی رٹ تمھاری

دل سے ہو اگر تمھین محبت — اب غیر کی دیکھنا نہ صورت
شکل اپنی نہ غیر کو دکھانا — پاس اور کے اے پری نجانا
کرنا نہ پیار اب کسی کو — صحبت نہ کسی سے اب کبھی ہو
اقرار جو ہوگا راست تیرا — ہووے گا ضرور وصل میرا
یہ سنکے بہت وہ مسکرائی — اس طرح سے بات پھر بنائی
کچھ دل کی مرے تمھین خبر ہی — کس طرح سے جل رہا جگر ہی
گو یاد مین تیری جان بھی جائے — ممکن نہین فرق بات مین آئے
ہو کچھ بھی مین تمسے پر ملونگی — فرقت مین نہین تو جان دونگی
ہی جان کو میری تجھسے راحت — بے تیرے بھلا ہو کیا فراغت
گل تو ہی اگر تو مین ہون بلبل — مین جام اگر ہون تو ہی تو مُل
گوہر مین ہون اگر تو تو آب — ہون مین جو کنول تو تو ہی تالاب
مین تن ہون اگر تو تم مری جان — روشن ہی تمھین سے جان جانان
دیکھو مجکو نہ چھوڑنا تم — امید مری نہ توڑنا تم
محبوب جو پاس آگیا تھا — تھا مارے خوشی کے قلب دونا
مسرور ہوئی مزہ مین آکر — پکڑا مضبوط دست دلبر
جیسے ہی پلنگ پر بٹھایا — نیرنگ فلک یہ رنگ لایا
بیدار ہوئی جھجھک کے وہ ماہ — نکلی سینہ سے سرد اک آہ

دیکھا تو وہ گل نہین وہان پر
تکیہ ہی وہی وہی ہی بستر

بیدار ہوئی قیامت آئی
صورت تبھی ہجر نے دکھائی

افسوس لگی وہ دل مین کرنے
دل ہی دل مین یہ کڑھ کے کہنے

تھا پاس ابھی تو وہ دلارام
کمبخت رہی مین کیسے ناکام

کب ہوویگی پھر سہاونی رات
حاصل اُسکی جو ہو ملاقات

کیونکر ہوئی ختم شب الٰہی
مجھپر یہ پڑی ہی کیون تباہی

کرتی تھی خیال شب کی باتین
بھرتی ہردم تھی سرد آہین

تھی دل مین بھری جو یار کی یاد
دیدار سے یار نے کیا شاد

سوتے مین سے لگی وہ مفتون
آنکھین کھلتے ہوئی وہ مجنون

دشوار بہت ہی وصل محبوب
خود گم ہو اگر ہو یار مطلوب

دل مین جو بھرا ہوا تھا یہ بھید
تھرانے لگی وہ صورت بید

بیہوش گری زمین پہ غمناک
بکھرے گیسو جگر ہوا چاک

دوڑین گھبرا کے سب خواصین
دیکھ اُسکو ہوئین وہ بدحواسین

شہزادی کو ایک نے اُٹھایا
اور ایک نے لخلخہ سونگھایا

دوڑی کوئی اور گلاب چھڑکا
مان نے جو سنا کلیجہ دھڑکا

گھبرائی ہوئی وہان پہ آئی
بیہوش جو شاہزادی پائی

مضطر ہو خواصون سے یہ پوچھا
بتلاؤ غضب ہوا یہ کیسا

کیا رنج دیا ہی تمنے اِسکو
کانون پہ سبھون نے ہاتھ رکھا
کچھ رنج نہین اسے دیا ہی
کھاتا ہمپہ نہین ہی یہ بھید
غمگین رہتی ہی تب سے دنرات
چھوڑو اُسے قید سے بلاؤ
یہ سُنکے کنیز ایک بھیجی
حالت جو سبدہ نے اُسکی دیکھی
شہزادی نے آنکھ اپنی کھولی
تن من مین مرے لگی ہی اِک آگ
یہ کہکے سنبھل اُٹھی جو اہر
پوچھا کہ ہوا یہ حال کیسا
حالات ہر ایک پوچھتی تھی
منہ زرد بدن لرز رہا تھا
پایا جو نہ رازِ دل کسی نے
بولین کہ نہین کوئی مرض ہی
کچھ حرج نہین رہے جو ہمراہ

سب صاف بتاؤ حال مجکو
کھائی یہ قسم کہ ہمنے جانا
واقف بھی ذرا نہین کہ کیا ہی
جسدن سے سبدہ پری ہوئی قید
کہتی منہ سے نہین کوئی بات
غم دور ہو اُسکا اُس سے گر بلاؤ
وہ جا کے سبدہ کو ساتھ لائی
بیٹھی گھبرائی خوب روئی
چپکے سے سبدہ کو دیکھ بولی
گاتی ہر رگ ہی یار کا راگ
خدمت کو ہوئین خواصین حاضر
پہونچا تمکو ملال کیسا
خاموش تھی وہ نہ بولتی تھی
دریا آنکھون کا تھا نہ تھمتا
آپسمین وہ سب لگین سمجھنے
ملجائے سبدہ یہی غرض ہی
پاوے نہ لیا اُس پر یہ گمراہ

خلوت شہزادی نے جو پائی
آیا شب کو محل مین عالم
لڑکی کو بٹھا رکھا ہے تمنے
جیتے مین اسے بیاہ دیجے
سلطان نے دیا جواب اسکو
لیکن جب تک لکھے نہ بھولا
بیگم نے کیا جو عقد کا ذکر
اتنے مین سبب ہوا یہ پیدا
درخواست یہ تھی کہ شادی کیجے
سلطان نے یہ پیام سُنکر
شادی کی تو چین مین مچی دھوم
رہتی ہر وقت وہ گل تر
پر دن یہ بسدہ پری کے گر کر
شادی تو نہ غیر سے کرونگی
کر عہد چکی ہون ہنس کے ساتھ
میکے سسرال کو لگے آگ
سمجھانے لگی پری یہ اسکو

خود بیتی سبدہ سے کہ سنائی
کہنے لگی اس سے اُسکی بیگم
کیون عقد نہین ہوا اُسکا کرتے
عیشس اسکا حضور دیکھ لیجے
منظور نہین ہے دیر مجھکو
کس طرح سے مین کرون تقاضا
پیدا سلطان کو ہوئی فکر
دنیور کے یان سے نامہ آیا
شہزادی کو اب بیاہ دیجے
تاریخ نکاح کی مقرر
شہزادی ہوئی کمال مغموم
رنجیدہ حزین ضعیف و مضطر
بولی یون رو کے وہ سمن بر
کچھ کھا کے مین اپنی جان دونگی
آسکتی نہین اب اور کے ہاتھ
بتلاؤ کہان کو جاؤن مین بھاگ
زندہ ہون مین ملول مت ہو

دس روز ابھی برات کو ہین — فکر اسکی کرونگی اسطرح مین
پھنس جائینگے لوگ کام مین جب — ڈھونڈھو اپنا لباس لاؤنگی تب
مل جائیگا جب لباس مجکو — فوراً ہی مین سے اڑ دونگی تجکو
تقدیر سے گر ملی نہ پوشاک — مرجانے مین تب نہین ہی کچھ باک
مین بھی کچھ کھاکے مر رہونگی — ہمراہ تمھارے جان دونگی

ہنس اور پپیہا

ہی عشق بتان بھی کیا بلاخیز — ہوتا نہین جسکا درد انگیز
بتلاؤن تمھین مین ہنس کا حال — دکھلاؤن فراق کا مہاجال
عرصہ گذرا ابسدہ پری کو — پاس آئی نہ ہنس کے وہ خوشخو
تھا ہنس کو کچھ ملال ایسا — فرقت نے کیا تھا حال ایسا
کرتا ہر وقت آہ وزاری — بڑھتی جاتی تھی بیقراری
کہتا تھا کہ ہاے یہ ہوا کیا — طائر ابتک نہین وہ پلٹا
باقی نہین میری کیا محبت — منہ دیکھنے تک کی یا تھی شفقت
ناخوش ہوئی مجھ سے یا جو آکر — رنجیدہ ہوئی کچھ اسکی خاطر
بھیجون یارب مین کیسے اُس دیس — کس راہ سے جاؤن کیا کرون بھیس
تدبیر نہین ہی اس سوا اب — بن جاؤن فقیر چھوڑ کر سب
ہمراہ نہین ہی کوئی ناصر — کس طرح ملے یہ مجھے جواہر

چیخ اُٹھا وہ درد و غم سے یکبار — دی پھینک عبا قبا و دستار
دیوانہ بنا مکان چھوڑا — مال و دولت سے منہ کو موڑا
تھا اُسکو جو روے یار محبوب — تھے آہ غم و ملال مرغوب
نفع و ضرر و علوم و حکمت — بھولے جو پڑی کمند الفت
دل دیتے جھجھک ذرا نہ آئی — عشق ہوتے ہی جان پر بن آئی
گھر پہ کیا سر پہ خاک اُڑائی — نکلا باین ہئیت گدائی
دیکھا تو خواصین ساری دلبرین — آکر پیرون پہ اُسکے لوٹین
روئی چلائی مان یہ کہکے — جادو اُسپر کیا کسی نے
سر پیٹ کے چیخ کر پکارا — ہوتا ہے چراغ گل ہمارا
چلائی جو وہ تو لوگ آئے — دیکھ ہنس کو لخت دل ہلائے
روتے تھے کھڑے تمام احباب — تھا سوز دروں سے ہنس بیتاب
کہتے تھے تمام اہل لشکر — دیکھے نہ ہمارے تمنے جوہر
گر جنگ کسی عدو سے کرتے — جان دیتے ہم اپنی تیغ پہ مرتے
سلطان نے سنا تو وہ بھی آیا — علما حکما کو ساتھ لایا
شفقت سے اُسے گلے لگا کے — پوچھا کہ سمجھ تری کہاں ہے
وہ علم و ہنر وہ حسن تدبیر — بھولے کیسے یہ پلٹی تقدیر
کسواسطے تم سبنے گدا ہو — دل کا کچھ بھید تو بتاؤ

جان سے نہ دریغ مین کرونگا ہمراہ تمھارے خود چلونگا
یہ سب جو سنا تو اور رویا شعلہ اُٹھا تن بدن مین گویا
صادق نہ کوئی بھی یار پایا ہمراہی کوئی نظر نہ آیا
باتین کہتا تو مثل مجنون آنکھین دونون ہوئی تھین پُر خون
چھٹنے نہ دیا کسی نے اُسکو چاہا کہ اڑون نہین تھے بازو
ہر ایک کو دیکھ رو رہا تھا سلطان کے حواس کھو رہا تھا
بولے یہ وزیر اور اطبّا عاشق ہی ضرور یہ کسی کا
معشوقہ کو تا ندیکھ پائے کس طرح اسے حواس آئے
سلطان نے ہزارون ماہ پارہ زہرہ جبین قابل نظارہ
بلوائین کہا کہ جس سے چاہو اے ہنس نکاح اُس سے کرلو
یہ کہکے مکان مین اُسکو لایا ہر اک کا دکھایا حسن وغمزا
دیکھا جو اُسے تو سب گئین لوٹ دل پر لگی تیر عشق کی چوٹ
کرنے لگین سب کرشمہ و ناز ہر ایک دکھاتی ناز و انداز
چھل بل اپنا دکھاتی ہر ایک دکھلا کے ادا لبھاتی ہر ایک
گورے گورے تھے گل سے مکھڑے رنگین پہنے ہر ایک کپڑے
گاتین ہنستین بھی مسکراتین باتین کرنے مین گہ بجاتین
زلفین رخسار چشم و ابرو دندان سینہ نگاہ جادو

دکھلایا بہت مگر وہ بیمار — ہو جاتا تھا اور بیزار

ہارین سب کرکے وہ کرشمے — اسپر نہ پڑے کوئی بھی پورے

الٹی جانون پہ لی مصیبت — دل ہنس کو دے خریدی زحمت

مایوس ہوئین پھرین مکان کو — کھو ہاتھ سے آئین نقد جان کو

ابر کلفت دلون پہ چھایا — بھولا تو سرور رنج بھایا

نکلی اس سے نہ جب کوئی راہ — گھبرایا بہت ہی روم کا شاہ

کہتا کہ کرون مین کون تدبیر — سرور ہو جس سے ہنس دلگیر

خاموش ہی گنگ و باؤلا ہی — معلوم نہین کہ بات کیا ہی

سلطان بیٹھا ہوا تھا پرغم — کہنے لگا آکے ایک خادم

اک روز شکار کو گیا تھا — ہمراہ سبھی مجھے سے لے گیا تھا

آکر کے ہوا وہان سے خاموش — سب عقل و ہنر کیا فراموش

کچھ رنج ہی بھیرا یا ہوا ہی — یا سحر کسی نے کر دیا ہی

شائد جو شکار ہی کو پھر جاے — خوش ہو کے کچھ اپنا بھید بتلائے

سنتے ہی ہوا یہ حکم سلطان — جلدی سے شکار کا ہو سامان

ہمراہ سوار اور پیادے — شہ بیس ہزار اسکے کر کے

بولا یہ شکاریون سے لے جاؤ — کھیلون مین طبیعت اسکی بہلاؤ

جاکر ندی مین جال ڈالا — سیر دریا سے غم کو ٹالا

چسٹریون پہ سلاح جو اُٹھائے   بہتیرے زمین پر گرائے
جو پایون کی نوبت آگئی جب   دکھلائے ہر اک نے اپنے کرتب
کتنون کو تو مار کر کیا صید   جیتا اکثر کو کر لیا قید
بھاگے پھرتے تھے سب چرندے   چھپتے تھے اِدھر اُدھر پرندے
بیچارے کسی نے جان کھوئی   کھاتا تھا بنا کباب کوئی
جان پر تو کسی کے آ بنی تھی   اسمین بھی کسی کی دل لگی تھی
کھو بیٹھا دن بھر نہ بھید پایا   پاتا ہی وہی جو آپ کھویا
ہی عشق کی راہ بسکہ دشوار   بھاتی نہین اسمین سیر کہسار
جب ظلمت شب ہوئی ہویدا   سب تو سوئے نہ ہنس لیٹا
آدھی کے قریب رات آئی   تب ہنس نے ہانک یون لگائی
معلوم نہین پتہ نشان ہی   جاؤن ڈھونڈھون اُسے کہان ہی
کیا جانے سبدہ کہان پہ کھوئی   افسوس نہین ہی یار کوئی
وعدہ تو کیا مگر نہ پلٹی   قسمت نے بنا کے بات اُلٹی
واقف نہین کسطرف کو ہی راہ   رہبر نہین اپنے کوئی ہمراہ
آنکھین پتھرائین خواب کھویا   باقی نہین تن مین خون گویا
اس ہجر سے اب بہت ہون بیکل   گردونے کہین موت قصہ فیصل
دوبارہ جو مر کے ہون مین زندہ   اُس بت کا رہونگا پھر بھی بندہ

تھا حضرت عشق کا یہ شاکی — اتنے مین پپیہا بولا پی پی
ہمدرد کی پاکے ہنس آواز — بیتابی سے پوچھنے لگا راز
کیا درد ہی کیا ہی سوز تجکو — کیا تیر نظر لگا ہی تجکو
کیا دل پہ ترے پڑی مصیبت — تجکو بھی کسی سے کیا ہی الفت
کیون کرتا ہی دلفگار نالے — کیون ہین تری زندگی کے لالے
مجکو تو ہی الفت جو اہر — تن جل کے ہو خاک اُسکی خاطر
ہی تیری زبان مین کیسی تاثیر — جلتا ہی کلیجہ سُن کے تقریر
کھانا پانی چھٹا ہون مضطر — خون سوکھ گیا بدن ہی لاغر
مجھپر تو جنون کا کرم ہی — پر تجکو پپیہا کون غم ہی
سُن ہنس کی بات یون وہ چہکا — کیا پوچھتے درد دل ہو میرا
اک شمہ جو حال خود بتاؤن — سننے والے کو خون رلاؤن
محبوب چھٹا ہی مجھ سے میرا — ہون اُسکی تلاش مین مین پھرتا
رٹتا ہون پپیہا بن کے پی پی — ملتا نہین پی، ہی جل رہا جی
عیش و آرام سارا چھوٹا — رشتہ سب خاندان سے ٹوٹا
الفت مین اُسی کی باؤلا ہون — تن مین نہین ایک بوند بھی خون
سارے عالم کو مین نے چھانا — لیکن نہ ملا کہین ٹھکانا
مان باپ عزیز اور یگانے — جھوٹے مجھ سے ہوے بگانے

خود غم مین ہون مبتلا و مہجور — اب دیکھ کے تجکو بھی ہون رنجور
تمکو کیسا ہی عشق دلبر — ہمراہ لیے ہو پھرتے لشکر
دلدار کا وصل بھی ہی منظور — ہوتے نہین سلطنت سے بھی دور
اچھی نہین یہ دوئی کی باتین — جاتی رہتی ہین اسمین جانین
منظور جو دیکھنا ہو تمکو — دو چھوڑ دوئی کہ پاؤ اُسکو
سوچو تو ذرا اگر ہو ہشیار — دُبدھا مین ہوا کوئی بھی ہی پار
دُبدھا مین اگر نکل گئی جان — ایمان مین ہوگا صاف نقصان
ہو قعر دوئی سے جلد باہر — لو تر وم ہی یا تو یا جواہر
چپ جبکہ ہوا پپیہا کہکر — لایا یہ ہنس تب زبان پر
جی ایک سے میرا لگ چکا ہی — کچھ یاد نہین اب اُس سوا ہی
صرف ایک اُسی کو چاہتا ہون — کس جا ہی نہین یہ جانتا ہون
معلوم نہین جو راستا ہی — ہون گنگ کلیجہ کانپتا ہی
اُسکا جو نشان ذرا بھی پاؤن — تکلیف اُٹھا کے دوڑ جاؤن
جنگل مین ہو گر تو جا کے ڈھونڈھون — دریا مین جو ہو تو اُسمین کودون
پروانہ نہون جو وہ ہو آتش — ملنے کی ہی خاک ہو کے خواہش
دریافت کہین صحیح ہو حال — جاؤن مین یہان سے چھوٹے جنجال
بولا وہ کہ ہنس مین بتاؤن — ہادی کی نصیحتین سناؤن

موجود ہی خود تجھی مین جلوہ | خارج ہی فقط بدن کا سایہ
پیچیدہ نہین ہی اسکا مطلب | کیسا یاد نہین ہی نحن اقرب[له]
الفت کا مگر ہی بحر زخّار | ملتا نہین جسکا وار اور پار
طوفان بلا ہین ہفت قلزم | جنکی لہرون سے ہوش ہون گم
رہتے خونخوار جانور ہین | اُمین ہی صدف ہین اور گہر ہین
تن بحر صدف ہی جان بیمار | گوہر اسمین ہی عکس دلدار
ملتا ہو مگر محال اُسکا | مٹ سے تو کرے خیال اُسکا
وہ کون ہی جو رفیق ڈھونڈھے | پھر عشق کی راہ مین قدم دے
ہی کون جو سانس باندھ کوُدے | جی دے تو جواہر اُسمین پاوے
ہی کون جو موجون کو سنبھالے | مارے مگر اور گہر نکالے
ہی کون جو جان پہ اپنی کھیلے | دریاے ہوا مین غوطہ مارے
ہی کون متاع جان لُٹاوے | تن آتش عشق مین جلاوے
ہی کون جو دھو دے جان سے ہاتھ | لے کون جواہر اسطرح ساتھ
جینا ہو تو شوق زید چھوڑو | ملنا ہو تو تار نفس توڑو
کہتا تھا یہ ہنس اے پپیہا | معلوم اگر ہو راہ بتلا
ممنون بہت رہونگا تیرا | بگڑا ہی تمام کام میرا
مرشد ہو تو بھید مجکو بتلاؤ | اُس دیس کی راہ جلد دکھلاؤ

له قال اللہ تعالی و نحن اقرب الیه من حبل الورید ١٢

مجھکو نہین جان سے سروکار
قربان ہی جان گر ملے یار

بن جاؤن مین خاک تن جلاکر
پہونچادے اگر ہوا اڑا کر

دیدونگا مین جان بطیب خاطر
ملجائے مگر مجھے جو آہر

طائر نے کہا کہ اسطرح یار
ملنا تمکو بہت ہی دشوار

جو بازی عشق راست کھیلا
سب چھوڑ کے ہو رہا اکیلا

مجنون نے لیا جو نام لیلا
گھر بار کو چھوڑ جان کھویا

شیرین کے سبب ہوئی یہ بیداد
جان دیکے گیا جہانسے فرہاد

عاشق یہ کیسے ہین آپ صاحب
اتنا لشکر جو ہی مصاحب

جبتک نہ کروگے بخ کے اک کام
پانے کا نہین یہ کام انجام

یہ کہکے اڑا پپیہا اک بار
اتنے مین سحر ہوئی نمودار

سب راز سمجھ کے یہ ارادہ
تھا تنہس کا چلدے پا پیادہ

لیکن جاگے جو اہل لشکر
جانے پایا نہ وہ نکل کر

خدام نے کردیا جو مجبور
رنجیدہ ہوا بہت وہ مہجور

سوچا کہ الٰہی کیا کرون مین
اِن لوگون سے کسطرح بچون مین

ہر وقت یہ گھیرتے ہین مجکو
غم دیتے ہین یہ چھیڑتے ہین مجکو

تھا گمنین اسیر وہ جو بیمار
ساتھ اُنکا دیا بہ جبر ناچار

پھر لوگ سے لگے شکار کرنے
طائر لگے جان بچا کے اڑنے

بھاگا اتنے مین چھوٹ کر باز　جنگل کی طرف کو کرکے پرواز

بولا یہ ہنس اِسکو لاؤ　ڈھونڈھو جلدی سے جاتے جاؤ

کی عرض سبھون نے اس سے بہتر　حاضر ہون ہزار باز آکر

اندیشہ نہ آپ دلمین فرمائین　جاتے ہین ملے اگر تو لے آئین

ہر شخص تلاشکو سدھارا　جنگل کو تمام چھان مارا

پایا نہ اُسے ہوئے پریشان　کوشش کرتے رہے وہ حیران

لشکر تو گیا پہ چار خادم　تھے ہنس کے پاس اب بھی قائم

اُنسے بھی کہا کہ چارون جاؤ　جس طرح ملے وہ باز لاؤ

خدام نے ہنس کو جو چھوڑا　اک سمت کو پھینکا اُسنے گھوڑا

کچھ دور چلا سمند شہ گام　صحرا مین ہوئی کسی جگہ شام

ان سب پہ ہوئی یہ اور مشکل　آگے ہوا اک پہاڑ حائل

ہمت سے چڑھا وہ اُسکے اوپر　گھوڑا جو تھکا ذرا سا چلکر

آزاد کیا اُسے پیادہ　اوپر کو چلا وہ بااِرادہ

کی جذبۂ دل نے اُسکی امداد　پہونچا چوٹی پہ خانہ برباد

ہی سوزشِ عشق بھی نیاری　جلتی جس سے زمین ہی ساری

اُسکے ہی کرشمون سے سمندر　کھاری بالکل ہوا ہی جلکر

ہی دل مین قمر کے بھی یہی داغ　کوئلہ ہوئے جل کے سیکڑون باغ

ارض اور سما جبال و اشجار
ہین عشق کا نام سنکے بیمار

باور جو نہ آئے میرا کہنا
پڑھ لو احزاب مین عرضنا

حق بحقدار رسید

پہونچی ہی جو آکے لیل اسریٰ
معراج بیان ہی سوے اعلیٰ

چوٹی پہ پہاڑ کی جو پہونچا
بلور سا ایک رنگ دیکھا

سید ہی ہوئی ہنس کی جو تقدیر
ظاہر ہوئی غیب سے یہ تدبیر

بیٹھا اسپر وہ کشتۂ غم
دل مین تو جواہر آنکھین پر نم

تھا بسکہ ضعیف درد و غم سے
بیہوش گرا زمین پہ دم سے

آئین اتنے مین چار پریان
دیکھا اسکا جو روے تابان

سب ہو گئین اسکی محو دیدار
کہنے لگی ایک ماہ رخسار

دختر شہ چین کی جو اہر
ہی وصف مین جسکے نطق قاصر

حسن اور جمال مین ہی یکتا
دل دیکھ کے اسکو ہی مچلتا

ہو عقد کہین جو اس سے اسکا
گویا کہ ہوں شمس و بدر اک جا

بولی اک یون کہ سچ ہی بہنا
ہی راست ترا تمام کہنا

پر کیا ہی بھلا علاج اسکا
ہوتا ہی بیاہ آج اسکا

نزدیک برات آگئی ہے
صورت دولہا کی کیا بری ہی

چہرہ ہی عجب سا سیہ رنگ
ہو جاتے ہین ہوش دیکھکر دنگ

سلطان ہے کوئی شاہ بھولا
ہے میری صلاح اسکو لیجائین
دولہا۔ جو بنا ہے اُسکو لا کر
شہزادی سے ہو جو عقد اسکا
یہ کرکے صلاح لے اڑین وہ
کپڑے پہنے تھا نوشہ جیسے
سر پر عمدہ سی باندھی دستار
پہنائی قبا عجب نرالی
بیہوش کو یون بنا کے دولہا
جیسے ہی برات دی دکھائی
گُل ہوکے چراغ چھائی ظلمت
دولہا کو عماری سے اُٹھایا
چلتی نہین کوئی اپنی تدبیر
تقدیر نے رنگ یہ دکھایا
آیا تھا بیاہنے جو دولہن
گم کردہ مکان و خود فراموش
دولہا بنا بیاہنے کو آیا

نوشاہ بنا ہے اُسکا لڑکا
ہودج پہ بنا کے نوشہ بٹھائین
جنگل مین رکھین کسی جگہ پر
ہم دیکھین بہم پیارا لڑکا
بجلی کی طرح چمک چلین وہ
لا ہنس کو بھی پنھائے ویسے
ڈالا پر زر گلے مین اک ہار
حسرت نظارہ سے نکالی
موقع مطلب کا اپنے ڈھونڈھا
قدرت سے خدا کے آندھی آئی
پریون کو ملا جو وقت فرصت
اور ہنس کو اُسکی جا بٹھایا
ہوتا ہے ضرور حرف تقدیر
برعکس کرشمہ سب بنایا
روتا جنگل مین تھا وہ رن بن
تھا قلۂ کوہ پہ جو بیہوش
گویا کہ پلٹ گئی تھی کایا

قادر ہی وہ دو جہان کا سلطان
دم بھر مین ہوا دوبارہ بدلی
دولھا دیکھا براتیون نے
آتا نہین کچھ سمجھ مین یہ ڈھنگ
جب ہنس نے اپنی کھولین آنکھین
سہرا مقنعہ برات دیکھی
حیرت سے ہوا وہ دلمین غلطان
سچ ہی کہ یہ خواب دن ہی یا رات
اسباب پہ اسکی جو نظر تھی
تھے حسن سے اسکے لوگ حیران
اللہ نے حسین کر دیا ہی
تھا باپ بھی دیکھ دیکھ مسرور
نزدیک برات جبکہ آئی
بجتے تھے خوشی کے شادیانے
پائی جو نہ ڈھونڈھی اپنی پوشاک
گو تھے پہ چڑھی ہوئی خواصین
دیکھا جو سپیدہ نے حسن نوشاہ

جو چاہے کرے اسے ہی شایان
تاریکی سے چاندنی بھی نکلی
آپسمین کہا یہ ساتھیون نے
بدلا دولھا کا کسطرح رنگ
حسرت کی تمام پائین باتین
بدلی ہوئی کائنات دیکھی
تکتا تھا ہر ایک ساز و سامان
کس جا تھا کہان ہون ہی یہ کیا بات
حیرانی عجیب قلب پر تھی
کہتے سب تھے ہوا یہ فضل یزدان
ظلمات مین نور آگیا ہی
ادراک سے فہم پر تھی مجبور
کی لوگون نے بڑھ کے پیشوائی
تھا پر نہ سپیدہ کا جی ٹھکانے
مضطر مبہوت تھی وہ غمناک
کہتی تھین کہ آؤ دولھا دیکھین
پہچانا کہ ہنس ہی یہ ذیجاہ

شادان ہوئی وہ ملول خاطر — وان آئی جہان یہ تھی جواہر
رنجیدہ بہت تھی وہ حسینا — منظور نظر تھا جان دینا
اتنے مین سپیدہ نے آ سنایا — لو ہنس برات لے کے آیا
جی کھول کے اب گلے لگانا — عیش و عشرت بہم منانا
خوش دل مین ہوئی یہ سن جواہر — بولی یہ سپیدہ سے بظاہر
تقدیر کہان ہی یہ ہماری — لیتی نہین بات کچھ تمھاری
کسطرح کہے کو تیرے مانون — دیدار ہو جب تو ٹھیک جانون
تاب آئی نہ سکے یہ سپیدہ کو — کہنے لگی آؤ چل کے دیکھو
یہ کہکے جھروکے پاس لائی — انگلی سے برات پھر دکھائی
بولی کہ وہ یار ہی تمھارا — جسکے لیے جی ہی تمنے مارا
منہ ہنس کا دیکھ شاہزادی — جامہ مین نہ پھولون تھی سماتی
سب کلفت و رنج دھو گیا تھا — دل دونا خوشی سے ہو گیا تھا
دروازے پہ جب برات آئی — سب لوگون نے دھوم اک مچائی
رسمون کو جو آئین نازنین تھین — نوشاہ کو دیکھکر وہ موہین
بیٹھا مسند پہ ہنس آ کر — ہر ایک کو تھا بڑا تحیر
کرتی نہ کسی کی عقل تھی کام — سمجھا نہ کوئی کہ کیا ہی انجام
نقل اور چھوہارے اور شکر — رکھے دولھا کے آگے لاکر

آیا مع شاہدین مختار   قاضی سے کیا بیان اقرار
پھر حمد خدا کا خطبۂ خوب   قاضی نے پڑھا بہ نیک اسلوب
ایجاب وقبول ہوگیا جب   بارک بارک پکار اٹھے سب
خوش ہوکے بہت سا مال د گوہر   دولہا پہ کیا گیا نچھاور
حاصل ہوئی اس سے جب فراغت   لایا گیا تب طعام دعوت
عمدہ خوش ذائقہ تھا کھانا   میٹھا نمکین ہر طرح کا
جی بھر کے سبھون نے خوب کھایا   بھوت مگر تھا ہنس ایسا
لقمہ نہ اٹھایا مثل مخمور   بیٹھا رہا درمیان جمہور
کہتا کہ یہ خواب کی ہین باتین   ہوتے یہ سحر نہین جو رہتین
کیا خواب مین پھر مین کھاؤن کھانا   باقی نہین صبح کو جو رہتا
یہ سوچ مین تھا کہ خادمون نے   کھانے کے اٹھائے ظرف سارے
کھانا تو براتیون نے چکھا   نوشاہ رہا اکیلا بھوکھا
اتنے مین کنیز ایک آئی   نوشاہ کو دیکھ مسکرائی
بولی کہ اجی جناب تم اٹھیے   ہمراہ مرے مکان چلیے
یہ سنکے خوشی سے ہنس اٹھا   ہمراہ خواص اندر آیا
مسرور بہت ہوئین خواصین   ہونے لگین دلگی کی باتین
عمدہ خوش قطع جو مکان تھا   وان اسکا پلنگ تھا بچھایا

ہمراہ کنیز ایک آئی
سکھیون نے سنوار کر دلھن کو
سرمہ آنکھونسے جب لگایا
گوندھی ایسی لطیف چوٹی
جب مانگ بھری لگا کے سیندور
ٹیکا پیشانی پر جمایا
مل کر جو مسی کھلا دیا پان
موتی بالون مین تھے پروئے
کنگن جوشن کڑے چھڑے اور
جگنو گھنگرو انگوٹھی بجلی
انمول ہر اک پنھایا زیور
اس طرح کیا نکھار اُسنے
پہنے پوشاک تھی شہانی
رہ رہ کے کبھی تو مسکراتی
تھی اُسکی ہر اک ادا نرالی
خوبان جہان تو کیا ہین حورین
شمس اور قمر تھے محو دیدار

اور منس کو وہ جگہ بتائی
دونا کیا اُسکے بانکپن کو
بیمار زمانے کو بنایا
عشاق کی جسنے جان لوئی
شمشیر بنی وہ چشم بد دور
تارون نے دلون مین داغ کھایا
کھانے لگا خون لعل رمان
انجم کے حواس جنسے کھوئے
جھانجھین پازیب چھلے بھرپور
ہیکل سیتے بھی اور بالی
تیار ہوئی وہ بن سنور کر
جوبن پہ لگی بہار پھٹنے +
آئی ہوئی جوشش پر جوانی
شرما کے کبھی بدن چراتی
عشاق کی جان لینے والی
مرتی تھین کہ اک نگاہ دیکھین
ٹوٹے پڑتے تھے تارے ہر بار

بادل بھی ہوا بھی برق کا نور　　پروانہ و شمع و صبح کا نور
سب محوِ جمال دلربا تھے　　ایک ایک کرشمہ پر فدا تھے
تھی غنچۂ باغ حسن وہ گل　　اور دیکھنے والے مثل بلبل
بل کرتی چلی وہ نازک اندام　　تا جلد ملے کہین دلارام
ہمراہ جو اُسکے تھین کنیزین　　تنہا اُسے چھوڑ آپ چلدین
خلوت مین جو گلعذار آئی　　عاشق نے نگاہ جب اُٹھائی
اُسنے اِسکا اور اسنے اُسکا　　کس شوق و حیا سے حسن دیکھا
تھا خواب مین جسطرح سے دیکھا　　دونون نے اُسی طرح سے پایا
یہ اُسپہ ہوا وہ اِسپہ مفتون　　لیلی مجنون تھے دونون مجنون
ایسے ہوے دونون محو دیدار　　خاموش تھے مثل نقش دیوار
جب ہوش ہوئے ذرا ٹھکانے　　سوچی دل مین جو آہرا اپنے
اُسنے تو نہ حال کچھ بھی پوچھا　　شاید مخمور ہی یہ ہوتا
تموؤن سے یہ سوچ سر ملایا　　چھونا تھا کہ ہنس جاگ اُٹھا
سیمین ساعد کو اُسکے پکڑا　　پاس اپنے خوشی بٹھلایا
اُسکو لیے ہنس زیر بر تھا　　یا مہر مین ماہ جلوہ گر تھا
کس ناز سے پھر وہ ماہ تابان　　سائل ہوئی یون کہ میرے سلطان
ہو کون کہان کے شاہزادے　　کس طرح یہانے کو آئے

کسکی ہو برات تم کہاں ہو — یہ ملک ہے کون تم جہاں ہو
بولا یہ ہنس شاہ برہان — تھا ملک بلخ کا جو کہ سلطان
لڑکا اُسکا ہون ہنس ہے نام — اب رُوم مین ہین گذرتے ایام
دیکھا تمھین خواب مین جو اے حور — مجنون ہون تب سے اور رنجور
طائر آیا کہین سے اِک روز — تھا نام سبدرہ بیان تھا پرسوز
حسن اور جمال کہہ کے تیرا — بے جان کر آیا تن وہ میرا
جب سے دل لیکے یان وہ آیا — تمنے وہ بارہ پھر نہ بھیجا
آیا نہ پلٹ کے جب وہ حیوان — بیتابی دل ہوئی دوچندان
در پیش تلاش تھی تمھاری — بیخود ہو کر بنا بھکاری
معلوم ہوا جو شاہ کو بھید — بھیجا ہمراہ کو تا کرون صید
جنگل مین سبھی ملا پپیہا — کچھ عشق کا رمز اُس سے پایا
چلنے کو ہوا مین واسطے تیار — ہمراہیون سے ہوا یہ ناچار
اللہ ہوا کار ساز میرا — کھویا اتنے مین باز میرا
سب اُسکو گئے تلاش کرنے — گھوڑا اک سمت پھیکا مین نے
اِک کوہ ملا مین اُسپہ آیا — بیہوشش ہوا وہان جو رویا
کچھ دیر مین آنکھ جب کہ کھولی — حالت کو دیکھ عقل بھولی
کیا جانیئے کیسے یان پہ آیا — دولھا کس نے مجھے بنایا

کسکی ہی برات راز کیا ہی — معلوم نہین سبب مجھے ذرا ہی
قربان تھی تجھ پہ جان جو میری — قدرت نے دکھائی شکل تیری
بولی یہ جو آہ بر ای شہنشاہ — بے حال بہت ہوئی تھی مین آہ
گر آج یہان نہ آپ آتے — جان جاتی مری نہ مجھکو پاتے
منظور تھی حق کو زیست میری — دیدار ہوئی نصیب تیری
جب سے کہ سبدرہ نے آ کہا تھا — دلمین مرے تو ہی بس رہا تھا
پر تھے نہ کہ اڑ کے پاس پہونچون — چاہا کہ سبدرہ کو پھر بھی بھیجون
مان پر مری کھلگیا کہین بھید — بیچاری سبدرہ کو کردیا قید
مونس نہ رہا جو کوئی میرا — جان سی لینے لگا خیال تیرا
دیوانی ہوئی تمھارے پیچھے — دکھ درد بہت ہی مین نے کھینچے
چھوٹا بالکل تھا کھانا پانی — اک یاد تری تھی یار جانی
تڑپا کرتی تھی مثل سیماب — دیکھا اک روز رات کو خواب
آپ آ کے لگے گلے ہمارے — پہ آنکھ کھلی تو اے پیارے
آفت ہوئی اک سوار سر پہ — فرقت مین ہوئی کباب جلکر
آتا ہی یہ وہم اب بھی مجھکو — کیا خواب مین دیکھتی ہون تجکو
گھبراتی ہون اس خیال سے مین — بے کیف ہون اس ملال سے مین
للہ نہ ہجر سے ستانا — اس بار بھی منھ نہ تم چھپانا

گھبرا کے یہ ہنس اُس پری سے — کہنے لگا لطف دولہی سے

ہی خواب ضرور یہ پیاری — شادی ہوئی خواب مین ہماری

دیکھین کہ ہو صبح جب نمودار — کس طرح رہے وصال دلدار

تھا شکل فقیر کو وہ پر مین — اب تجکو لیے ہوے ہون بر مین

ہوتا ہی سحر کو پھر جدائی — آفت یہ نئی فلک نے ڈھائی

رونے لگی سُن کے یہ جواہر — مغموم لگی یہ کہنے آخر

لاؤ مجھے اپنی وہ انگوٹھی — تا صبح کو مین نہون نہ جھوٹی

خاتم کو بدل کے بولی ای جان — کچھ دیر کے آپ یان ہین مہمان

ہو حکم تو کچھ طعام لاؤن — اپنے ہاتھون تمھین کھلاؤن

دولھا نے دیا جواب ای ماہ — ہی مجکو تمھاری دید کی چاہ

کیا جانئے پھر ہو کب ملاقات — کیا حال ہو ختم جبکہ ہو رات

منظور خوشی ہی پر تمھاری — چاہو جو کچھ کرو پیاری

یہ سنکے اُٹھی وہ سرو بالا — سامان طعام کا نکالا

ایندھن کے لیے بدن کی پوشاک — چولھے مین لگا دی اُسنے بیباک

شیر اور گلاب و قند لائی — خوش ذائقہ کھیر پھر پکائی

کھانا رکھا لا کے پیش نوشاہ — حاضر خدمت کو تھی وہ خود ماہ

تنہا کھانا کیا نہ منظور — بیٹھی دولھن بھی ہو کے مجبور

کھانا خود ہنس کو کھلایا
پھر ناز سے پانی بھی پلایا

پیتے ہی پریم کا پیالا
جی ہنس کا ہوگیا دوبالا

اللہ نے بیکلی مٹائی
دل شاد ہوئے مراد پائی

شہزادی نے پان پھر بنایا
کھاکر اُسے ہنس نے سنایا

مرتے تھے فراق مین ہم ایجان
پورے ہوئے مدتون مین ارمان

بھولیگی نہ تیری یہ عنایت
یہ لطف یہ مہر یہ ضیافت

کچھ دیر مین صبح ہوگی ظاہر
لگ جاؤ گلے سے اے جواہر

کچھ دیر بہم لپٹ کے سوئین
دل سے غم رنج وہجر کھوئین

بولی نہیں جاتی مین کہین کو
گھبراؤ نہ دم ذرا تو لے لو

اب تو قبضے مین ہون تمھارے
گھبراتے ہو کس لیے پیارے

حاضر مین تو ہون اے گل اندام
کرلیجیے آپ تھوڑا آرام

پایا جانان کا جبکہ ایما
سونے کے لیے تب ہنس لیٹا

سویا جب یہ تو وہ بھی لیٹی
دلدار سے کھول دل کو لپٹی

لپٹی اسطرح یار کے پاس
پھولون مین ہو جسطرح سے بوباس

چوما منھ اور گلے لگایا
ہاتھون کو ہلا کے بھی جگایا

لیکن سویا تھا کچھ وہ ایسا
ہو مست شراب کوئی جیسا

جب ہار گئی جگا کے وہ حور
خود سو رہی ہو کے سخت مجبور

دونون مل کر وہ سوئے ایسے | گھوڑے کوئی بیچکر کے جیسے

فراق اور جدائی

کرتا نہین کوئی وقت کی قدر | گویا کہ سُنا نہین ہی والعصر
دم بھر کی خوشی پہ سب ہین نازان | بھولے بالکل وعید خسران
مرغوب ہی جان و دل سے سونا | غافل اس سے کہ کیا ہی ہونا
مشہور مثل ہی جو کہ سویا | کچھ پاس سے اپنے اُسنے کھویا
منظور اگر ہو اسکی تشریح | سُن قصۂ ہنس کو بہ تصریح
جب سوے وہ دونون مست الفت | سوجا یہ فلک کہ اب ہو فرقت
پریان جو تماشے دیکھتی تھین | دیدار سے آنکھین سینکتی تھین
کہنے لگین سوچ کر وہ باہم | کس طرح جدا کرین انھین ہم
کہتی کوئی دونون کو اُٹھاؤ | کیون اُنکو فراق سے ستاؤ
اور ایک یہ کہتی ہنس کو لو | دولھن کو اسی جگہ پہ چھوڑ دو
بولی یون ایک کیون یہ کیجے | کیون کر کے جدا عذاب لیجے
چوتھی بولی کہ شب ہی آخر | گر لے گئین یان سے تم جو باہر
آفت سب چین مین پڑیگی | سب لوگون کو بیکلی رہیگی
اور ہنس کو چھوڑا اگر یہان پر | ہوویگا تمام روم ابتر
لیکن ہی طلوع سحر کا تارا | کھلجائے گا دم مین راز سارا

بہتر ہی کہ ہنس کو اُٹھاؤ | لائی ہو جہان سے وان بٹھاؤ
نوشہ جو بنا تھا اُسکو لاؤ | بعد اسکے عروس کو جگاؤ
پھر حال دولھن کا آکے دیکھو | جان دینے پہ آئے تو سنبھالو
انکے یہ تماشے دیکھ یہ بھی | تب اپنے مکان کی راہ لیجے
سب کو یہ کلام دل سے بھایا | سوتے ہوئے ہنس کو اُٹھایا
بر لا وہ بیاہ ڈالا جوڑا | پھر لاکے پہاڑ ہی پہ چھوڑا
چونکا جو ہوائے سرد سے وہ | پیچا بیتاب درد سے وہ
دیکھا تو صبح ہو گئی تھی | حالت وہی اور جگہ وہی تھی
معشوق و مکان و عیش چھوٹا | گویا قزاقون نے تھا لوٹا
سب رات کا لطف یاد آیا | اسطرح بیان کرکے رویا
وہ گھر وہ نشاط اور وہ سامان | رخسار نگار و چشم و دندان
وہ لطفِ سخن وہ ناز و انداز | وہ لب وہ دہن وہ محرم راز
سب چھوٹ گیا کہان خدایا | سویا تھا کہان کہان پہ آیا
دی جسنے سب مجھے تھی اپنی خاتم | چھوٹی کس جا وہ میری ہمدم
یہ خواب مین کسکو جا سناؤن | کیا فکر کرون کہان کو جاؤن
موجود ہی ہاتھ مین نشانی | افسوس نہین بغل مین جانی
خاتم نے غضب ہی اور ڈھایا | تن خاک ہی یان تلک جلایا

وحشت سے بہت جو غل مچایا | چکرایا دماغ اور غش آیا
تھا خاک پہ لوٹتا بخواری | آنکھونسے تھے سیل اشک جاری
کوہ و شجر و طیور و حیوان | تھے ناردرون سے اسکی سوزان
اسکو تو تڑپتے یان پہ چھوڑا | پریون نے رخ اپنا چین کو موڑا
تھا راہ مین ایک جا پہ دنیور | بیٹھا جنگل مین عیش سے دور
یہ سوچ کے دلمین کہ رہا تھا | ساتھی و براتی ہو گئے کیا
اتنے مین وہان پہ پریان آئین | لے اُسکو عروس پاس آئین
دنیور کو لا کے جب بٹھایا | اُس ماہ کو ایک نے جگایا
جب اُٹھی جواہر آنکھ ملتی | چھاتی دہشت سے تھی دھڑکتی
محبوب کو پاس جب نہ پایا | حسرت سے چہار طرف دیکھا
صورت مکروہ ایک دیکھی | گھبرا کے یہ اُس سے بات پوچھی
تو کون ہی آیا کس لیے یان | انسان ہی یا کہ قسم شیطان
دنیور تو دیکھ روے تابان | حیرت سے کھڑا تھا مثل بیجان
شہزادی نے چیخ ڈر کے ماری | جی چھوڑ خواصون کو پکاری
آئین سنتے ہی سب کنیزین | سمجھانے لگین اُسے انیسین
بولین شوہر سے کیون ہو ڈرتی | جھنجھلائی وہ گل کہ کیا ہو بکتی
شوہر میرا نہین یہ مقہور | جلدی یان سے اسے کرو دور

افسوس پلٹ گئی ہی قسمت
تملوگ بچاؤ میری عزت

دیکھی جو اُنھون نے شکل دیّور
غصہ سے کہا کہ بھاگ در گور

بیٹھی روتی تھی شاہزادی
مان اتنے مین اُسکی وان پہ آئی

حالات سہیلیون سے سُنکر
کانپی غصہ مین آ کے تھر تھر

بولی کہ اری غضب کیا کیا
شوہر کو مکان سے نکالا

آئی نہ تجھے ذرا بھی کچھ لاج
کیا عقل پہ تیری پڑ گئی گاج

دل مین جو بُرا وہ مان جائے
کیا جانیئے کیسا پیش آئے

کیسی علامہ تو ہی بیباک
لی کاٹ تمام کُنبے کی ناک

شوہر سے نہ گر بنیگی تیری
پھر عمر کہان نبھیگی تیری

شوہر کا سُنا جو نام مان سے
بیزار ہوئی وہ اپنی جان سے

زیور جتنے تھے سب اُتارے
پوشاک بھی پھاڑی غم کے مارے

دکھلا کے وہ ہنس کی انگوٹھی
بولی سچی ہون یا کہ جھوٹی

پھر زور سے اک پچھاڑ کھائی
حالت عجب ہجر مین بنائی

کھانا پینا کیا فراموش
تھی مارے غم و الم کے بیہوش

عورات محل کی سب تھین گریان
بیتابی سے اُسکی تھین پریشان

پوچھا کہ سبب ہی کیا جواہر
شادی سے ہو کیون ملول خاطر

یہ دن تو خوشی کے ہین پیاری
رنجیدہ ہی طبع کیون تمھاری

ہی ایک تمھین سے ہمکو راحت — بیمار ہو تم عجیب ہی قسمت
رخصت کا ہو گر خیال تجکو — گھر چھٹنے کا ہو ملال تجکو
مجبور رہی ہی اسمین بس نہین ہی — لڑکی رہی میکے مین کہین ہی
ہی عیش نہ عقد جبتلک ہو — اسطرح گذر یہ کبتلک ہو
ہی فرض غرض بیاہ ہونا — سسرال مین ہی نباہ ہونا
رو کر یہ جواب مین وہ بولی — کہنے کو زبان اپنی کھولی *
دکھ درد اٹھا کے مین مرونگی — منظور نہ رخصتی کرونگی *
شادی سے پڑی ہی مجھپہ آفت — لائی ہی تمھاری یہ مصیبت
بے شرم ہون جو راز کھولون — عصمت جاتی ہی گر نہ بولون
شبکو تم سب نے دولھا دیکھا — افسوس مگر نہ دن کو پرکھا
بے شرم بتاتی ہو جو ہر بار — بتلاؤ کہان گیا وہ دلدار
خاتم ہی پاس میرے موجود — ہی پند تمھاری لغو و بے سود
دیکھی جو سبھون نے سے انگوٹھی — بولین نہین شاہزادی جھوٹی
دولھا یہ نہین ہی ہی کوئی اور — بیکار ہی عقل کیا کرین غور
بولی یہ سبدہ عجب ہی کیا ہی — قادر سب باتون پر خدا ہی
کن سے جسنے جہان بنایا — مشکل اسکو ہی کیا یہ ایسا
باتین اکثر ہوئی ہین ایسی — بہرام و پری کی دید جیسی

کسیجا ہی صدف کہان ہی نیسان — قدرت کے کرشمے ہین نمایان
کہنے لگی مان کہ پیش تقدیر — چلتی نہین آدمی کی تدبیر
رنجیدہ نہو تو ای جوا ہر — ہی تیری خوشی کو جان حاضر
رخصت تجکو کرونگی مین تب — شوہر آویگا خود وہی جب
سمجھین گے یہ ہم کہ ہو کنواری — شادی ہی نہین ہوئی تمہاری
ہو جنگ تو ہی قبول مرنا — منظور نہین وداع کرنا

شر و فساد

ای خامہ سنوار زلف مضمون — لکھ جلد بیان وَالْخَبِیْثُوْن[۱]
بڑھ دل تو اَعُوْذُ اسطرح پر — بھاگین اشرار دم دبا کر
نکلا جو حرم سرا سے دینور — گریان حیران ملول رنجور
دل مین تھی بسی ہوئی جوا ہر — آیا دلگیر ہو کے باہر
صورت سے عجب مین اُسکی تھے سب — کہتے کہ وہ کیا ہوا جو تھا شب
اُسکی ہی بدل گئی ہی صورت — ماری ہم لوگون کی ہی یا مت
یا مکر و فریب کچھ ہوا ہے — کھلتا نہین اسمین راز کیا ہی
ہر ایک اسی خیال مین تھا — دینور مگر ملال مین تھا
غمگین مسند پہ جا کے بیٹھا — چہرہ غصہ سے تمتمایا
لی ہاتھ مین کھینچکر کے تلوار — چاہا کہ خود آپ پر کرے وار

[۱] [illegible] الخبیثات للخبیثین والخبیثون للخبیثات ۱۲

لوگون نے پکڑ کے ہاتھ روکا — دلداری سے اُسکا حال پوچھا
روکر یہ کہا کہ جان بچاؤ — ترخیص عروس کی کراؤ
منظور نہین یہان کا رہنا — بہتر اس سے ہے جان دینا
بھولا نے سنا تو پیچ کھایا — قاصد شہ حسین کے پاس بھیجا
پیغام یہ تھا کہ کر دو رخصت — ہرگز نہ رُکو لگا ایک ساعت
عالم نے کہا کہ کیون ہوا کیا — ناخوش کسواسطے ہے بھولا
آرام کرو رہو ابھی یان — خدمت سے تمھاری تاہون شادان
بولا قاصد کہ ہم ہین مجبور — رنجیدہ مکان سے آیا دنیور
منظور نہین اُسے ہے رہنا — چلتا نہین اسمین زور اپنا
بہتر ہی یہی وداع کیجے — داماد کو رنج اب نہ دیجیے
سنتے ہی یہ بات شاہ عالم — اُٹھا دربار سے بصد غم
بی بی سے کہا یہ آکے اُسنے — دولھا کو دیا نکال کس نے
ناخوش ہی نہین وہ مانتا ہی — رخصت ہوا ابھی یہ چاہتا ہی
اپنا نہین مانتا وہ کہنا — سامان کرو تمکو جو ہو کرنا
بولی بیگم کہ واہ واہ واہ — سمجھے کچھ بھی ذرا نہ ای شاہ
شادی جس سے ہوئی ہی وہ بر — ہرگز یہ نہین ہی کس طرح پر
رخصت لڑکی کو کیجیے گا — کیا سر پہ گناہ لیجیے گا

شک میرے بیان مین اگر ہو | قاضی دو وکیل سے بھی پوچھو
کہنا بیگم کا شہ نے مانا | قاضی کو اُدھر کیا روانا
قاضی نے بیان کیا یہ آکر | لڑکا یہ نہین ہی وہ مقرر
صورت اُسکی ہی اور نہ وہ رنگت | سلطان یہ سُنکے ہوگیا دنگ
سمجھا کہ فریب اور دغا ہی | پوشیدہ کچھ اسمین مدعا ہی
یہ سوچ کے پھر جواب بھیجا | رخصت کا یقین ہی دعوی کیسا
نوشاہ جو شب کو تھا وہ لاؤ | رخصت تب عروس کو کراؤ
تمنے تو کیا فریب کا کام | دختر کو مری ہو کرتے بدنام
گر خیر ہی اپنی تمکو منظور | ڈھونڈھے ڈھونڈھے یہانسے ہو دور
سنتے ہی جواب شاہ بھولا | غصہ سے جلا ہوا بگولا
بک جھک کے کہا کہ جلد لشکر | تیار سلاح ہو پہن کر
رخصت یا تو کراؤنگا مین | یا چشمۂ خون بہاؤنگا مین
پایا ایسا تو فوج ساری | کرنے لگی جنگ کی تیاری
لڑکے بوڑھے جوان و بیمار | آمادہ تھے دل سے بہر پیکار
گھوڑے پہ چڑھا جو شاہ بھولا | شاہ عالم کو آکے گھیرا
ہمراہ لیے سوار و پیدل | آتا تھا بڑھا مچی تھی ہلچل
عالم نے وزیرون کو بلایا | پیکار کا حکم اُنھین سنایا

یہ حکم دیا کہ روک لو راہ — آنے پاوے یہان نہ بدخواہ
سنتے ہی ہوئی سپاہ تیار — عالم نے لگائے تن پہ ہتھیار
سلطان نے فوج کو بڑھایا — میدان مین قرینہ سے جمایا
پروا نہ رہی کسی کو جان کی — آتی تھی نظر نہ جاامان کی
دونون جانب سے فوج قہّار — جان دینے پہ ہو رہی تھین تیّار
ہتھیار سنبھال کر دلاور — کرنے کو مقابلہ تھے مضطر
نزدیک یہ تھا کہ جنگ ہو جائے — سب عیش و نشاط بھنگ ہو جائے
سلطان کے محل مین کچھ خواصین — کوٹھے پہ چڑھی تھین بدحواسین
سامان لڑائی کا جو دیکھا — دل مین بہت اپنے خوف کھایا
بیٹھی جس جا پہ تھی جواہر — گھبرا کے وہان ہوئی اک حاضر
کی عرض غضب ہے شاہزادی — کرنے آئے تھے جو کہ شادی
آمادۂ حرب ہین وہ اے حور — خونریزی ہی انکو کیا ہے منظور
بولی قاصد جو کوئی پاتی — پیغام اُسے مین اک سناتی
انصاف جو سنکے اُسکو کرتے — غالب ہے عدو کبھی نہ لڑتے
اُسنے سنتے ہی کی یہ تدبیر — شہزادی کی وہ تمام تقریر
لکھوا بھیجا کسی سے شہ پاس — جس سے عالم کو کچھ ہوئی آس
بھیجا فوراً وزیر اُسنے — شہزادی سے پوچھا آکے جسنے

جو بات ہو مجھکو جلد بتلاؤ
کہنے لگی اُس سے شاہزادی
دولھا جو تھا پاس میرے آیا
کیا کیا باتین ہوئی تھین سب مجھسے
تبلائے اگر وہ سارے اسرار
اور گر نہ بتا سکے تو پھر کیون
تقریر ہوئی یہ ختم جسدم
احوال سنا تو شاہ بولا
پیغام کہو یہ جاکے اُس سے
آیا بھولا کے پاس وہ شیر
بھولا نے سُنا تو ہوکے مضطر
معلوم جو ہو تمھین بتاؤ
رو کر بولا کہ راست یہ ہی
آندھی آئی تھی رات کو جب
جنگل مین کہین پہ جا بٹھایا
آتے ہی مرے جگی جو اہر
اتنے مین خواصین اُسکی آئین

تدبیر جو سوچی ہو وہ سکھلاؤ
پوچھو اُنسے کہ روز شادی
کھانا اُسنے تھا کون کھایا
لی کون سی چیز مین نے اُنسے
جانے مین نہین ہر مجھکو انکار
کرتے ہین وہ خون لوگونکا یون
آیا وہ وزیر نزد عالم
جاؤ جلدی سے سوئے بھولا
ہو ختم یہ حرب و جنگ جس سے
کہتا رہا حال اُس سے تا دیر
دیورسے یون کہا بلا کر
کچھ حال نہ اب ذرا چھپاؤ
سچ پوچھیے گر تو بات یہ ہی
ہو درج سے کسی نے مجھکو لے تب
پھر وقت سحر محل مین لایا
صورت مری دیکھکر گئی ڈر
باتین مجھے دیکھکر سنائین

تھا حسن پہ اُسکے گو مین شیدا
دل مین ہوا میرے خوف پیدا

گھبرا کے وہان سے بھاگ آیا
تقدیر نے رنگ یہ دکھایا

جب اُس سے سنا یہ ساتھیون نے
اسطرح کہا براتیون نے

وہ حسن عجیب تر تھا واللہ
آتا نہین کچھ سمجھ مین ای شاہ

اُسوقت نہ آپ نے بھی سوچا
نوشاہ سے بھی تو کچھ نہ پوچھا

تقدیر مین جو تھا پیش آیا
سنکر یہ ہوا خفیف بھولا

پوچھا کہ بتاؤ کیا کرون مین
خاموش رہون کہ یا لڑون مین

انصاف تو صلح چاہتا ہی
جان دینے مین کون فائدا ہی

کی عرض وزیرون نے کہ ای شاہ
ہوتا ہی وہی جو چاہے اللہ

چاہو کرو صلح چاہے پیکار
ہین کام کے اپنے آپ مختار

پر جنگ نہین صلاح ہرگز
ہی اسمین نہین فلاح ہرگز

پیکار مین جان دیجیے گا
عقبے کا عذاب لیجیے گا

بھولا جو سپاہ پر تھا مغرور
میدان سے پلٹا ہوکے مجبور

کچھ بھی دیکھا نہ پیچھا آگا
اکدم سے وہ دُم دبا کے بھاگا

چین کا سلطان شاہ عالم
دشمن کے فرار سے تھا خرم

اللہ نے بات یہ بنائی
خونریزی سے مملکت بچائی

جوگی

مردود رقیب ہو چکا ہے — انظر نے مگر پکارنا ہے
ہارا ہے مقابلہ مین بازی — ہے درپے فکر حیلہ سازی
بھولا نے جو ملک چین چھوڑا — میدان سے سب نے منہ کو موڑا
دینور ہوا ملول خاطر — دیکھا : ملیگی اب . جواہر
کپڑے تو بدن کے پھاڑ ڈالے — ہتھیار بھی تن سے سب نکالے
چہرہ کی گئی تمام رونق — پہنی کہنہ سی لے کوئی دلق
چھوڑا سارا وہ جاہ و ثروت — احباب پہ بھیجی دل سے لعنت
اک سمت چلا فقیر بن کر — حیران ہوا تمام لشکر
سمجھایا سبھون نے اُسکو ہرچند — عقلا حکما نے کہین بہت پند
کیون ہوگے فقیر کیا ملیگا — ہان مفت مین جان و دل جلیگا
سلطان ہو تم کمی نہین ہے — خالی عورت سے کیا زمین ہے
بہتیری ملینگی خوبصورت — بولا وہ کہ بس کرو عنایت
آیا تھا بیاہنے یہان پر — ہارا بازی مگر کسان پر
عورت کے مقابلہ مین جو کا — اب عیش کا مین نہین ہون بھوکا
تم عیش کرو مکان جا کے — مجھ سے نہین کام باپ مان سے
جھوٹا ہے تمام کارخانہ — خالی ہر دو فا سے سب زمانہ

مجھپر یہ کھلا یہان یہ عقدا — ساتھی نہین کوئی ہے کسی کا
جب تک ملتا نہین ہی محبوب — ہی بستر خاک مجکو مرغوب
یہ کہکے وہ ہو گیا روانا — کہنا نہ کسی کا ایک مانا
یار اور عزیز مال و لشکر — سب چھوڑ دیا فقیر بنکر
گیرو مین رنگا لباس سارا — جوگی بن اک طرف سدھارا
سب عیش و خوشی پہ پڑگئی اوس — رونے لگا کر کے بھولا افسوس
آگے کو قدم نہین تھا اُٹھتا — رو رو کے یہ اپنے دلمین کہتا
کس طرح مکان کو مین جاؤن — کیا ملک مین اپنے منہ دکھاؤن
دون جان نہین یہ اُسنے سوچا — سمجھانے لگے وزیر و اُمرا
بچھڑے ملجائینگے کسی دن — ملنا جان کا نہین ہے ممکن
پلٹا مجبور ملک کو شاہ — دینور نے ایک سمت لی راہ
دینور نے اک پہاڑ پایا — چڑھ کر ہمت سے اوپر آیا
تھا مرجع ساحران مشہور — جوگی وان بیر ناتھ مشہور
تھے بھوت و پلید پیر اُسکے — قبضہ مین ہزارون بیر اُسکے
اکدم کو جو شیطنت پہ آئے — کہسار کے بھی دھوئین اڑائے
سوچا دینور سحر سیکھون — پھر خطۂ چین جا کے دیکھون
بڑھکر جوگی کے پاس آیا — اور پاس ادب سے سر جھکایا

پوچھا یون بیرناتھ نے حال | سادھا کیون جوگ کا ہی جنجال
ہو کون یہان پہ کیون ہو آئے | کیون چہرہ پہ خاک ہو لگائے
دشوار بہت ہی جوگ کا کام | گھر جاؤ کرو مزہ سے آرام
کی عرض یہ اُسنے اے گوسائین | گھیرے ہین مجھے بہت بلائین
لڑکا بھولا کا ہون مین مضطر | شاہ عالم کی ہی جو دختر
میری اُس سے ہوئی تھی نسبت | آئی یہ نکاح کرکے آفت
رخصت دولھن نہ کی اُنھون نے | کچھ فکر بھی کی نہ سائیون نے
اُسکی الفت مین ہون بروگی | آیا ہون یہان پہ بنکے جوگی
پہ چیلا ہون تمھارا مین گروجی | کر دو پوری تم آس میری
جوگی نے کہا کہ باؤلا ہے | بے حکم خدا بھی کچھ ملا ہے
سلطان بڑا ہے شاہ عالم | کیا تاب رکھے ہی کوئی آدم
جو اُسکے مقابلے مین جائے | بیفایدہ جان کو گنوائے
قصر اُسکے بنے ہین ایسے اونچے | وان طائر وہم بھی نہ پہونچے
پاتے نہین بار ہین فرشتے | مین تم تو بھلا کہان ہین رہتے
دینو نے روکے پھر کہا یون | باتین مین بھی یہ جانتا ہون
مرتا ہون مگر بڑا اسے دیدار | چھوڑا ہی اسی غرض سے گھربار
تدبیر چلی نہ جبکہ میری | آیا خدمت مین تب ہون تیری

مرشد ہو بناؤ تم مرا کام
ممکن جیسے ہو دیجیے انجام

اب چھوڑ تمھین کہانکو جاؤن
ہادی ایسا کہان مین پاؤن

جب تک ہوگا نہ کام میرا
دامن چھوڑونگا مین نہ تیرا

کوئی میرے نہین رہا ساتھ
پکڑا ہین نے ہی آپ کا ہاتھ

یا کام دل اپنا پاؤنگا مین
یا جان یہین گنواؤنگا مین

بولا جوگی نہین کچھ آسان
مطلوب جو خواہش ہو تو دو جان

پہلے اپنے کو تم مٹاؤ
صورت اُسکی تو دیکھ پاؤ

کھانا سونا کلام چھوڑو
عیش و عشرت سے منھ کو موڑو

ہر وقت کرو اُسی کا بس ذکر
بھولو اپنی تمام تر فکر

دھیان اُسکا بندھیگا اسطرح جب
دل مین اُسے اپنے پاؤگے تب

مرشد کا جو حکم اُسنے پایا
سجادہ کو ایک جا بچھایا

جوگی کے لگا وہ پاس رہنے
اور یار کا اپنے نام جپنے

بھیجے جوگی نے چین کو بیر
لیکن نہ چلی کوئی بھی تدبیر

یان پر تو ہوا فقیر دینور
بھولا پہونچا مکان کو رنجور

جب شہر مین پھر برات آئی
لوگون نے خوشی بہت منائی

پھر حال ہوا جو اُنکو معلوم
سنتے ہی ہوئے تمام مغموم

شادی کا سنا جو ایسا انجام
تھا شہر مین اک عجیب کہرام

تھے جو کہ خوشی مین مست سارے — روتے تھے وہ پھوٹ کر بچارے
دینور کی مان مکان سے نکلی — شوہر کو یہ دیکھکر کے بولی
لعنت ہو شہر یار تم پر — فرزند کو گم کیا کہان پر
ایسی شادی کو آگ لگجاے — کھویا جسنے پسر مرا ہاے
کسواسطے آئے تم یہان پر — جاؤ لڑکا گیا جہان پر
آفت مجھپر پڑی ہی لوگو — تکلیف سب مجھے بڑی ہے لوگو
افسوس کہان نکل مین جاؤن — جو لخت جگر کو اپنے پاؤن
سمجھایا وزیر دن نے کہ بانو — کچھ بات ہماری بھی تو مانو
تیار تھا شہ کہ جان دیدین — لائے سمجھا بجھا کے ہم ہین
تقدیر سے ہوگئے ہین مجبور — لیکن اچھا ہی تیرا دینور
دس دن گھر مین تم اپنے بیٹھو — پھر چین سے جا بہو کو لاؤ
شاید تری بات مان جاوین — رخصت لڑکی خوشی سے کردین
اُسوقت یہ کام ہی ہمارا — لادین فرزند ہم تمھارا
اسطرح ہوئی جو اُسکی تسکین — بیٹھی خاموش دل مین غمگین
کہتی یہ بہن سے دشمنی کی — ناحق کو رچی تھی مین نے شادی
ضرور ہی اپنے گھر مین وہ تو — لڑکے کا دیا ہی داغ مجھکو
اپنا بدلا ضرور لونگی — بے اسکے کبھی نہ مین رہونگی

اپنے دل مین یہ کر کے تقریر — سوچی اُسنے دغا کی تدبیر
کچھ ساحرہ عورتین بلائین — باتین اُنھین راز کی بتائین
آمادۂ زور تھی وہ مکار — پڑھنے لگین سحر سب ستمگار

ہنس مہجور

محبوب کے ہجر کا جو غم ہی — یون گریہ کنان نئے قلم ہی
جسوقت سحر ہوئی نمایان — وہ باعث وصل اپنے پریان
گھر اپنے گیئن تو باپ اُنکا — غصہ و غضب سے اُنسے بولا
خیلائین کہان گئی تھین تم رات — بتلاؤ صحیح ہووے جو بات
پریون سے جواب بن نہ آیا — یون باپ نے حکم تب سنایا
خاموشی مین اُنکی ہی کوئی بھید — لو چھین لباس اور کرو قید
سلطان سے پا کے یہ اشارا — لوگون نے لباس سب اُتارا
چارون بہنین ہوئین جو محبوس — بولین آپسمین کر کے افسوس
کیا ہنس کا آہ حال ہوگا — شہزادی کو بھی ملال ہوگا
ہم سے یہ ہوئی بڑی بُرائی — ناحق دونون مین کی جدائی
یان ہنس کی تھی عجیب حالت — نازل دل پر تھی اک مصیبت
کہتا کہ کہان ہے وہ سمن بر — وہ گھر وہ خواصین ہین کہان پر
وہ شیرین دہن وہ اُسکی گفتار — وہ اُسکی جبین وہ اُسکی رفتار

کھانا وہ لطیف اور وہ پانی — یارب ہے کہان کہان وہ جانی
اتنے مین تمام اہل لشکر — پانے سے نہ باز کے پلٹ کر
آئے اُسے ڈھونڈھتے جو اُس جا — گھوڑے پہ پہلے تو خالی دیکھا
چلائے الٰہی ہٹس کی خیر — فوراً جو چڑھے کوہ پہ نہ کی دیر
اُسکو روتا وہان پہ پایا — یارون نے زمین سے اُٹھایا
کی عرض سوار جلد ہو جے — اب شہر کی اپنے راہ لیجے
آخر دل مین تمھارے کیا ہے — کیا حال تمھارا ہو گیا ہے
مان باپ کا ملک تمنے چھوڑا — اب روم سے بھی ہے منھ کو موڑا
کیا مان کی نہین تمھین محبت — کیا ہم سے نہین ذرا بھی الفت
کسواسطے آپ ہین پریشان — کیا غم ہے بتایئے تو سلطان
دیوانون کی طرح سن کے رویا — بولا کہ نہین ہے کوئی میرا
مان باپ عزیز تخت اور تاج — مین انمین نہین کسی کا محتاج
جھوٹھی یہ کہاوتین ہین ساری — کرنے کا نہین ہے کوئی یاری
ہے مجکو تو ملک چین جانا — دلدار کا ہے وہی ٹھکانا
مالک مری جان کی ہے جو آکر — اُسکے ہی لیے ہے رنج خاطر
رہتی ہے وہ چین مین پیاری — جاتی اُسپہ ہے جان ہماری
جان اپنی کرونگا اُسپہ قربان — مٹ جاؤنگا یا ملیگی جانان

یہ کہکے اُٹھا چلا وہ آگے حضار نے اُسکے پیر پکڑے
بولے کہ اگر یہی ہے دل مین دو ہمکو ملا تم آب و گِل مین
پھر شوق سے چاہو تم جہان جاؤ ہم پر یہ کرم و گر نہ فرماؤ
سلطان کے پاس روم چلیے پھر یار کی فکر مین نکلیے
منظور اگر نہین ہے یہ بھی اچھا چلیے چلینگے ہم چین ہی
وعدہ کیا چین کا اُٹھایا دھوکے سے میانہ پر بٹھایا
ہمراہ لیے اُسکو روم آئے سلطان کے پاس لیکے آئے
سلطان سے حال سب بتلایا جنگل کا وہ ماجرا سنایا
سُن شاہ نے ہنس سے یہ پوچھا کیا خواب مین تمنے چین دیکھا
سُن نام ہوئے کسی سے ماہر دیکھی نے تمنے ہے یا جو ظاہر
معشوقہ کا نام سُن کے ردیا حسرت سے ہوا یہ ہنس گویا
ایسا وہ کون دوست آوے دے ساتھ مرا اُسے ملاوے
شب بھر تو رہا مین پاس اُسکے کیا جانون یہان یہ آیا کیسے
جان میری وہان ہے مین یہان ہون یہ چھوڑ دو بس مجھے چین کو سدھارون
ہمراہ کسی کو بھی نہ لونگا اس راہ مین اپنی جان دونگا
قبضے مین نہین ہے اب مرا دل کیا تمکو جلا کے ہوگا حاصل
سلطان نے کہا کہ تم کہان ہو کیا عقل نہین جو کچھ عیان ہو

ہجر روم کہاں کہاں پہ ہے چین / بیہوشی کی کر رہے ہو باتین
اک شب مین وہان کو کیسے پہونچے / کیسے ہوا عقدہ یہ نہ سوچے
معلوم اگر ہو حال چین کا / کر دون ابھی قصد مین وہین کا
مین ساتھ تمھارے آپ جاؤن / اور ساتھ عروس لیکے آؤن
بعد اسکے کہا یہ خادمون سے / بے حال بہت ہے یہ جنون سے
ہر وقت خیال اُسکا رکھنا / اک دم کو نہ پاس سے سرکنا
پیدا ہوئی سارے روم کو فکر / ہر ایک جگہ تھا ہنس کا ذکر
آتا جو کہین سے تھا مسافر / کرتے اُسے پیش شاہ حاضر
سلطان نے بہت پتہ لگایا / کچھ چین کا حال پر نہ پایا
قاصد کیے ہر طرف روانا / سب فکر مین تھے وزیر و دانا
مطلب کا پتہ مگر نہ پایا / تن ہجر مین ہنس نے گھلایا
اس فکر مین تھا کہ راہ پاؤن / تو روم سے چین بھاگ جاؤن
تدبیر مگر نہ ایک چلتی / جانے کی نہ کوئی راہ ملتی
کرتا دن رات زار و نالے / جینے کے پڑے تھے اُسکے لالے
تاثیر یہ عشق کی تھی ظاہر / تڑپے تھی چین مین جواہر
رو رو کے بیان یون وہ کرتی / کب تک مین اُٹھاؤن دل پہ سختی
شوہر کے نہ ساتھ کیون گئی مین / جلنے کو یہان پہ کیون رہی مین

باری نہ رہی نہ ہوں سہاگن | ہو ویگا بساہ کیسے اُس بن
رہ گئی یہ بیان کر کے غمناک | اور جامۂ ہوش و صبر تھا چاک
پوچھا کرتی نہیں حال ہمسن | بتلاؤ کہ گذری کیا تھی اُس دن
خاموش تھی پر وہ غم کی ماری | آنسو آنکھوں سے رہتے جاری
افسوس وہ ماہ عالم افروز | سوکھا کرتی تھی غم سے ہر روز
تھا رنج جو اُس پری کے جی کو | بھاتی نہ خوشی ذرا کسی کو
بہتیرے ہوئے علاج لیکن | تدبیر سے کب شفا تھی ممکن
تھا اُسکو تو دردِ ہجرِ جاناں | کرتے تھے عبث علاج ناداں

نیرنگ سحر

آمادہ سرکشی ہے خناس | لازم ہے ورد سورۂ ناس
کیا تمنے سنا نہیں ہے نکرؤا | سننا کیسا ہے آؤ دیکھو
جب چین چلی وہ مایۂ شر | ڈیوڑھین کی سے یعنے مادر
شیرینی لباس پان ور روغن | سب سحر دمید دے وہ پُرفن
آئی چل کر کے جانب چین | ہمراہ بہت سی ساحرہ ڈھتین
پڑھتی سحر اور کرتی ٹوٹنے | بیرون بھوتوں کو دیتی دونے
کرتی ابلیس کی خوشامد | پہونچی نزدیک چین وہ بد
بیگم شہ چین کی سن کے یہ حال | غصہ سے بھڑک کے ہوگئی لال

سمجھی کہ فساد کو ہے آئی
پھر ہو گی کوئی نئی برائی

کچھ دیر ابھی نہین تھی گذری
ڈنیور کی مان بھی آکے اُتری

تکتا ہر مہتاب دونون ہمشیر
روئین باہم ملین جو دلگیر

مہتاب لگی یہ رو کے کہنے
میرا کیا گل چراغ تمنے

سب لطف وخوشی گئی مری لٹ
ڈنیور بھی آف گیا مرا چھٹ

بولی بیگم یہ شاہ جبین کی
کچھ تمکو خبر بھی ہے کہین کی

شوہر سے نہ اپنے حال پوچھا
ہمکو دینے کو آئین طعنا

کیون بھاگ گیا تھا تیرا شوہر
لڑکا کیون چپ رہا تھا سنکر

لوگی نہ کبھی مین تیری سوغات
باقی رشتہ کی جب نہین بات

بولی مہتاب واہ باجی
تمنے ہی جلایا ہے مرا جی

کیون پہلے کیا نکاح تم نے
رخصت جو نہ کی صباح تمنے

پہلے خود تمنے کی تھی نسبت
اُلٹی اب لائین مجھپہ آفت

فرزند بنا فقید میرا
کیسا ہی سخت قلب تیرا

شہزادی کی مان لگی یہ کہنے
قصہ یہ بکا کہان کا تم نے

ڈالو سر جیب مین تم اپنا
لازم نہین تمکو ایسا کہنا

ڈنیور کی جب برات آئی
نوشاہ تھا اُسمین اور کوئی

دی مین نے بیاہ اُس سے دختر
اسکا ہی گواہ تیرا شوہر

لڑکا نہ جو صبح کو وہ پایا — سب لوگون نے شور و غل مچایا
ترخیص ہوئی نہ ہمکو منظور — چپ بھاگ گیا تمھارا دیور
بیٹی بیٹھی ہے اب جو گھر مین — آگ اُٹھتی ہے دیکھکر جگر مین
تمکو کیا رنج ہے جو بیکار — طعنے دیتی ہو مجھکو ہر بار
خود تمنے یہ جال تھا بنایا — بس جاؤ سدھارو تم خدارا
جب رنگ وہان کا ایسا پایا — مہتاب نے سحر تب پڑھایا
بیگم پہ اثر ہوا جو اُس کا — ہمشیرہ کا اُسکے ہاتھ پکڑا
بولی کہ نہین ہے لاگ میری — منکر تو ہو ہے خود ہی تیری
مانے وہ اگر تو اُسکو سمجھاؤ — رخصت کر دون مین ساتھ لیجاؤ
یہ سُنکے اُٹھی وہ مست و مغرور — سمجھی کہ لونگی اُسکو مسحور
بیٹھی جس جا پہ تھی جواہر — آئی مہتاب وانپہ بے ڈر
شہزادی سے پرسبدہ ہو یہ بولی — چپکے سے زبان اپنی کھولی
مہتاب سے چیز تم جو پانا — ہرگز ہرگز اُسے نہ کھانا
سب سحر کا ہے یہ کارخانا — دیکھو کہین مکر مین نہ آنا
مہتاب بھی آئی اتنے مین وان — شہزادی کا دیکھا روے تابان
اسطرح سے رعب حسن چھایا — مکارون نے سحر سب بھُلایا
مہتاب نے اُسکی لین بلائین — باتین اسطرح پھر سُنائین

کر رحم تو مجھ پہ ای پیاری
اتنی کر دے خوشی ہماری

ہمراہ مرے چلو مکان کو
تا چین ملے ترے میان کو

بولی یون رو کے شاہزادی
گھر پر ترے پڑے تباہی

وہ دل بھی جلین یون ہی خدایا
دل میرا جنھون نے ہی جلایا

میرا تو مکان بس وہان ہے
رہنا مالک مرا جہان ہے

مین اُسکی ہون اور وہ ہی میرا
رشتہ مجھ سے ہے کون تیرا

باتین ایسی نہ اب بناؤ
جلتے ہوئے دل کو مت جلاؤ

مہتاب یہ سن جواب روکھا
بولی بیٹی نہ کھاؤ دھوکھا

آفت یہ تم آپ لائین سر پر
لڑکا میرا ہی تیرا شوہر

گھر سے تجھے اُسے مکا لا
ہی کام ترا ہر اک نرالا

لایا جو برات وہ خصم ہے
لو اور کا نام کیا ستم ہے

اتنی مری بات مان جاؤ
پھر اپنے مکان مین پھیر آؤ

غصہ ہوئی سنکے شاہزادی
بولی بس بس نہ اب دو گالی

کمبخت مرے پسر وہ تیرا
شوہر ہے بنائی جسکو میرا

شوہر میرا ہی مہر تابان
فرزند ترا ہی ابن شیطان

اپنے شوہر پہ مین ہون واری
بھاتی نہین گفتگو تمھاری

اب بات تری نہ مین سنونگی
دق ہونگی تو اپنی جان دونگی

مہتاب یہ بولی دو گی کیوں جان — دو دن کو تو آئی ہوں میں مہمان
ہوں ماں کی جگہ یہ میں تمہاری — تمکو نہیں مامتا ہماری
کپڑے تیل اور پان مٹھائی — تیرے لیے ہوں میں ساتھ لائی
لو اسکو تو خوش ہوں میں پیاری — دُکھ درد بلا سے تمہاری
بولی یہ جواہر اب چلو جاؤ — دلگی نہ لگی کو میری بھڑکاؤ
یہ پان یہ تیل یہ مٹھائی — پوشاک جو آپ لے ہیں آئی
بے صحبت یار سب ہے بیکار — بیفایدہ ہے تمہاری تکرار
کھاؤ پہنو تم آپ اسکو — یا دو اُسے چاہتی ہو جسکو
تقدیر نہ کام جبکہ آئی — مہتاب نے بات یہ بنائی
بیٹی ہو جاؤں تم پہ قربان — ارمان سے میرے کھالو اک پان
تب ہاتھ میں پان لے جواہر — بولی اچھا تمہاری خاطر
چپکے سے سپرد ہو کے ہاتھ رکھا — اور اُسنے کنیز کو کھلایا
مسحور یہ ہوئی وہ پان کھا کر — اُٹھی مہتاب تب لیجا کر
غصہ میں جو آ گئیں کنیزیں — سیدھی الٹی سنائیں باتیں
خاموش وہاں سے چلدی مہتاب — رنجیدہ ملول و چشم پر آب
شہزادی کی ماں نے یوں بہن سے — کی بات بڑے غم و محن سے
کی ہم پہ تو تمنے مہربانی — منظور اگر ہو جان بچانی

بس بھاگو یہان سے رات ہی رات	معلوم نہ ہو کسی کو تا بات
کرتی مہتاب آہ وزاری	غمگین مکان کو سدھاری
تھی چھوڑ گئی جو وہ مٹھائی	دریا مین بحکم شہ بہائی
تاثیر ہوئی یہ اُسکی ظاہر	مچھلی پانی سے نکلین باہر
معلوم ہوا فریب سب کو	سجدہ کیا شہ نے اپنے رب کو
بولا کہ خدا نے کی حفاظت	رکھ لی دختر کی میری عزت
سچی ہی ضرور میری دختر	کام آئی سچائی اُسکی یان پر
سچائی ہی کامیاب لاریب	سچ پر غالب نہین کوئی عیب
سچائی سے سرد ہوتی ہے نار	ہو جاتا ہی خار اس سے گلزار
سچائی عجب صفت ہی اے یار	سچائی کو کچھ نہین ہے آزار
سمجھو نہ اسے کلام وحشی	آیا ہے خبر مین صدق ینجی[له]

بارہ ماسہ فراق

شب ہجر ظلم نہ کیجو تندی	ہی پیش بیان ظن عبدی[له]
دل ہی جو کباب سوز غم سے	کرتا ہے یہ خامہ رو کے نالے
کہتی تھی جو آہ اپنے دلمین	مجکو تو پھنسا کے آب وگل مین
خود بھاگ گیا نہ پھر کے آیا	خط بھی کوئی نہ اُسنے بھیجا
باز نہین اُڑ کے وان جو پہونچون	طائر ہنین جو پیام بھیجون

له اشارہ بحدیث شریف الصدق ینجی ١٢ له اشارہ بحدیث قدسی انا عند ظن عبدی الخ ١٢

رہتی ہر وقت یار کی آس | باقی تھی فقط امید سے سانس

تن سوکھ کے ہو گیا تھا پتا | دریا آنکھون سے جاری رہتا

سمجھاتین بہت آ کے خواصین | تسکین دیتین بہت انیسین

کہتین رونے سے کیا ہی حاصل | اللہ آسان کریگا مشکل

تھی لیکن عشق مین وہ غلطان | تھا پیش نظر خیال جانان

موجین اٹھتی تھین دلمین غم کی | چھائی تھی گھٹا غم و الم کی

قاصد کوئی مگر نہ آیا | محبوب کا کچھ پتا نہ پایا

گھٹتی یونہین وہ نازنین تھی | کل دل کو کسی طرح نہین تھی

برسات کی رت جو سر پہ آئی | آفت غم ہجر نے مچائی

اساڑھ — آیا جو اساڑھ کا مہینا | مشکل ہوا اس حزین کا جینا

بادل کا وہ جھوم جھوم آنا | نقارے وہ رعد کا بجانا

کالی کالی گھٹائین آ اٹھنا | بجلی کا کبھی کبھی چمکنا

سبزہ کا زمین سے نکلنا | بن مین وہ پپیہے کا چہکنا

دل پر نشتر لگا رہا تھا | بیچاری کی جان جلا رہا تھا

ساون — ساون نے کیا عمل جو اپنا | اور مینھ شروع ہوا برسنا

ٹھنڈے جھونکے ہوا کے چلتے | کس ناز سے چلنے مین مچلتے

سبزہ ہر سمت لہلہاتا | ساون کوئی جھوم جھوم گاتا

رنگین نفیس پہنے کپڑے		چاہیئے کا اپنے ہاتھ پکڑے
گلزار کی سیر کوئی کرتا		غم مین مہجور آہ مرتا
بھادون مین وہ زور منھ کا ہونا	بھادون	ظلمت کا حواس وہوش کھونا
چھوٹی چھوٹی وہ بوندین پڑنا		بجلی کا وہ غصہ سے تڑپنا
جھڑیان لگنا کئی کئی دن		راتین کالی سیہ سیہ دن
آفت ڈھاتا دل حزین پر		لیتا نہ تھا چین قلب مضطر
ہتیا کا کنوار مین برسنا	کنوار	پھولون کا سرور لسے ہنسنا
منھ کا وہ برسنے مین مچلنا		وہ سرد ہوا کے جھونکے چلنا
اک قہر تھا جان نازنین پر		تڑپے تھی پڑی ہوئی زمین پر
کاتک مین وہ ابر نیسان اٹھنا	کاتک	ہلکی ہلکی وہ سردی پڑنا
اکبارگی رت کا وہ بدلنا		لوگون کا نکھر نکھر نکلنا
شب مین وہ نکلنا چاندنی کا		سونا وہ گلے سے لگ کسی کا
تھا کوئی تو مست اور خوشی مین		کڑھتی پر نازنین یہ جی مین
ٹھنڈی اگھن کی گرمیان وہ	اگھن	کرنا جاڑے کی سردیان وہ
سورج کی وہ زرد زرد کرنین		لمبی لمبی سیاہ راتین
بھرنا فراٹے وہ ہوا کے		ہونا سردی سے ہونٹھ نیلے
آغوش مین یار کی کوئی تھا		اور درد سے کوئی جان کھوتا

وہ پوہ مین سردی زور ہونا	پوہ	وہ برف کا زور شور ہونا
سردی سے بدن لرزنا تھر تھر		لگنا جاڑے کا تیر دل پر
جاڑے سے کسی کا وہ ٹھٹھرنا		مجبورون کا سرد آہ بھرنا
کرتا کوئی مزے خوشی سے		ناخوش تھی جو آہرا اپنے جی سے
پالا لگا ماگھ مین جو پڑنے	ماگھ	سردی سے لگے بدن سکڑنے
جاڑے کا وہ چھیڑنا کسی کا		سردی سے وہ چیخنا کسی کا
ٹھنڈی ہونا زمین ساری		ہونا کوئی پہ زیست بھاری
کرتا کوئی آگ سے محبت		طاری تھا کسی پہ سوز فرقت
پھاگن مین ہوا کا خاک اڑانا	پھاگن	لوگون کا خوشی کے راگ گانا
پچکاری بھسم کہین پہ چلنا		چاچر کا کسی طرف نکلنا
پڑنا جاڑے کا وہ گلابی		لاتا دل زار پہ خرابی
وہ چیت مین کوپلین نکلنا	چیت	اشجار کو برگ سبز ملنا
سردی کا کہین کو بھاگ جانا		گرمی کا وہ پیش خیمہ آنا
ہونا جنگل کا سرخ ہر سو		وہ ڈھاک کے پھول یعنی ٹیسو
چینین تھین نصیب ہر کسی کو		لیکن تھا ملال اُسکے جی کو
بیساکھ مین وہ غضب کی گرمی	بیساکھ	اُبلا کرتا ہے جس سے پانی
وہ لوہ کا ظلم دھوپ وہ گرم		پتھر جس سے پگھل کے ہون نرم

نہروں چشموں کا سوکھ جانا / پانی انجار کا بہانا
مُرجھانا وہ گُل کی پتّوں کا / رونا وہ چمن مین بلبلون کا
یہ دیکھکے آتی غم کی جو یاد / رویا کرتی وہ سروِ آزاد
وہ جیٹھ کے دن پہاڑ ایسے / وہ لو کے شعلے آگ جیسے
۱۳ جیٹھ
خسخانہ کسی کا وہ بنانا / وہ برف کی قلفیان جمانا
وہ رات مین فرش چاندنی کا / سونا بریا رہین کسی کا
ٹھنڈی ٹھنڈی نسیم سحری / اک تیر جگر پہ تھی لگاتی
گزری یونہی غرضکہ مدت / شہزادی کو سہتے رنج فرقت
دلبر تھا ہجوم یاس و غم کا / بادل تھا امنڈ رہا الم کا
بیمار و حزین ملول و بیہوش / رہتی بیچاری خود فراموش
تکتی ہر وقت یار کی راہ / لے رُوم کا نام کھینچتی آہ
ہر وقت اُسی کی یاد رہتی / امید پہ اُسکی زندگی تھی
غم نے جو بُری طرح ستایا / بھیس اُسنے فقیر کا بنایا
شرم اور حیا سے ہوکے آزاد / گھر سے نکلی وہ خانہ برباد
لب پر آہین جگر مین ناسور / بیجان بدن اور آنکھین بے نور
ہمراہ ہوئین سہیلیان بھی / بولین ہم دینگے اپنی جان بھی
دیکھی اُسکی جو ایسی حالت / مان رو دی کہ کیا ہوئی یہ آفت

شہزادی ہوئی تھی غم سے مجنون ۔ جاری آنکھوں سے اشک پرخون
کپڑے لتے سے کام کیا تھا ۔ شوہر کا فقط دھیان رہتا
سب میٹ دیا سہاگ اپنا ۔ بھولی بالکل تھی کھانا پینا
تھی سوزش ہجر سے جو غمناک ۔ ڈالا سر پر وہ کرتی تھی خاک
رٹتی ہر وقت یار کا نام ۔ بس تھا نفس سے ایک رہگیا کام
ماں باپ ہوئے بہت پریشان ۔ کہتا امرا سے یوں تھا سلطان
افسوس نہیں ہی حال ملتا ۔ دختر کے ہے غم سے قلب جلتا
جو کوئی پتہ اُسکا کے لا دے ۔ انعام میں مجھ سے لے جو چاہے
لیکن راضی ہوا نہ کوئی ۔ کام آئی نہ کوئی چارہ جوئی
بیگم کہتی جو حال پاؤں ۔ لڑکی کو میں لے کے آپ جاؤں
ہر وقت یہی غم والم تھا ۔ سب چین پہ اک عجب ستم تھا

پیغام

ہاں بلبل فکر پھر چہکنا ۔ دلدار کا جلد حال کہنا
بیتا سب دل اب بہت ہوا ہی ۔ قاصد کوئی بھیجے سے صبا سے
پہنچا ایسا تو کوئی پیغام ۔ تا ہو دل غمزدہ کو آرام
سب بے حال جو اُدھر اس طرح تھی ۔ روتی دن رات اور کڑھتی
ہاں اُسکی لگی عجب سر کو ڈھنٹے ۔ پاس آکے بسنت ہو گئی یہ کہنے

پوشاک مری تھی کیون اُتاری
کپڑے اپنے جواب بھی پاؤن
بیگم نے کہا کہ کیا ہو کہتی
معلوم جو ہو وے حال سارا
بولی یہ سبزہ کہ مین پری ہون
شہزادی سے قول ہون جو ہاری
کپڑونکے بغیر پر ہون مجبور
جاؤن داماد پاس تیرے
بیگم نے سُنا جو یہ تو بولی
ہے ایک جواہر ایک تم ہو
پوشاک یہ کہکے اُسکی لائی
کپڑے پا کر بڑی خوشی سے
دیکھو جاتی ہون اے پیاری
کہنا منظور ہو جو اُن کو
سنکر بولی یہ وہ سمن بر
پہلے تو قدم تم اُنکے لینا
کہنا کرتے ہین یون ہی الفت

جو داپنے کلہاڑی تمنے ماری
اور آگین اُسکے پاس جاؤن
مین کچھ بھی اسے نہین سمجھتی
لاؤن مین لباس ابھی تمہارا
شہزادی کے پاس رہ پڑی ہون
لونڈی اس سے بنی تمہاری
پوشاک دو گر تو رنج ہو دور
دیجے کپڑے جو آپ میرے
تم بھی ہو سبزہ ہماری لڑکی
کرنا بیٹی معاف مجھکو
اپنے ہاتھون آسمجھائی
بولی شہزادی پاس آکے
پوری ہو امید تا تمہاری
بے شرم و لحاظ مجھ سے کہدو
تم خود ہو سبزہ مری جگہ پر
پھر حال مرا تمام کہنا
اک لمحہ کو مل کے دی یہ فرقت

کیا مجھسے خطا ہوئی تمھاری ہو جان جلاتے ہو ہماری
چلتی ہمراہ پر ہون مجبور ہون بے پر و بال آہ معذور
خط مین نہ تمام حال ہوگا اور پڑھ کے اُنھین ملال ہوگا
اس سے بہتر ہے خط نہ لکھنا موقع جو ہو زبانی کہنا
یہ سن کے پری بشکل طائر چلدی فوراً وہان سے اُڑ کر
تکلیف سفر کی سب اُٹھا کے پہونچی وہ روم جلد آ کے
یان ہنس جو قید ہو رہا تھا جان ہجر کے غم سے کھو رہا تھا
موقع نہ فرار کا تھا پاتا اک جسم غفیر سا تھا رہتا
سلطان نے دیا تھا حکم ایسا ہر دم رہتا تھا اُسپہ پہرا
بیٹھا تھا مکان مین اپنے مضطر آئی اُڑتی سبدھ وہان پر
آ ہنس کے ہاتھ پہ وہ بیٹھی اور ہنس نے اپنی آنکھ کھولی
دیکھا آیا ہے قاصد یار مسرور بہت ہوا وہ بیمار
ہم جلسہ جو تھے بہم یہ بولے آئی چڑیا ہے یہ کہان سے
یون ہنس نے اُس پری سے پوچھا کیون اُنکا مزاج تو ہے اچھا
خوش تو ہے سبدھ مری جو اہر مجنون مین ہوا ہون جسکی خاطر
شادی تھی کہ خواب تھا وہ کمیبر جس سے ہوا حال ایسا ابتر
بولی وہ کہ راست سب تھا اے شاہ پایا نہ تمھین مگرعہ گاہ

رخصت پہ ہوئی بہت ہی تکرار ۔ بھولا ہوا پھر حرب تیار
شہزادی نے مانگی وہ نشانی ۔ تمسے جو رات کو تھی بدلی
دینور نے دی تہ جب انگوٹھی ۔ باتین ہوئین اُسکی ساری جھوٹی
پر حال تباہ اب بہت ہی ۔ بیمار وہ ماہ اب بہت ہے
صورت بالکل بدل گئی ہے ۔ بالکل دیوانی ہو رہی ہے
پژمردہ ہوئے ہین گل سے رخسار ۔ بیچاری ہی زندگی سے بیزار
ہر یاد مین محو وہ تمھاری ۔ آنکھوں سے ہے ہوے اشک جاری
ایسا جو سنا پری سے پیغام ۔ اکبارگی چیخ اُٹھا وہ ناکام
رو کر یہ کہا کہ کیا بتاؤن ۔ حالِ دلِ خود کسے سُناؤن
ہو مین تو نثار اُس پری پر ۔ اک قہر ہوا ہی میرے جی پر
کھانا اُس پاس جیسا کھایا ۔ اُسکا یہ مزہ ہی مین نے پایا
تھا جانتے کون دشمن جان ۔ جسنے کہ دیا فراق جانان
الزام نہین کسی پہ اسمین ۔ کرتوت نصیب کے یہ سب ہین
تم مجھکو سبد، بتاؤ گر راہ ۔ چلتا ہون ابھی تمھارے ہمراہ
مجھکو تو فقط اُسی کی دھن ہی ۔ دن رات یہی اُدھیڑ بُن ہے
پھر پہونچون کسی طرح سے اب اُن ۔ حاصل ہو دوبارہ دیدِ جانان
بولی بتلاؤن کیا مین تمکو ۔ عاقل عالم تم آپ خود ہو

تم

اور مذہب عشق کی تو ای شاہ　　تبلاؤن تمھین ہے جسطرح راہ
ہوتے نہین کامیاب امرا　　پاتے ہین اسے فقیر و فقرا
یہ راہ تو ہے بہت ہی دشوار　　جان دینے پہ آوے جب تو ہو پار
مشغول ہو سلطنت مین تم تو　　بیگانون مین دل سے ملتفت ہو
دشمن کرتے ہین اپنی تدبیر　　پھیلائے ہوئے ہین دام تزویر
اب بھی کہین کھول آنکھ غافل　　ہو سوئے دیار یار مائل
جو دم ہے غنیمت اسکو سمجھو　　ہشیار ذرا ہو جیتو جاگو
سنتے ہی نصیحت اُس پری کی　　بس ہنس نے ایک آہ کھینچی
بولا افسوس مین کہان تھا　　غفلت کرکے کہان پہ آیا
وہ گلبدن اور وہ حسن اُسکا　　پروانہ ہون جان و دل سے جسکا
معلوم نہین کہان پہ چھوٹی　　کی مین نے خود اپنی راہ کھوٹی
اب اُسکی تلاش مین کرونگا　　یا پاؤنگا اُسکو یا مرونگا
باز اُس سے نہ آؤنگا مین تب تک　　ہوگا نہ وصال یار جب تک

چین کا سفر

ہی عزم سفر جو سوئے دلدار　　یون کلک بیان ہے گھر بار
سب چھوڑکے ہنس نے دورنگی　　بیرنگی مین دلق اپنی رنگی
خرقہ سجادہ اور تسبیح　　لی چھوڑ دی دوئی کی ساری تفضیح

الفت کا مزہ جو دل مین آیا — ہر مو مین اُسی کا ذکر پایا
دولت حشمت پہ لات ماری — دُھن سر مین کچھ اور ہی سمائی
چھوٹا سب تھا زمانہ کا کار — ہمراہ لیا نہ کوئی بھی یار
دیکھا جو اسے فقیر سب نے — جو صاحب عزم تھے وہ بولے
کس ملک سے ہے یہ آیا طائر — کیا جانیئے کون ہے جواہر
جاتا پردیس کو جو ہے شاہ — لازم ہمکو ہے جانا ہمراہ
کی جسکے سبب ہی عیش وراحت — اب اُسکی کرینگے ہم رفاقت
دشوار ضرور یہ سفر ہے — منزل ہر ایک پُر خطر ہے
ہم ہنس کا ساتھ دینگے لیکن — رہجائین یہان یہ غیر ممکن
سچے جو لوگ دل سے تھے یار — وہ جان سے ہوئے سفر پہ تیار
پہلے تو بلخ سے روم آئے — اب روم سے چین کو سدھارے
گھر بار کو اُن سبھون نے چھوڑا — لڑکے بالون سے منھ کو موڑا
صورت درویشون کی بنائی — لیکن نہ قبول کی جدائی
مان ہنس کی سُنکے روتی آئی — فرزند کو بات یہ سنائی
کیا مجھ سے ہوئے پیارے بیزار — چھوڑے جاتے ہو یان جو بیمار
امید فقط ہے ایک تیری — مٹی ہے خراب ورنہ میری
دنیا مین نہین کوئی سہارا — تیرے ہی لیے چھٹا بخارا

اب چین کو تم اگر سدھارے	مر جاؤنگی مین بغیر مارے
تلوار سے مجکو مار ڈالو	پھر پیر یہان سے تم نکالو
بولا اسطرح تب وہ مضطر	کسو اسطے رو رہی ہو مادر
ساتھی نہین کوئی ہے کسی کا	ہے صرف سمجھ کا اپنی دھوکا
لڑکا اپنا نہ مجکو جانو	مین اب ہون فقیر کہنا مانو
میرا نہین کوئی اس جہان مین	باقی نہین کوئی خاندان مین
مین حضرت عشق کا ہون بندہ	مجھ سے تم سے ہے کون رشتہ
آیا دنیا مین تھا اکیلا	جانا لازم ہوا اکیلا
بیکار ہے آپ کی یہ فریاد	سننے کا نہین مین داد بیداد
روتی ہوئی چھوڑ اسنے دی مان	آیا اتنے مین سنکے سلطان
بولا نہ فقیر بن پیارے	کس بات کی ہے کمی تمھارے
ہمراہ لو اپنے مال و لشکر	خوش خوش جاؤ بیاہنے وان پر
کرنے کو چلون بیاہ مین بھی	منظور خوشی مجھے ہے تیری
اسطرح فقیر جاؤگے گر	سب دیکھکے ہووینگے مکدر
لو جاہ و حشم سب اپنے ہمراہ	پھر چین کی لو خوشی سے تم راہ
کی عرض یہ اسنے ای کرم	کچھ آپ نہ اسکا کیجیے غم
اس راہ مین آپ کی یہ دولت	یہ ملک یہ مال و جاہ و ثروت

بیکار رہی سود کچھ نہین ہے | اس سے بہبود کچھ نہین ہے
یکہ تنہا چلیگا سب کام | اللہ کرے بخیر انجام
ہمراہ مرا ہی ایک ہادی | مجھکو نہین فکر رنج و شادی
مین فوج جو ساتھ لیکے جاؤن | مطلب کیا جان بھی گنواؤن
اب دیر ذرا نہ آپ کیجے | رخصت مجکو خوشی سے دیجے
دشوار گزار ہے یہ منزل | ساتھی کا نباہ بس ہی مشکل
سمجھانے سے ہنس جب نہ مانا | شہ نے انور کو تب بلایا
یہ حکم دیا کہ فوج و دولت | ہمراہ تم اپنے لو بہ کثرت
ہمراہ یہان سے اسکے جاؤ | اور چین سے اسے بیاہ لاؤ
فرزند اسے کیا ہی مین نے | وارث اپنا کیا ہی مین نے
شہزادہ اسے سمجھ کے اپنا | کوشش ہر ایک طرح کرنا
دکھین تو تمھاری خیرخواہی | لاؤ تو بجا یہ حکم شاہی
تم جاتے ہو میری جا پہ انور | ناکام نہ آئیو پلٹ کر
انور نے دیا زمین کو بوسہ | اور پھر سفر وہان سے اٹھا
مال و دولت بھی اور لشکر | ساتھ اپنے وہ بیقیاس لیکر
دوڑا ہوا ہنس پاس آیا | ظاہر کیا ساتھ کا ارادا
بولا یون ہنس تم ہو دانا | رمز عشق کا پر نہین ہی جانا

عاشق کو نہین ہے عقل اور ہوش | ہو جاتا ہے اُسکو سب فراموش
مین جان سے سیر ہو چکا ہون | سب ہوش و حواس کھو چکا ہون
ساتھی کی نہین ہے مجھے ضرورت | کیون لوگے تم اپنے سر پہ آفت
تم چین سے اپنے گھر مین بیٹھو | مجکو میرے خدا پہ چھوڑ دو
تمسے نہ نبھیگا ساتھ میرا | ناحق ہو پکڑتے ہاتھ میرا
بے راہ یہان سے جاؤنگا مین | جان اسمین کہین گنواؤنگا مین
کیا ساتھ بھلا مرا تمھارا | بیکار ہو کھوتے لطف سارا
یہ کہکے وہ چلدیا مکان سے | ہمراہ لیا نہ کوئی اپنے
روتے رہے لوگ اپنی جا پر | لیکن نہ رکا ذرا وہ مضطر
لوگون نے دعا یہ کی خدا سے | یارب یہ خوشی سے پھر گھر آوے
بولے یہ نجومی اور رمال | ہوگا انشاء اللہ خوشحال
لی ہنس نے راہ آگے آگے | اور فوج چلی وہ پیچھے پیچھے
ساتھ اُسنے لیا نہ تھا کسی کو | چھوڑا لشکر نے پر نہ اُسکو
بتلاتی جدھر سبدھ تھی رستا | بے عذر اُدھر تھا ہنس چلتا
گو راہ نہ لوگ جانتے تھے | پر ہادی کے ساتھ جا رہے تھے
چلتے چلتے ملا دوراہا | تب ہنس نے یہ سبدھ سے پوچھا
سیدھی بتلاؤ راہ جبین کی | تا دیدہ ہو جلد مہ جبین کی

بولی یہ سبدھ چلو یہین کو | پہونچو تا جلد ملک چین کو
بائین پہ نہین ہے کوئی چلتا | جانے والا ہے جان کھوتا
ہی داہنی راہ چین کی سیدھی | پُر خوف وبلا مگر ہے یہ بھی
ہین سات پہاڑ اور سمندر | خطرہ جان کا ہے ہر جگہ پر
قزاق پلید دیو اور جن | رہتے نہین باز دُکھ دیتے ہن
بعد اسکے ہے چین کا سبز خطا | اول آخر ہی میرا دیکھا
بس آگے چلو یہ راستا ہی | جینے مرنے کا سوچ کیا ہے

کوہ سموہ

اے طوطی طبع اب نہ کر دیر | منظور ہی ملک یار کی سیر
کچھ حال سفر کا تو بیان کر | کیا ہنس پہ گذری یہ عیان کر
وہ منزل عشق کا مسافر | ہوتا نہ ذرا ملول خاطر
رہتا ہر وقت جادہ پیما | دم بھر نہ کسی جگہ ٹھہرتا
فوج اسکے جو ساتھ جارہی تھی | رُک گئی تھی چلنے سے نہ وہ بھی
گذرے نو ماہ جب کہ چلتے | تب کوہ سموہ پاس پہونچے
ایسا تھا پہاڑ کچھ وہ اُونچا | اندیشہ نہ جسکے پار پہونچا
گھاٹی چڑھنے کی اُسپہ اک تھی | لیکن تاریک وتنگ وہ بھی
بولا یہ سبدھ کہ ہنس دیکھو | چلنا اگر پار ہو تو اُٹھو

پہ چلنے کو ہوا جو ہنس تیار
اک مخمصہ سے ہوا وہ دوچار

رہتا سر کوہ تھا جو راجا
تھا نام بھوجیل رائے جسکا

تیار ہوا مقابلے کو
چاہا کہ دے روک راستے کو

لشکر تیار کر کے اپنا
قاصد اک سوئے ہنس بھیجا

کہنے لگا ہنس سے وہ آکر
کیون آئے ہو ساتھ لیکے لشکر

بیکار کو کشت وخون ہوگا
احوال ترا زبون ہوگا

بولا یون ہنس ہون مسافر
ہون طاعت شہ کو تیرے حاضر

ہون مین تو فقیر مجکو بھائی
کیا کام ہے جو کرون لڑائی

قاصد نے کہا کہ واہ صاحب
ہم سے کرتے ہو چال وکرتب

پہ چلنے کا نہین ہے مکر سے کام
اچھا ہوگا نہ اِسکا انجام

ذوالقرن وقباد جیسے سلطان
پہ ملتے ہین یہان سے ہوکے حیران

کہنے لگا ہنس اے مہربان
وہ ملک ومال کے تھے خواہان

مین ایک فقیر بے نوا ہون
رہ دیجے اگر تو چین جاؤن

حاضر بے عذر سر ہے میرا
راجہ خوش ہووے جیمین تیرا

قاصد گیا لوٹ پیش راجا
سب ہنس کا حال اُسسے بتایا

کی عرض کہ اُسکو جانے دیجے
درویش ہے اُسپہ رحم کیجے

راجہ بولا کہ یہین بھی فقرا
رکھتے ہین سپاہ مثل امرا

اُنکو دنیا سے کام ہے کیا | وہ تو کسی اور کے ہین شیدا
شہوت غصہ طمع کے دشمن | ہوتے اور روتے ہین وہ رن بن
رہتے ہین اُسی کی یاد مین وہ | درویش نہین ہے یہ تو بے شبہ
جبتک رکھیگا فوج ہمراہ | دینے کا نہین ہون مین اُسے راہ
قاصد نے جو ہنس سے کہا حال | رو یا کہ ہو گئے ہین ساتھی خجال
انور سے کہا کہ بھائی میرا | بننے کا نہین ہے ساتھ تیرا
انور بولا کہ ای شہنشاہ | چلتا ہون فقیر بنکے ہمراہ
لشکر جہان چاہے وانکو جائے | لوگون نے یہ سن قدم اُٹھائے
آیا کئی لاکھ تھا جو لشکر | سب چلدیا اُسکو چھوڑ مضطر
کچھ تھوڑے سے جان نثار بچے | رہ ساتھ گئے فقیر بن کے
تب ہنس وہانسے اوپر آیا | فرمان راجہ نے یہ سنایا
پہلے سب امتحان کر لو | پورا ہو فقیر آنے تب دو
لوگون نے طبیعت آزمائی | ذاکر بنٔ موہرا ایک پائی
راجہ نے سنا تو دوڑا آیا | سر اُسکے قدم پہ آ جھکایا
بولا کہ نہین خطا تھی میری | حالت جانچون تھا صرف تیری
اب حال پہ میرے لطف کیجئے | موقع خدمت کا مجکو دیجئے
کہنے لگا ہنس ای برادر | رہتے ہین فقیر بھی کہین پر

ہمکو تو بہت سفر ہی کرنا — ممکن نہین اس جگہ ٹھہرنا
شب کو وہ یہ ہنس نے گزاری — چلنے کی سویرے کی تیاری
راجہ پے نذر زر جو لایا — یون ہنس نے تب اُسے سنایا
جب تک دولت تھی پاس میرے — کھٹکا نذرون مین کی وہ تیرے
اب اِسکو مین لیکے کیا کرونگا — البتہ یہ بات تو کہونگا
رہبر کوئی اپنے پاس سے دیجے — اتنا الطاف مجھپہ کیجے
راجہ نے کہا کہ ہمنے حضرت — دیکھی نہین راہ کی ہی صورت
تب ہنس دعائین دیکے بولا — رہبر کامل ہی میرا مولا
یہ کہکے روان ہوا وہان سے — آگے تھی سبدھ وہ سب تھے پیچھے

ساون گڑھ

طے اُسنے جو منزلین بہت کین — تکلیفین ہزارون دل پہ جھیلین
آگے ملا اک پہاڑ ایسا — آیا نہ خیال مین تھا جیسا
مشہور تھا گڑھ بنام ساون — چوٹی پہ فقیر کا تھا مسکن
چڑھکر اُسپر جو ہنس آیا — درویش کو جس دم مین پایا
تھے گرد مرید اُسکے حاضر — پہونچا جب پاس یہ مسافر
درویش نے سر اُٹھا کے پوچھا — کیون کسلیے اور کہان سے آیا
کسواسطے لی ہے یہ فقیری — کس پیر نے کی ہے دستگیری

تسبیح و دلق و فقر و فاقا — کس واسطے آپ کو ہی بھایا
آگے ایسا ہی سخت رستا — کوئی نہین بھول کر بھی چلتا
بولا یہ ادب سے پیر و مرشد — بندہ تو ہے ملک چین کا قاصد
شہزادہ تھا پر گدا ہوا ہون — شہ چین کی دخت پر فدا ہون
ہی پیر وہی ہماری حضرت — اُسکے ہی لیے ہوئی یہ حالت
ہی یاد مجھے اُسی کی ہر دم — جینے مرنے کا کچھ نہین غم
درویش سنے کی یہ پھر نصیحت — اللہ کی کچھ کرو عبادت
باقی ہی جسے نہین فنا ہی — فانی ہی وہ جسپہ تو فدا ہی
جب بند تمھاری آنکھ ہوگی — ہرگز نہ کبھی وہ ساتھ ہوگی
کیا اُسکے بھی عشق سے ہو حاصل — گرداب فنا ہے جسکو حائل
پاسخ دیا ہنس نے یہ اُسکو — حضرت دیکھین تو آپ مجکو
تن من مین مرے بسا وہی ہے — معلوم نہین مجھے دوئی ہے
معشوقہ کے رخ مین مینے باللہ — دیکھی ہی شعاع نور اللہ
مین اُسکو ہر ایک جا ہون پاتا — کچھ اور نظر نہین ہے آتا
دریا و درخت و پھول و پتا — ہر ایک مین ہے اُسی کا جلوا
خود جلوہ کنان وہی ہی ہر سو — ہے درد دل انشاءاللہ تو تُو
بھولا نہین مین نفخت روحی — ہے چین مین بھی وہی صبوحی

علا اخبار و نار آمدہ از ناز و نیم وغیرہ صحیح الصدر سطر ۱۵ اخبار و نار آمدہ و نفخت فیہ من روحی الآیۃ ۱۲

یون شیخ نے ہنس سے کہا پھر ہے قول ترا فقط بظاہر
پھرتا ہی وگرنہ کیون تو مارا کرتا نہین اُسکا کیون نظارا
صیقل دل مین جو اپنے کر لے بیشک جانان کو اُسمین دیکھے
مین خوب زمانہ گھوم آیا پر شیخ نے آپ مین دکھایا
ہر آپ مین سب نہین ہی کچھ غیر افہام کا اپنے ہے مگر پھیر
جب آپ مین تو نہ ڈھونڈھ پایا کیون چین کو پھر قدم اُٹھایا
درویش سے ہنس پھر یہ بولا اسطرح سے راز دل کو کھولا
حضرت مین نے جب اُسکو پایا تب اُسنے یہ راستہ بتایا
جب ایک نظر اُسے ہی دیکھا تب طرز تلاش کو ہے سیکھا
قبضہ مین ہے اُسکے باگ میری بھڑکی ہے اُسی سے آگ میری
اب تو دریا مین دیدیا پیر یا ڈوبونگا یا تو جاؤنگا تیر
جو اُسکی رضا وہ مجکو منظور پر ترک خیال ہو بہت دور
اسطرح فقیر نے کہا سن پختہ لاریب ہے تری دھن
تو بادۂ عشق سے ہے مدہوش مرنا جینا ہی سب فراموش
اسواسطے بندگی ہے مین نے دشوار بہت ہے راہ آگے
ہے کوہ جو آگے دیوگڑھ نام ہوتے پردیسی وان ہین ناکام
رہتے ہین وہان پہ دیو کمبخت کھا لیتے ہین آدمی کو یکلخت

وان کون تری مدد کریگا ۔۔۔ اندیشہ نہ مجھے لگا رہیگا
با خلاص تمہارا آئیگا کام ۔۔۔ ہو ویگا بخیر و خوبی انجام

دیو گڑھ

شب بھر تو رہا وہان بہ مشکل ۔۔۔ تڑکے سے چلا وہ اگلی منزل
مانا نہین ہنس نے ذرا ڈر ۔۔۔ کہتا جاتا تھا یا جواہر
منزل پوری ہوئی وہ جب طے ۔۔۔ پہونچا نزدیک دیوگڑھ کے
جنگل تاریک پایا کالا ۔۔۔ جسمین نہ تھا نام کو اجالا
ہر سمت تھے ہڈیون کے وان ڈھیر ۔۔۔ چھایا ہوا چار سو اندھیر
آہستہ چلے وہان سے جھٹ پٹ ۔۔۔ تا دیو لعین نہ پاے آہٹ
کچھ دور جو چل کے ہو گئی شام ۔۔۔ دیکھا اک دیو وان سیہ فام
سب خوف سے کانپے دیکھ تھر تھر ۔۔۔ کہنے لگا ہنس مت ہو مضطر
دشمن سے قوی ہی یار اپنا ۔۔۔ بیڑا وہ کریگا پار اپنا
انسان کی بو سے دیو آیا ۔۔۔ اور ہنس کو دیکھ مسکرایا
بولا مطلب جو جان پاؤن ۔۔۔ مین راستہ پر تمھین لگاؤن
بولی یہ شبدہ کہ ہنس سن لو ۔۔۔ دشمن ہے نہ اسکی بات مانو
کر لیگا تمھین فریب سے قید ۔۔۔ ایک ایک کو پھر بنائیگا صید
ساتھی کہتے تھے سب پکار ۔۔۔ مر جائیے یا تو لیجیے مار

یون ہنس نے حکم پھر سنایا
مرنے کا نہین تمھارا مارا

دی جان ہر اپنی جسکی خاطر
یعنے وہ سرور دل جواہر

اخلاص سے اُسکا نام لیجے
میدان کو جلد ختم کیجے

ای میرے رفیقو کیون ڈروگے
کیا اَینما سہو تم کروگے

موجود ہر اپنے پاس جب وہ
کر سکتا نہین ہی دیو کچھ یہ

یہ کہکے قدم کو جو اُٹھایا
اُس دیو نے راستہ کو روکا

اتنے مین بحکم غیب اُسپر
برسے پانی کی طرح پتھر

مغز اُسکا زمین پہ گر کے بکھرا
تھا پیش نگاہ حال مطرا

سچ ہے کہ کہا جنھون نے جسکی
حامی انکا ہے فضل ربّی

شیام گرٹھ

جب زحمت دیو سے بچے وہ
آگے کو وہان سے تب چلے وہ

تکیہ ذات خدا پہ کر کے
جاتے تھے چلے بغیر ڈر کے

جس جا پہ وہ لوگ جا کے پہونچے
تھے کوہ شیام گرٹھ کے نیچے

ایسا لق و دق پہاڑ پایا
دل جس سے بہت کا ہچکچایا

اشجار وہان پہ تھے نہ باقی
بولی یہ سبدہ نہ ٹھہرو یہان بھی

آتی آندھی ہر اک غضب یہان
دشوار بچانا جس سے ہر جان

عجلت کرو یہان سے جلد اُٹھو
تکلیف نہ اُسکی تاکہ پاؤ

پایا ایسا جو حکم رہبر / پیچھے چلا اُسکے ہنس اُٹھکر
ہمراہ سبھو کے جو اُٹھے تھے / باامن وہ جا کے پار پہونچے
سستی غفلت جنھون نے کی تھی / آ پہونچی عقب سے اُنپہ آندھی
روکے نہ کسی کا پیر رکتا / اُڑتے جیسے کہ خشک پتّا
لنڈھکے گوے چوٹ سب نے کھائی / غفلت کی سزا اُنھون نے پائی
پہونچا جب ہنس جا کے اوپر / دیکھے احباب اپنے مضطر
ہر ایک کو دوڑ کر اُٹھایا / ہمراہ جگہ پہ اپنی لایا
جو بیچ کے ملے تھے یار و یاور / ساتھ اُنکے رہا وہانپہ شب بھر

بھوپ گرڑھ

جب ہنس چلا وہانسے آگے / پہونچا نزدیک بھوپ گرڑھ کے
دریا سے وہان تھی موج آتی / تھے شاخ و شجر نہ جس سے باقی
سیلاب تو دم مین کوہ ہوتا / کچھ دیر مین پھر وہ سوکھ جاتا
جلتا تھا مثال آگ پانی / پر اُسنے نہ ایک بات مانی
جلتے تھے پڑے ہوے جو پتھر / چلنے لگا اُنپہ پیر رکھکر
تھا سوزش عشق سے جو جلتا / صدمہ نہ اُسے کوئی پہونچتا
ہمراہ چلے تمام ساتھی / آگے ملی ایک ایسی گھاٹی
تلوار کی طرح تھی بنی راہ / خندق نیچے تھا ایک بے تھاہ

بولی پری راہ پر خطر ہی ہلکے پھلکے کا یان گزر ہے
پیر ہنس نے آگے کو اٹھایا پیچھے ہوے یار سب روانا
رکھتا طاقت تھا جسطرح جو پہونچا اُسطرح پار وہ ہو
یون پار چلے وہ سب جلو ریز جون برق و ہوا خیال وشبدیز
اور جسکا قدم ذرا بھی چوکا وہ قعر بلا مین جاکے پہونچا

رتن گڑھ

جب ہنس گیا وہانسے بھی بڑھ پہونچا سر قلۂ رتن گڑھ
اک جاے نفیس اُسنے پائی سامان خوشی دیے دکھائی
گلزار تھا کوہسار بالکل گل کوئی جگہ کہین تھی بلبل
درویش وہان پہ ایک دیکھا ہنس اُسکے حضور جلد آیا
تسلیم کو اُسنے سر جھکایا درویش نے دیکھتے ہی پوچھا
رہتے ہو کہان چلے کدھر کو بولا وہ کہ چین کے سفر کو
بولا اُس سے فقیر پھر یون دشمن اپنے ہوے ہو تم کیون
آگے جو ملیگی تمکو منزل راہ اُسکی میان ہی سخت مشکل
پاتا نہین رہ خیال بھی وان انسان کا گذر محال ہی وان
اس راہ کا ہی وظیفہ مُوگو بیکار نہ جان اپنی کھو تو
جاتا بھی ہے کوئی دیکے گر جان وہ دیکھتے ہی جمال جانان

کر جاتا ہے آپ کو فراموش | رہتا مبہوت سا ہے خاموش
جب خود کو کمند مین نبدھاوے | تب کوئی یہان سے پار جاوے
چھوٹی جو کہین کمند لیکن | بچنا ہی جان غیر ممکن
رو کر وہ اسیر زلف جانان | بولا نہین میرے تن مین ہی جان
دنیا سے نہین مجھے سروکار | پانا ہے ضرور چین ناچار
ہون اُسکی کمند مین گرفتار | لیجائے جہان کو وہ ہی مختار
اب آپ کرم یہ مجھپہ فرمائین | پھندے مین کرین وہانکو پہونچائین
تیار جو ہر طرح سے پایا | درویش نے منش کو سنایا
سچی ہے جو دل مین تیرے الفت | ہوجائیگا پار بے مشقت
ہمت سے یہان پہ جیسے آئے | دریا سے ہو اگلے پار ویسے
تم شہر ممیر جاؤ یان سے | کشتی راجہ سے لو وہان کے
اُس راجہ کا نام ہے جہینت | آیا گر پیش وہ بہ شفقت
آسانی سے پھر لگوگے تم پار | اُس پار لیگا ملک دلدار
ہے بحرِ عشق سخت تہار | خوش بخت ہین اس سے جو ہوئے پار

ممیر

ہفتم بھی بہار جیب کیا طے | تب شہر ممیر آکے پہونچے
منظور تھا پار کو جو جانا | سیدھا ہوا گھاٹ کو روانا

معبد تھے بنے کنار دریا
اُنمین سے کسی مین ہنس ٹھہرا

ایسا ہوا اتفاق لیکن
دختر راجہ کی دوسرے دن

دریا پہ نہانے کو جو آئی
دیکھ ہنس کو اپنی جان گنوائی

تھی دیکھ کے ہوگئی جو شیدا
آئی اُسس پاس آپ تنہا

چاہا کہ گلے مین ہار ڈالے
حسرت دل کی ذرا نکالے

غصہ سے یہ بولا ہنس ناکام
کمبخت ہو دور مجھ سے کیا کام

یون رو کے لگی مگر وہ کہنے
کی جان خدا ہے تجھ پہ مین نے

سن بہر خدا یہ عرض میری
لونڈی بنکر رہونگی تیری

کرتی یون ہی کھڑی تھی باتین
آئین اتنے مین سب خواصین

چاہا کہ چلین مکان لیکر
وہ لوٹ گئی مگر زمین پر

ہمراہ تھین اُسکے جو کنیزین
گھبرائی ہوئی وہ شہر آئین

راجہ سے کہا کہ ایک درویش
رانی ہوئی دیکھکر ہی دلریش

شاید کہ کیا ہے سحر اُسنے
رنجیدہ ہوا یہ راجہ سنکے

کی فوج روانہ سوے دریا
درویش کو قتل تا کرے جا

جب ہنس پہ آئی فوج اعدا
بگڑے اُسکے بھی سارے رفقا

سمجھایا یہ ہنس نے کہ زنہار
اِس راہ مین کیجیو نہ پیکار

منظور جو اُسکو ہے بھلائی
ہونے کی نہین ذرا برائی

لڑکی کو کسی نے آ اُٹھایا | اک ہنس پہ لیکے تیغ آیا
کہنے لگا ہنس سر ہے حاضر | لو کاٹ اگر ہے بار خاطر
تلوار کا کر سکا نہ وہ وار | غصہ سے مگر کیا گرفتار
لے ہنس کو راجہ پاس آئے | مفتون ہوا دیکھا حُسن جسنے
راجہ نے کہا کہ قتل کردو | آگے نہ ہمارے اسکو لاؤ
بولے وزرا کہ رحم کیجے | بیچارے کی جان چھوڑ دیجے
راجہ لگا غیظ سے یہ کہنے | پہچانا اسے نہین ہے تمنے
درویش بنا ہے مکر کو یہ | جلتا پھرتا ہے بحر کو یہ
قزاق ہے یہ فقیر لاریب | یہ بھیس کیا ہے تا کرے عیب
لوگون نے جواب تب دیا یون | ماردا سے جان سے بھلا کیون
گر یہ نہ رہا تو کون جادو | لڑکی سے اُتاریگا بتاؤ
بہتر اس سے ہے کیجیے قید | کھلجائیگا آپ ہوگا جو بھید
پوچھا راجہ نے ای مسافر | بیشک تو بہت بڑا ہے ساحر
کیون سحر کیا ہے تو نے تبلا | سنتے ہی یہ رو کے ہنس بولا
لڑکی بد راہ ہے تمھاری | کیون مارتے جان ہو ہماری
اسمین ہی جو فائدہ ہو تیرا | موجود ہے کاٹ سر لے میرا
تاخیر ذرا نہ اسمین کیجے | کر ذبح رہائی غم سے دیجے

آیا رہِ ظلم پر جو راجا — بیچارے کو قید خانہ بھیجا
دھمکی اُسے قتل کی جو دیتا — مضبوطی دل سے ہنس کہتا
بے ڈر ہون مجھے نہین خطر ہی — حافظ مرا میرے سر پر ہی
باتین چاہے جو تم بنا لو — جس طرح بنے سبب مجھے ستا لو
پر بال نہ کر سکو گے بیکا — کچھ خوف نہین ہے مجھے کسی کا
مشہور ہوئی جو ہنس کی قید — لرزے سُنکر سب لوگ جون بید
درویش وہان تھے جتنے رہتے — دربار مین راجہ کے وہ آئے
راجہ نے کیا بہت مدارا — آنے کا سبب بھی اُنسے پوچھا
بولے یہ فقیر سُن تو راجا — کرتا ہی گدا پہ ظلم کیسا
دنیا مین نہین یہ رسم دیکھی — تکلیف گدا کو دے جو کوئی
اپنی جو بھلائی چاہتے ہو — درویش کی قید جلد کھولو
درویشون کی بد دعا سے ڈریے — للہ ذرا خدا سے ڈریے
درویش کی بد دعا بُری ہے — تقدیر تمھاری کیا پھری ہے
بچنے کے نہین ہو بد دعا سے — ڈرتے رہو اپنے تم خدا سے
راجہ نے کہا نہین گدا یہ — بیشک قزّاق ہے چھپا یہ
درویش کہین ہین ہوتے ساحر — حالت سے نہین تم اُسکی ماہر
ہے نفس پرست اور رہزن — پھرتا ہی گدا کے بھیس مین بن

جھنجھلا کے فقیر پھر یہ بولے | جا بیجا پر کہا نہین ہے تو نے
دنیا نہین اہل دل سے خالی | درویشون کے مرتبے ہین عالی
اُنکے نہین رمز کوئی پاتا | کسواسطے اُنکو ہے ستاتا
بیچارے فقیرون کو ستا کر | کیون لیگا عذاب اپنے سر پر
کرتا ہے خراب بات اپنی | کیا یاد نہین ہے لاتذر[له] کی
راجہ نے کہا کہ مین ہون حاکم | جب تک اورنگ پہ ہون قائم
جو چاہون کرون روا ہے مجکو | تکرار کا حق نہین ہے تمکو
پہچانتا ہون ولی و شیطان | بے عقل نہین بنا ہون سلطان
درویشی کا دل سے ہے تعلق | ظاہر سے عبث ہے یہ تعشق
فقرا نے دیا جواب پھر یون | افسوس نہین سمجھتا تو کیون
یکسان ہے جہان مین پانی ہوتا | ہر جا پہ اثر نیا ہے کرتا
سبزہ لاتا نہین ہے اوسر | رہتا کھاری ہے سب سمندر
گلزار مین ہے بہار ہوتی | ہوتے ہین صدف مین پیدا موتی
ہر ایک کو جاننا برابر | نقصان ہے عقل کا سراسر
راجہ بولا کہ مین ہون ماہر | باطن کیسا ہے کیسا ظاہر
جانے ہے غزال مشک کا حال | رنجیدہ ہی جانے دکھ کا جنجال
حاکم انصاف جانتا ہے | لشکر ہی مصاف جانتا ہے

[له] اشارہ ہے قول نوح رب لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا

پایا مین نے ہے اُسکو مکار — چھوڑونگا نہین یہ ہے گنہگار
غصہ سے فقیر پھر پکارے — ناحق درویش کو ہے مارے
دنیا مین رہیگا نام بدنام — عقبے مین نہو گا خیر انجام
مردان خدا کو چھیڑتا ہے — جڑ اپنی تو خود اُکھیڑتا ہے
یہ کہکے فقیر چلدیے سب — سوچا دل مین تپسدھو نے یون تب
اب فکر ہوئی ضرور مجکو — راجہ سے چھڑاؤن تاکہ اُسکو
تدبیر نے کی جو رہنمائی — معبد مین وہ ایک جلد آئی
راجہ جو پئے عبادت آیا — یون چھپ کے اُسے سخن سنایا
لڑکی تیری بڑی ہے مکار — بدذات ہے اور ہے ستمگار
بدنام فقیر کو کیا ہے — کمبخت نے آپ دل دیا ہے
نادان ہوئے مگر ہو تم یہی — جو بات ذرا نہ دل مین سوچی
سمجھے نہ کہ اسمین ہے کوئی بھید — بھولے ہوئے عورتون کے ہو کے قید
منظور جو اپنی تجکو ہو خیر — وہ چھوڑ فقیر کو نہ کر دیر
ہو جائیگا ورنہ ملک غارت — تجپر آویگی سخت آفت
ہشیار ذرا ہو عورتون سے — بچنا چاہیے جو آفتون سے
راجہ نے سُنا تو گھر کو آیا — اور ہنس کو قید سے نکالا
کی اُس سے بہت ہی عذر خواہی — دینے لگا ہنس تب تسلی

بولا کہ نہین تری خطا ہے | پیشانی مین دُکھ مری لکھا ہے
تسلیم مین سر ہی خم ہمارا | چاہے جو کچھ کرے پیارا
کشتی جو ملے تو پار جاؤن | محبوب کو اپنے تا کہ پاؤن
ہر دم ہے مجھے فکر ہی اُسی کی | از بہر خدا منگاؤ کشتی
راجہ نے کہا کہ اے خردور | دشوار گزار ہے سمندر
گر کوئی ہزار جان لائے | ایک اُنسے نہ پار لیکے جائے
کچھ عذر نہین ہے مجھے ہی لیکن | ہونا نہین پار اس سے ممکن
سُن ہنس ہنسا کہا کہ اے یار | چھوڑا ہے اسی لیے تو گھربار
ڈرتا نہین لاکھ گو ہو طوفان | دینا منظور مجکو ہے جان

عبور سمندر

کام آئی نہ جب کوئی نصیحت | تدبیر مین تب لگا مہینت
لڑکی کو رکھا محل مین لا کے | اور گھاٹ پہ کشتیان منگا کے
رخصت کو وہ ہنس کی خود آیا | مال و دولت بہت لٹایا
خیرات عجیب چیز ہے یار | بیڑا ہوتا اسی سے ہے پار
دارین مین نفع اس سے حاصل | اک دانہ نہین سبع ہین سنابل
ہے راز عجیب اسمین مستور | یُوَفُّوْنَ وَیُنْفِقُوْنَ سے مشہور
دے لیکے جو ہو چکی فراغت | راجہ سے تب ہنس کا ہوا رخصت

کشتی پہ چڑھا ہوا روانہ ۔ دریا مین روان ہوا سفینہ
چلتے تھے ہوا کے ایسے جھونکے ۔ لوگون کے حواس سب تھے اڑتے
لہرین پانی کی قعر دریا ۔ گھڑیال و نگر آپ چھلنے ہر جا
دیکھا تو ہوے حواس پران ۔ کچھوا ہوا اتنے مین نمایان
جانا لوگون نے ہے کنارا ۔ ملاح نے زور سے پکارا
واقف دریا سے تم نہین ہو ۔ کچھوا ہے زمین نہ اسکو سمجھو
ہے ناؤ پڑی تمھاری منجھدار ۔ یاد اسکی کرو لگائے جو پار
ملتی نیکی کی یان جزا ہے ۔ خاطی کو گناہ کی سزا ہے
اللہ ہی رحم ہم پہ فرمائے ۔ دریا سے بخیر پار ہم پہنچائے
کہنے لگا ہنس ناخدا سے ۔ غفار و کریم کبریا ہے
مین شکل گناہ ہون مجسم ۔ بخشش پہ ہے اعتماد ہر دم
بد نیک سے مین نہین ہون ماہر ۔ ہے یاد فقط مجھے خدا ہر
پھرنا نہین یان سے میرا ممکن ۔ رہتا نہین پار تک گئے بن
یا پار لگائیگا وہ مجھکو ۔ یا اسمین ڈوبائیگا وہ مجھکو
اتنے مین لہر جو ایک آئی ۔ طوفان کو اپنے ساتھ لائی
ملتیھے کشتی نے کھائے صدہا ۔ دل کانپ رہا تھا راکبون کا
اکبار ہوا جو زور اٹھی ۔ گرداب مین کشتی جاکے الٹی

ڈوبے مرے اُبھرے پار آئے | کرنی کے مزے سبھون نے پائے
دم بھر مین پلٹ گئی یہ کایا | ما من نہ کسی نے کوئی پایا
جو عزم دارادہ کے تھے سچے | طوفان سے وہ بچکے پار پہونچے
وحشی الفت کا بحر زخار | بے عزم صحیح کے نہ ہو پار

دیار دلدار

پہونچا ہے جو آکے ملک دلدار | اُچھلا پڑتا ہے خامہ ہر بار
ہے طوطی طبع یون چہکتا | جب بحر کے پار ہنس پہونچا
مسرور ہوا بہت وہ پاکر | ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا معطر
پوچھا یہ ہُد ہُد سے وجہ بتلا | کیون آج ہے شاد قلب میرا
بولی یہ ہُدہُد کہ اے شہنشاہ | اب ختم ہوئی حضور کی راہ
خالق نے کیا بخیر انجام | بن آپ کا سب گیا ہے اب کام
یہ شہر حبیب کی ہوا ہے | نزدیک بہت وہ آگیا ہی
اب آپ یہان پہ کیجے آرام | لونڈی جاتی ہے لیکے پیغام
شہزادی کو حال تا بتاؤن | سامان بھی اور ساتھ لاؤن
تب آپ خوشی سے جبین چلیے | محبوب سے اپنے چلکے ملیے
بولا یہ ہنس جلد جاؤ | اور لوٹ بھی دانسے جلد آؤ
منظور نہین کہین ٹھہرنا | ہے قہر مجھے تو دیر کرنا

بعد اسکے یہ چلی پری تو آگے — اور ہنس ہوا روانہ پیچھے
سنتا تھا بیان اپنا ہر جا — ہر شخص اُسی کا کرتا چرچا
پردیسی اسے جو دیکھتے تھے — سب لوگ یہ اُس سے پوچھتے تھے
کچھ ہنس کا حال بھی ہے معلوم — کس ملک مین رہتا ہے وہ مخدوم
کہتا مین فقیر ہون مسافر — حالت سے نہین کسی کی ماہر
جب سے کہ سبدھ ہو گئی تھی باہر — بیمار تھی بطرح جو آہر
ہر وقت جو فکر یار رہتی — بیچاری وہ اشکبار رہتی
تھی ہجر کی اُسپہ سخت مشکل — تڑپا کرتی وہ نیم بسمل
اتنے مین سبدھ پلٹ کے آئی — گلزار مین شکل طیر آئی
شہزادی سے جب ملی وہ آکر — روئی اُس سے بہت وہ مل کر
پوچھا کہ کہان رہین پیاری — سبدھ تمنے تو کچھ نہ لی ہماری
تن جل کے سبدھ مرا ہوا خاک — کیا جانے کہ زندہ کیون ہون غمناک
روتی تھی سبدھ بھی اور کہتی — شہزادی ہون مین تو تیری لونڈی
مان باپ کو اپنے مین نے چھوڑا — رشتہ تجھ سے مگر نہ توڑا
شہزادی کی مان بھی سنکے آئی — پھر بات سبدھ نے یون سنائی
نزدیک ہے ہنس آکے پہونچا — دوچند ہے درد تم سے اُسکا
شہزادۂ روم ہے وہ ذیجاہ — آئی تھی بہت سی فوج ہمراہ

لیکن وہ بنا فقیر ایسا
حق فقر کا چاہیے بجا جیسا
لایا نہ کسی کو ساتھ اپنے
تاہم سر دار دو یار آسکے
ہین پانچ ہزار سے زیادہ
جان دینے کا آئے کر ارادہ
ہے پار اتر چکا سمندر
ہین آئی خبر کو آگے بڑھکر
سامان یہان سے لیکے جادین
ہمراہ اسے اپنے لوگ لادین
سنتے ہی وہ نازنین یہ مژدہ
دوبارہ ہوئی خوشی سے زندہ
سلطان سے کہا کسی نے یہ جا
شہزادہ ہمارا آن پہونچا
بھیجو لشکر کو جلد جائے
اور تہنیس کو اپنے ساتھ لائے
سلطان نے دیا یہ حکم سب کو
تیار رہو جلد لینے جاؤ
پایا ایما تو سارا لشکر
سامان سے اپنے لیس ہوکر
نکلا چلا بہر پیشوائی
آگے دیا تہنیس انھین دکھائی
اترے سب لوگ بہر تعظیم
جھک جھک کے اداکی رسم تسلیم
کی عرض کہ ذلق یہ اتارو
شاہی سے لے کر لباس پہنو
حاضر ہی فیل اسپ چڑھیے
خوش خوش یہان سے مکانکو چلیے
بولا کہ فقیر و بے نوا ہون
لعنت مین گدا بنا ہوا ہون
خرقہ پہنایا ہے یہ جس نے
وہ خود ہی اتارے تب تو اترے
بولے وہ کہ ہر اسی نے بھیجا
ہمکو بلا حکم ہے اسی کا

جسو اسطے تم ہوئے تھے درویش | اسکی ہی طرف سے سب ہی یہ پیش
جب کام تمام بنگیا ہے | تب فقر مین کون فائدا ہے
ہین روتم کے آپ شاہزادے | شاہی عزت سے شہر چلیے
ورنہ یہ دیکھ آپ کا جوگ | طعنہ دیوینگے ہم کو سب لوگ
کہنے لگا ہنس کوئی مجھکو | ہنسنا چاہیے اگر تو کیا ہو
جب سے کہ لگا ہی عشق کا زخم | سب چھوڑ دیا لحاظ اور شرم
جسکا ہون گدا جب اسکو پاؤن | اور حال فراق کہہ سناؤن
شفقت سے وہ غم کو دور فرمائے | اور خود ہی لباس بھی اتروائے
کھانا پانی بھی آپ ہی دے | تب قلب مرا قرار پاوے
ہی ورنہ عزیز غیر ممکن | لے اسکو اتار کوئی اس بن
یہ کہکے روان ہوا وہ مضطر | پہونچا آ شہر چین کے اندر
تھے دیکھنے والے آپ شیدا | اندیشہ تھا سب کے دلمین پیدا
اس حسن پہ اور یہ تباہی | دی چھوڑ فقیر بن کے شاہی
ہے صاحب بخت پر جو آہر | گھر چھوڑ ہوا ہی یہ جو حاضر
ہمراہ ہزارون شہر والے | نظارہ حسن اسکا کرتے
آئے شاہی حرم سرا تک | سب بچے بوڑھے غنی گدا تک
سلطان نے اٹھ گلے لگایا | پاس اپنے بٹھا کے حال پوچھا

اسے بخت جگر تباہ مجھ سے
بولا وہ کہ اس سے پہلے اے شاہ
یہ صبح کو یان نور سے پایا
موجود نشانی کو ہے خاتم
پہچان لیا سبھون نے اسکو
سلطان لگا کرنے اسکی تعریف
جب ان سے تج کے یہان تو اپنی آیا
عاشق کو نہین خیال کوئی
مجکو نہین اعتبار تب تک
معلوم نہین کہ وہ کہان ہے
آیا ہون یہان فقیر بنکر
خواہان جمال ہون نہین ناکام
سمجھانے سے اسنے جب نہ مانا
بیگم سے جو حال سب بتایا
ہے کوکب بخت یار تیرا
بلوائی ہون مین تم اسکو سمجھاؤ
روئی سنتے ہی یہ جو آ بھر

پہلے بھی کبھی یہان تھے آئے
آیا تھا برات کے مین ہمراہ
دوبارہ خدا ہے اب کی لایا
شادان ہوا اُسکو دیکھ عالم
باقی نہ رہا شک ذرا نہ انکو
ہے ہنس تو اہل بہر توصیف
سنکر یہ کلام ہنس بولا
جز ہجر نہین ملال کوئی
دلدار کو دیکھ لون نہ جب تک
پھر تو نہ یہ غم کہین ستا دے
دیدار مگر نہین میسر
اکلیل و بخت سے نہین کام
سلطان محل مین اُٹھ کے آیا
شہزادی کو اُسنے جا سنایا
دولہا جو فقیر ہو کے آیا
درویشی کا بھیس اُسکا بدلاؤ
بولی افسوس میری خاطر

درویش بنا ہو تیر سلطان
آوے سر و چشم پر بٹھاؤن
اتنے مین مکان مین ہنس آیا
یک جا عاشق ہوئے جو دونو
دیکھا تمنے بتھایا کہ سن کر
معلوم ہوا ہو جیسے تمکو
بولا یون ہنس اے پیاری
کچھ یاد ہے اور کچھ ہون بھولا
وہ عقد کی شب وہ میہمانی
سب کر کے بیان کہا جواہر
جب باتین سنین یہ اُسنے ساری
باہم جو ہوئی نظارہ بازی
پھر بولی وہ نازنین کہ تم نے
بے دام کنیز اک خریدی
محنت کے عوض مین ودن ہماری
تکلیف بہت اُٹھائی تم نے
خرقہ یہ بدن سے اب اُتارو

مین جان کرونگی اُسپہ قربان
خدمت کرون اُسکی نازہ اُٹھاؤن
خلوت مین خواصون نے بٹھایا
پوچھا شہزادی نے کہ مجھکو
آئے ہو یہان فقیر بن کر
سچ سچ وہ بتاؤ جلد ہمکو
ہر طول بہت کتھا ہماری
موقع پاؤنگا تب کہونگا
دینا لینا بہم نشانی
لو دیکھو نشانی بھی ہے حاضر
چہرہ سے نقاب تب ہٹائی
حالت ہوئی اک عجیب طاری
یہ بھیس گدائی کا بنا کے
زوجہ کہ کے بنائی لونڈی
لائق نہین اسکے جان ہماری
نیچی آنکھین ہین میری تمسے
کہنا اتنا مرا تو مانو

اٹھ ہنس وہان سے باہر آیا · کر غسل لباس عمدہ پہنا
سب لوگ اُسے دیکھکے تھے فرحان · چھوٹے بڑے سبکے دل تھے شادان
شادی سلطان نے رچی پھر · گھر گھر مین وہی خوشی مچی پھر
اندر دولھن بنی جو آکر · دولھا بنا ہنس آ کے باہر
سامان جو روز عقد مین تھا · پھر سب وہ کیا گیا مہیّا
محفل سامان اور جلسے · بالکل سے تھے برات والے جیسے
خدام وہان وہی پھر آئے · سب لوگون کے ہاتھ بھی دھلائے
چھوٹے بڑے سب وزیر و دانا · بیٹھے کھانے براتی کھانا
کھانے سے ہوئی تھی جو جدائی · وہ ہنس کے دل مین پھر سمائی
سمجھا کہ جو ایک بار کھایا · اُسکا تو مزہ یہ مین نے پایا
اب کی کھانا نہ کھاؤنگا مین · لقمہ نہ کبھی اُٹھاؤنگا مین
اتنے مین یہ خادمون نے پوچھا · سلطان نہین کسلیے ہے کھاتا
فرماؤ خطا جو ہو ہماری · بولا نہین لاگ کچھ تمھاری
اُس ماہ نے جب سے ہے کھلایا · تب سے نہین مین نے کھانا کھایا
اور عہد کیا ہے مین نے جی سے · کھاؤنگا تو ہاتھ سے اسی کے
پہونچا جب یہ محل مین چرچا · تب ہنس کو قصر مین بلایا
باہر کوئی اک خواص آئی · لے ہنس کو ساتھ اندر آئی

شہزادی کے پاس لا بٹھایا — ہاتھ ایک کنیز نے دھلایا
اُس حور کو شرمگین جو پایا — کچھ سوچ کے جلد پردہ ڈالا
تھی نازنین وہ بہت لجاتی — مجبور رہی مگر کھلاتی
جب یار کے ہاتھون لُبھانا پایا — لقمہ تب ہنس نے اُٹھایا
منہ پھیر کے مسکرا کے اکبار — آہستہ سے بولی ماہ رخسار
مت کھائیو سیر ہو کے ای گل — سونے دونگی نہ آج بالکل
ایسا جب ہنس نے یہ پایا — رو کا کھانے سے ہاتھ اپنا
شہزادی نے پان پھر لگایا — اور ناز سے ہنس کو کھلایا

وصل

اک رات کا ہے سمان نظر مین — مشتاق بہت دل و جگر مین
مستی بھری رات وہ خوشی کی — وہ اُسکی ادایئن اور شوخی
تھی آمد شب کی وہ سیاہی — زلف مشکین تھی یا کسی کی
مہ چاندنی کو بکھار رہا تھا — تارون کا پرا جما ہوا تھا
ہلکی ہلکی ہوا تھی چلتی — تھی چھائی ہوئی کسی پہ مستی
کلیان رہ رہ کے مسکراتین — اور کھا کے شکست گل لجاتین
سے ہنس کو اک کنیز آئی — جس جا پہ مسہری تھی بچھائی
پوچھا یہ کنیز سے کہ وہ حور — آئی نہین مین رہو نگا رنجور

بولی وہ ذرا سا صبر کیجے — دل کو تسکین اپنے دیجیے
آتی ہے ابھی وہ ماہ پارا — ہی کھول کے کیجیو نظارا
جب پہنس ہوا مکان کو دیکھا — بالکل شب اولین سا پایا
نازک نازک تھی اک مسہری — رکھنے سے جو پیر کے لچکتی
پھولوں کا بچھا تھا اُسپہ بستر — بیٹھا خوش ہو کے ہنس تسپر
مشتاق یہ تھا کہ ہو نظارا — اُس بدر کو سب نے وان سنوارا
کنگھی چوٹی سے کر فراغت — پوشاک سے کی دو بالا زینت
عمدہ انمول اعلے زیور — اُس غیرت ماہ کو پنھا کر
انسان کو اسطرح بنایا — غیرت سے قمر نے داغ کھایا
تھا حسن عجیب بلا کا اُسکا — سکتہ جیسے دیکھکر کے ہوتا
بعد اسکے خدا سے التجا کی — عزت رکھنا الٰہی میری
پیدا ہوئی اُسکے سر میں یہ دھن — جا پہنچے شوہر نہ عقل اور گن
تھی بت سی کھڑی کہ یار آوے — خلوت میں یہاں سے لیکے جاوے
تزئین ہو لین نہ دیر کیجے — اب جلد اُدھر کی راہ لیجے
ننھا ایسا کسے ہے شوہر — جیسا پایا ہے تمنے دلبر
بولی کہ نہیں میں دیر کرتی — پر بولتے اُنسے ہوں نہیں ڈرتی
پھر چھنگلے پکڑ کے ہاتھ وہ جب — کیا دو گی جواب میں بھلا تب

سمجھایا اُنھون نے ڈرہو مت تک — ہوتا نہین وصل یار جب تک
اُٹھ جائیگا جب دوئی کا پردا — تب خوف و حجاب کچھ نہ ہوگا
بل کھاتی ہوئی وہ نازک اندام — کس ناز و ادا سے بہر آرام
محبوب کے پاس اپنے آئی — صورت اپنی اُسے دکھائی
دونون اندیشہ کر رہے تھے — پھر خواب نہو یہ ڈر رہے تھے
جب ہنس نے اُسکا ہاتھ پکڑا — شہزادی نے مسکرا کے پوچھا
صاحب تمھین رحم کچھ نہین ہے — مرنے کا کسی کے غم نہین ہے
کرتے ہو جفا نڈر رہو کتنے — دُکھ درد سے بے خبر ہو کتنے
شب کو تو مجھے گلے لگایا — چلنے لگے تو نہین جگایا
قاصد جب مین نے آپ بھیجا — سمجھا کے تب آپ کو وہ لایا
بے موت مری مین ہجر مین آہ — معلوم ہوئی حضور کی چاہ
بیچاری جو جان کو جلاوے — دل اپنا وہ آپ سے لگاوے
بولا وہ کیا تو ظلم تم نے — صدمے کتنے اُٹھائے ہمنے
تم قصر مین اپنے تھین مزے سے — ہم اپنی گذر گئے تھے جان سے
دن رات فراق و سوز رہتا — آنسو کے بجاے خون بہتا
اُسدن سے نہین طعام کھانا — اللہ نے پھر تمھین دکھایا
اور ننگ دمکان و جاہ ثروت — سب چھوڑ بنا فقیر صورت

دکھ درد اٹھائے مین نے جیسے — ایسے وہ کرون بیان کیسے
جب جان سے اپنی ہاتھ اٹھایا — تب چین مین مین نے بار پایا
کہنے لگی پھر وہ اک ادا سے — آئے جو فقیر آپ بن کے
دیکھی ہونگی بہت پریرو — امید نہین وفا کی مجھکو
اُس پار ہی تم یہان نہ ٹھہرے — اور اب تو ہو خوب کھائے کھیلے
درویش کا دل ہے مثل بلبل — جو سونگھتی پھرتی ہے ہر اک گل
درویش ہین جب کسی سے ملتے — الفت کا اسی کی دم ہین بھرتے
بلبل نہین ایک گل پہ رہتی — مسکن نہ گدا کا ایک بستی
ایسون کی بھلا ہو کیا محبت — ملتا جن سے ہے رنج و کلفت
بولا یون ہنس اے پریرو — بس بس نہ ستاؤ اب تو مجکو
تیرے لیے مین نے سبکو چھوڑا — جاہ و ثروت سے منھ کو موڑا
عاشق ہون فقط مین ایک تیرا — تم چھوٹ نہین کچھ خیال میرا
بلبل ہر گل سے رس ہے لیتی — پر جان ہے ایک ہی پہ دیتی
درویش جہان مین ہے پھرتا — دل سے مگر ایک کا ہے رہتا
مجھکو تو دھیان اک تھا تیرا — مقصود نہین کچھ اور میرا
الفت تری نقش کالحجر ہے — جسکو نہین موج سے خطر ہے
بولی کہ اٹھائی ہے جو فرقت — گھبراتی ہے اس سے بس طبیعت

ڈرتی ہون کہ پھر نہو جدائی — جس سے آفت تھی مجھپہ آئی
بہتر ہے کہ آج کھیلین شطرنج — بے جگتے رہین رات بھر بلا رنج
تمکو جو کہین مین مات کردون — جانے نہ دون اپنے پاس رکھون
قسمت سے جو بازی خود مین ہاری — لونڈی بے عذر ہون تمھاری
شطرنج یہ کہہ اُٹھا وہ لائی — بستر پہ بساط پھر بچھائی
چلتے تھے وہ سوچ سوچ چالین — ڈھونڈھین دونون نے اپنی گھاتین
یہ چاہے کہ اُسپہ مات ہوجاے — وہ چاہے کہ میری بات رہجاے
دلداری جو ہنس کو بھی منظور — دیتا تھا اپنے مہرے مجبور
تا دیر اسی طرح سے کھیلا — پر مات کسی پہ بھی نہ آیا
دونون مین پڑی جو تھی لڑائی — کی مہرون نے جنگ آزمائی
شہ کشت کی چوٹ چل رہی تھی — جان پر مہرون کی بن رہی تھی
تھا ہنس بہت بڑا جو شاطر — بازی باقی نہ تھی جو آخر
ہوتی اُسے نیم مات ہر بار — تھا ہنس کو جو خیال دلدار
کرتا نہ تھا مات گھات پاکر — دیتا تھا بچا اُسے ہٹا کر
کہتی شہزادی اسے پیارے — رہتی ہون نظارے مین تمھارے
چہرہ پہ مجھے تو ہو لبھاتے — بازی اپنی ہو تم بناتے
گزری اسطرح جب بہت رات — تب ہنس نے اُسکو کردیا مات

دیدار مین یار کی جو بھولی — جب رات ہوئی تو آنکھ کھولی
عاشق نے پری کا ہاتھ پکڑا — اسطرح سے مسکرا کے پوچھا
کیون منھ سے نہین ہو اپنے کہتین — بازی بتاؤ اب تو ہارین
بولی شرما کے نازنین یون — شرمندہ زیادہ کرتے ہو کیون
لونڈی ہون حضور مین تمھاری — پہلے ہی سے مین ہون بازی ہاری
خوش ہو کے لگے بہم گلے وہ — مدت کے چھٹے ہوئے ملے وہ
مستی پہ بہت طبیعت آئی — صورت یہ وصل نے دکھائی
پاتے ہی نسیم لطف غنچہ — اکبارگی ہو گیا شگفتہ
کہتی گھبرا کے شاہزادی — کرتے نہین رحم تم ذرا بھی
مقدار سے نوش جان کیجے — متوالے زیادہ تا نہ ہوجے
ہنس ہنس کے یہ ہنس اُس سے کہتا — شائق کو کہین ہے صبر رہتا
جب جام ملے تو سوچ کیسا — کیا جانیے ہونا کیا ہے فردا
چھکے بادۂ شوق سے جو مدہوش — دونون ہوئے وہ بخود فراموش
متوالی ہوئی وہ ماہ ایسی — بیہوش ہوئی ذرا نہ سنبھلی
گستاخیِ عاشقِ خوش انجام — برداشت نہ کر سکی گل اندام
زلفین ہوئین آپ کو پریشان — جاتی رہی سر پہ تھی جو افشان
سوسن سے ہوئے وہ اُسکے رخسار — چولی مسکی رہا نہ اک تار

سوتے رہے وہ دونون مخمور — ظاہر ہوئی اسمین صبح کافور
خلوت مین خواصین ساری آئین — شہزادی کو دیکھ مسکرائین
ساتھ اُنکے وہ ماہ باہر آئی — ہمعمرون کو دیکھکر لجائی
حمام گئی لباس بدلا — ہمجولیون نے یہ اُس سے پوچھا
اے نازنین ہم سے تم بتاؤ — گذری جو ہو رات کو سناؤ
نازک تو ہو برگ گل سی ایجان — کسطرح نکالے رات ارمان
شوہر سے گلے لگی ہتین کیسے — یہ بار اُٹھا سکی ہتین کیسے
شرما کے کہا کہ کیا بتاؤن — کسطرح وہ ذائقہ چکھاؤن
اُسنے مجھے ہاتھ جو لگایا — دل میرا مزے مین ایسا آیا
پیتے ہی پیالہ ہوگئی مدہوش — خود آپ کو کر گئی فراموش
عقدہ یہ کھلا ہو رات مجھپر — محبوب سے کچھ نہین ہے بہتر
پہلے تو بہت ہی مین تھی ڈرتی — ملنے پہ مگر ذرا نہ جھجکی
الفاظ کہان سے لیکے آؤن — جو وصل کا مین مزہ بتاؤن
سُننے سے نہین سمجھ مین آتا — چکھنے والا مزہ ہے پاتا
جب ہنس نکل کے باہر آیا — سلطان نے خوشی سے یہ سنایا
تو چین ملکی سلطنت پیارے — وارث گھر کے ہو تم ہمارے
یہ ہنس نے عرض کی کہ حضرت — قائم رہین آپ بر سر تخت

لڑکا ہون جناب کا مین نادان
کچھ دن تو ہنسی خوشی سے گزرین
اللہ رکھے آپ کو سلامت
اک روز بہار اور فضا تھی
عاشق سے کہا یہ اُسنے اپنے
ہمراہ خواصین مین چلون لے
پھولون کی ہو مار ہم سے تم سے
یہ کہکے وہ مہ چمن مین آئی
قتالہ تھی خود وہ حسن افزونہ
بانکی ترچھی رنگیلی تمکین
گلزار مین آئے مہر اور ماہ
ہونے لگی پھولون کی بہم مار
میدان رہا ہنسی کے مگر ہاتھ
کرنے لگا ہنس ہنس عیش و عشرت
سچ ہے اپنے کو جو مٹاوے
احباب تھے جتنے ساتھ آئے
رہنے لگے لوگ سب بآرام

دل مین ہے ابھی یہ میرے ارمان
بفکری سے کھائین اور کھیلین
ہم کرتے رہین حضور خدمت
شہزادی کو دل لگی جو سوجھی
گلزار کو چلے سیر کرنے
احباب بلائین آپ اپنے
دیکھین تو بھلا کہ کون جیتے
ہمراہ خواصین اپنی لائی
گلچہرہ کنیزین بھی جہانسوز
جنکی ہر اک ادا تھی شیرین
انجم کی طرح خواصین ہمراہ
تھا ناز و ادا کا گرم بازار
پکڑا اُس مہ کا دوڑ کر ہاتھ
حاصل تھا سرور قلب ہر وقت
وہ عیش خلوٰۃ و اجر پاوے
عقد اُنکے بھی چلتین مین کرائے
چلتا تھا سرور و لطف کا جام

لہ اشارہ بآیۂ کانت لہم جنات الفردوس نزلا خالدین فیہا الآیہ ۱۲

حاصل ہوئی سلطنت جو چین کی	صحبت ہوئی اور مہ جبین کی
اسطرح خوشی سے ہنس پھولا	روم اور بلخ سبھی کو بھولا

عیش و عشرت

مدت مین ہوا ہے خوش جو دلگیر	یون نغمہ سرا ہی کلک تحریر
پوری ہوئی دل کی جو تمنا	لایا بجا ہنس شکر مولا
پورے بیٹی کے دیکھ ارمان	شہزادی کی مان بہت تھی شادان
نذرین مانی تھین اُسنے جتنی	اخلاص سے کین وہ ساری پوری
اور مست تھی عیش مین جواہر	سامان نشاط رہتا حاضر
ہر وقت مناتی رنگ رلیان	حاصل رہتی تھی دید جانان
ہمراہ خواصین اُسکے رہتین	چہلین آپس مین ہوتی رہتین
ہر روز نیا سنگھار کرتی	بن ٹھن کے عجب نکھار کرتی
پوشاک نئی نئی بدلتی	ہر رت مین نرالا رنگ رنگتی
تیر مژگان جگر پہ لگتا	جوبن کا اُبھار قہر کرتا
کاتک و کنوار کے وہ ایام	وہ رت وہ سمان وہ یار خوش کام
وہ مینہ جوانی کی کسی کی	چولی وہ جگہ جگہ سے مسکی
ابر نیسان کا وہ برسنا	وہ گوجری بھیر دین کا گاتا
اٹکھیلیان کرتی مسکراتی	دن رات خوشی کے راگ گاتی

وہ اگہن دپوس کی بہارین	گانا کسی شوخ کا ملارین
راتون کو بسم وہ جنگ ہونا	اور صبح کو وہ کسی کا سونا
وہ آکے خواصون کا جگانا	ہاتھون کو پکڑ پکڑ ہلانا
اٹھنا وہ کسی کا ناز کرکے	وہ دیکھنا دیدے باز کرکے
ہمسن ٹھورگئی بہاس گائین	ہر دم اُسے چھیڑتین ستائین
ماگھ و پھاگن کے دن بسنتی	رنگین پر جوش رت وہ ہنستی
ہر سمت پڑے ہوئے ہنڈولے	چلنا وہ نسیم کے جھکولے
ہنستے نازک وہ پھول ہر سو	بھینی بھینی وہ اُنکی خوشبو
پوشاک وہ ہلکی ہلکی رنگین	سرسون پھولی ہوئی وہ انکھین
مستی سے کسی کا جھومنا وہ	رخسارے کسی کا چومنا وہ
موجود جو یار تھا بغل مین	جلسے رہتے عجب محل مین
چیت و بیساکھ کا زمانا	اس رت کا نیا مزہ دکھانا
وہ رات کو چاندنی نکلنا	چلنے مین کسی کا وہ مچلنا
ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا سحر کی	کرنا وہ چوریان نظر کی
رہنا وہ کسی کا یار کے ساتھ	رکھنا وہ کمر پہ ناز سے ہاتھ
تھا ہنس جو دلربا سے ہمدوش	دنیا عقبے تھی سب فراموش
جیٹھ اور اساڑھ کا وہ تپنا	اور جلتے دلون کا وہ تڑپنا

ساون بھادون
سسرال کی یاد

سورج کا کبھی وہ گرمی کرنا | پانی کا کبھی کبھی برسنا
آنا وہ عرق کسی جبین پر | مرنا عشاق کا حسین پہ
ملتی جو جواہر اپنے گل سے | ہوتی مخمور حب کی مل سے
ساون بھادون کی وہ گھٹائین | اور ٹھنڈھی ہوا کی وہ ادائین
جلسے لوگون کے وہ رنگیلے | ہونا ہر سو وہ میلے ٹھیلے
کالے کالے وہ بادل آنا | ساون کسی مہ جبین گانا
کپڑے رنگین وہ پہننا | زلفون کا کسی کی وہ مہکنا
سبزہ ہر سو وہ لہلہاتا | چڑیون کا چمن مین چہچہانا
اسباب طرب مدام رہتے | دونون کے خوشی سے دن گذرتے
رہتی مسرور و خوش جواہر | تھی فکر نہ کوئی بار خاطر
والد کا دیار و وصل دلدار | سامان نشاط و عیش تیار
ایسی وہ خوشی سے دلمین پھولی | سسرال کا بھی خیال بھولی
بیفکری ہوئی نہ ڈر یہ مانا | سسرال کو بھی پڑیگا جانا

الوداع

اسٹیج بیان پہ پھر مین آؤن | اک بار سٹینا تمھین دکھاؤن
ہے مد نظر جو انقلاب ایک | لکھتا ہون بڑے مزے کا خواب ایک
اک دن سوتا تھا ہنس زیجاہ | دیکھا یہ خواب اسنے ناگاہ

ہر روز ہم پڑا تمام ویران
مرد و عورت امیر و فقرا
گریان حیران تباہ سب ہین
بے حال ہوا ہے سارا لشکر
کرتی ہر جگر خراشش نالے
اک تیر لگا یہ دیکھ دلبر
اُسکو جو اُداس سب نے دیکھا
انور نے یہ عرض کی کہ ای شاہ
مان سے ہے تمھاری میرا اقرار
چلنے کو نہین ہین تمسے کہتا
اب ہم سے نہ اُٹھ سکیگی فرقت
کہنے لگا ہنس ہو کے مغموم
مین بھی نہ یہان کبھی رہونگا
یہ کہکے وہ قصر مین جو آیا
رنجیدہ ہو کیسا یہ سب تاؤ
بولا وہ کہ مین نے خواب دیکھا
رہتے رفقا بھی اب نہین یان
چھوٹے بڑے لوگ سب ہین حیران
سلطان و گدا رذیل و شرفا
کرتے ہوئے ہائے وآہ سب ہین
اندھی و مریض و پیر مادر
جینے کے پڑے ہوے ہین لالے
بیچارہ تڑپ اُٹھا سہمکر
اندیشہ سے دل ہر اک کا کھٹکا
کر پوری چکا امید اللہ
دکھلاؤنگا یعنے تیری دیدار
ہان عرض ضرور ہون یہ کرتا
لیجے ہمین روم جلد رخصت
تمکو نہین حال میرا معلوم
رخصت ہو کر مکان چلو نگا
شہزادی نے دیکھ حال پوچھا
میرا ہو قصور تو جتاؤ
مضطر مان کو ہے اپنی پایا
کل پرسون سدھارینگے ہم ایجان

حکم ہوئی تا زمین بسمل ‖ رونے لگین سب کنیزین بیدل
کہتی رو کر وہ حور افسوس ‖ عشرت پہ ہماری پڑگئی اوس
خاقان بھی اور اوسکی بیگم ‖ یہ سنکے ہوئے بہت ہی پرغم
بولے وہ ہنس سے پیارے ‖ گھر کے ہو چراغ تم ہمارے
کشتی کو ہماری پار کردو ‖ دو داغ فراق کا نہ ہمکو
فغفور سے ہنس نے کہا یون ‖ ہون آپ کا مین بہت ہی ممنون
درویش و ذلیل یان بھتا آیا ‖ تمنے رتبہ مرا بڑھایا
عزت دولت سبھی دیا ہے ‖ بندہ اپنا بنالیا ہے
لیکن مجبور ہون مین حضرت ‖ بچپن سے اٹھائی ہے مصیبت
قبضہ مین عدو نے سلطنت کی ‖ مادر مری لیکے مجکو بھاگی
پردیس مین چھوڑ اس حزین کو ‖ بنکر مین فقیر آیا چین کو
دیکھا اسے خواب مین ہی جب سے ‖ قابو مین نہین کلیجہ تب سے
فرمائین یہ آپ اب عنایت ‖ کیجے مجھے جلد یان سے رخصت
بولے یہ وزیر پیش سلطان ‖ بیکار حضور ہین پریشان
شہزادہ کا دل اچاٹ جب ہے ‖ کیا فائدہ روکنے مین تب ہی
ہوویگا ملول اور بیزار ‖ رہنے کا اگر نہین ہے زنہار
آخر دیا شاہ نے یہ فرمان ‖ رخصت کا ہوا اسکے جلد سامان

شہزادی کو پہونچی یہ خبر جب | دل مین گئی اپنے سوکھ وہ تب
سوچی جی مین وہ ہوکے مضطر | چھٹ جائینگے اب پدر و مادر
جی امڈا اور اشک خون بھر آئے | جاتی ہون مین دیس اب پرائے
یہ بھید تو آج مین نے جانا | فرقت ہی بیاہ کرکے پانا
تقدیر نے ہجر مین ہی ڈالا | سارے میکے کو ہے چھڑایا
چھوٹے مرے باپ مان و بھائی | رکھ کون سکے کہ ہون پرائی
افسوس ہوئی بھی کیون مین دختر | صدمہ جو ہوا یہ اپنے دل پر
کرتی وہ بہت بھی دل پہ گو جبر | آتا نہ کسیطرح مگر صبر
آئین ہمسرین جب کہ ملنے | رو کر یہ لگی وہ اُنسے کہنے
پیدا ہوئی جس طرح اکیلی | جاتی ہون اُسی طرح اکیلی
مان باپ کا کام ہے نرالا | خود ہاتھ پکڑ کے مجھے نکالا
شوہر نہ ہے نہ کوئی رکھتا | ہر ایک چلو چلو ہے کرتا
میکے کا ہوا یہ حال ظاہر | ہو جیسے سرا سے مین مسافر
جانا ہے ضرور مجھکو بہنو | بے عقل ہون بات کچھ بتاؤ
سمجھانے لگین سب اُسکو رو کر | جانا ہے ہر ایک کو مقرر
کیون روتی ہو اس طرح پیاری | تم جاتی ہو ہم ہین جانیوالی
مہمان میکے مین لڑکیان ہین | دو دن کی یہ صحبتین یہان ہین

ہوتا نہ فراق گر مقدر | پیدا اگر تا خدا نہ دختر
ہو عقل و ہنر مین تم تو یکتا | شوہر ہے عزیز تمکو رکھتا
جاتی شوہر کے ہو جو ہمراہ | خاطر کرنا تم حسب دلخواہ
خدمت کرنا خوشی سے دن رات | طاعت کے سوا نہ اور ہو بات
طاعت شوہر کی ہے جو کرتی | عورت خوشدل وہی ہو رہتی
مغرور ہو جو سرو سربسر ہے | آتا نہیں شاخ مین ثمر ہے
گردن جو انار نے جھکائی | یہ شکل و لطافت اُسنے پائی
میکے کا نہ اُسکو سوچ آوے | سسرال مین عیش جو کہ پاوے
رخصت کا زمانہ جبکہ آیا | رمالون کو شاہ نے بُلایا
یون حکم دیا کہ فال دیکھو | اچھا کوئی دن بتاؤ مجھکو
ہمنس آیا تھا بن کے یان بھکاری | سامان ہے اب کی ساتھ بھاری
کس راہ سے اُسکو ہم بھیجون | بتلاؤ جو تم وہ ٹھیک سمجھون
کہنے لگے وہ براہ دریا | داماد کو اکیلے بھیجیے روانا
کوئی نہ پہاڑ اُدھر پڑیگا | پار انکو بخیر حق کریگا
یہ کہکے قرعہ اُنھون نے ڈالا | اور غور سے زائچہ بنایا
سب خانون کی کرکے پھر رعایت | تاریخ و دن گھڑی و ساعت
رمالون نے شاہ سے بتایا | چلنا اُسدن قرار پایا

جب صبح روانگی کی آئی — کی ہنس نے چلنے کی تیاری
خود رخش پہ ہو سوار نکلا — دولھن کے لیے میسا نہ آیا
ہمجولیاں اسکی رو کے کہتین — شہزادی ہمین ہو چھوڑے جاتین
ماں باپ و عزیز رو رہے تھے — سب درد سے جان کھو رہے تھے
کہتے کہ تھا خوف ہمکو جسکا — دن آج غرض وہ پیش آیا
روتے تھے مگر نہ تھی یہ ہمت — دولھا کو جو روک لیوین اک وقت
سنسان ہوا وہ شہر سارا — دولھن لیے ہنس جب سدھارا
چالین نہ چلین رہا نہ گھر ہاتھ — گن اپنے چلے مکان سے ساتھ
کچھ دور تو لوگ ساتھ آئے — روئے چیخے بھی بلبلائے
آخر ہوئے سب کے سب وہ رخصت — پلٹے لیے دل پہ داغ فرقت
شہزادی یہ کہکے خوب روئی — جس زوج نہین ہے یار کوئی
کیا جو نہری کو گھر سے نسبت — مالک ہر دہی جو دیوے قسمت
سلطان نے دیا جہیز ایسا — آوے نہ قیاس مین بھی جیسا
ہمرہ تھین سہیلیاں بھی ساری — مال و زر و اسپ او رعماری
اس ٹھاٹھ سے گھاٹ پر وہ آیا — صدقہ دیا مال کو لٹایا
دیکھین تھے کھڑے یہ خضر آبجا — لالچ ہے اسے کہ یا دموٗلا
دریوزہ گروں نے آن گھیرا — بولے کہ دیلے ہو پار بیڑا

بے صدقہ نہین عبور ممکن	صدقہ کرو پڑھو لو مین احسن
صدقہ سے خدا کے ہووین افضال	گر یا دریجبا ہدون اموال
صدقہ دیا جسنے ہوگیا پار	ڈوبی نہین ناؤ اسکی منجدھار
کہنے لگا ہے نفس مال و دولت	دنیا کی حیات مین ہی زینت
جو خواہش دل ہو وہ کرے کام	ہو اس سے ہر ایک مشکل انجام
ہون خواجۂ خضر کا مین پیرو	لازم تقلید انکی مجھکو
چالیس سے پہلے ایک دو لگا	تب پار یہان سے مین چلونگا
کیا باک ہے مجکو دینے مین مال	جب نفع ملیگا عشر امثال
تقسیم زکوۃ کر دہ دانا	کشتی پہ چڑھا ہوا روانا
لوگون کو سفینون پر بٹھا کے	اک کشتی بڑی سی خود منگا کے
شہزادہ ہوا سوار اسپر	ہمراہ خواصین اور دلبر
لہرین لیتا تھا جب سمندر	کشتی ہوتی تلے اور اوپر
گھڑیال و مگر کو دیکھ اچھلتے	دل زہرہ جبینون کے دہلتے

پھر جدائی ہوئی

آ پہونچا ہی امتحان کا حال	لکھتا ہون بیان نقص اموال
ہین فکر مین لطفون کی دشمن	بیٹھے ہوئے تاک مین ہین رہزن
جب نفس ہوا روان وہان سے	آفت ہوئی نازل آسمان سے

اشارہ بآیہ الذین یجاہدون باموالہم الآیۃ

زینۃ الحیوۃ الدنیا الآیۃ

اشارہ بآیہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالہا

اشارہ بآیہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال ونقص الآیۃ

اشارہ بآیہ یریدون ان یطفئوا نور اللہ

چیلا کوئی بیر ناتھ کا تھا | آیا کرنے تھا سیر دریا
بھاگا ہوا سوے کوہ آیا | دینور سے حال کہہ سنایا
بولا یہ سسک کے رو گرو سے | بے موت کے مارا مجکو تونے
جسواسطے مین بنا بھکاری | خدمت و نرات کی تمھاری
وہ کام نہ تونے کچھ بنایا | منجدھار مین لاکے ہے ڈبویا
امید نہین کہ اُسکو دیکھون | لا زہر کہ کھاکے جان دیدون
حاصل نہوئی امید میری | صحبت مین رہونگا اب نہ تیری
پہلے کیا کسلیے تھا اقرار | بیڑا جو نہین لگا تا اب پار
بولا جوگی یہ تلخ کامی | محنت مین تری ابھی ہے خامی
ہو خام جو بات کیا ہی تدبیر | کیا کام بنا سکیگی اکسیر
چیلا اپنے کو جب جلادے | اکسیر گروسے تب تو پاوے
ہے جوگ مین تو ابھی تو کچا | جل جاے جو ہووے سوز سچا
محنت خود ہی نہین جو کرتے | الزام گرو پہ کیون ہو رکھتے
منظور مگر ہے تیری خاطر | دیتا ہون منگا تجھے جواہر
افسون کوئی پڑھا پھر اُسنے | حاضر ہوئے بیر آکے اُسکے
یہ حکم دیا کہ جلد حاضر | دریا سے یہان کرو جواہر
دریا مین جو بیر آکے پہونچے | ہنس ادہر جواہر ایک جا تھے

ہوتے نہ جدا اسے وہ کسی وقت — مجبور تھے اس سے بیر کمبخت
ہر وقت وہ ٹوہ تھے لگاتے — موقع لیکن نہین تھے پاتے
تاریکی تھی ایک رات چھائی — آفت گرمی نے تھی مچائی
دشوار ہوا تھا سانس لینا — جاری بدنون سے تھا پسینا
گھبرایا بہت تو ہنس اُٹھا — محبوبہ سے ہوا الگ وہ لیٹا
موقع جو بیر ڈھونڈھتے تھے — اُس جوڑ کو لے اُڑے وہان سے
و میور تھا جس جگہ پہ بیٹھا — اُس بت کا پلنگ وان اُتارا
رکھتے ہی پلنگ جگ پڑی وہ — دیکھا جو جنگل لرز گئی وہ
کشتی دخواصین یار ودریا — موجود وہان پہ کچھ نہ پایا
جوگی ہوئے دیکھ اُسکو بیہوش — سب سحر و فسون ہوا فراموش
روئی پیٹی وہ ماہ پارا — مٹی مین ملا سہاگ سارا
گر خاک پہ اک پچھاڑ کھائی — رو رو دینے لگی دوہائی
فریاد کو جب نہ کوئی پہونچا — اللہ کو اُسنے تب پکارا
ای حافظ جان و مال و عصمت — ظالم سے بچا تو میری عزت
صحرا مین پڑی ہون با دل زار — جز تیرے نہین ہے کوئی غمخوار
مجبور ہون مین ملول و مضطر — مالک میرے مری مدد کر
دشمن نہ پکڑ سکے مرا ہاتھ — اے میرے خدا تو رہ مرے ساتھ

بنا

شوہر سے مجھے تو یا ملادے — یا مار کے رنج سے چھڑا دے

کرتی تھی ادھر تو یہ مناجات — پہنچے اتنے مین جوگی بدذات

دیکھا اُسکا جو روے تابان — بھولے سب جوگ وجاپ شیطان

دنیور بھی اور جوگی سارے — گھیرے تھے اُسے کھڑے کنارے

کرنے پہ بدی جو آئے جوگی — اللہ نے مار غیب سے دی

عورت پہ جو نفس تج ہو شیدا — کرتا ہے خدا اسے بَتُر پیدا

یہ مکر کا پھل اُنھون نے پایا — اللہ کے قہر نے جلایا

بےجان ہوئے سب ایکدم سے — مردہ ہو کر گرے وہ دھم سے

سچ ہے کہ نہین بخیر انجام — پورا نہین جھوٹ کا کوئی کام

ہے مکر و دغا دیا سے مہلک — آیا ہے خبر مین کِذْب یہلک[1]

جلتے ہوئے وہ پہاڑ و پتھر — دیکھے تو کنپی وہ حور تھر تھر

گھومی دوڑی چلی پھری لنک — انسان نہ نظر پڑا کوئی ایک

کمھلا گئے ورق گل سے رخسار — کہتی تھی پکار کر یہ ہر بار

سسرال نہین ہے اور نہ میکا — رکھون اب آسرا مین کسکا

یا رب مین کہان یہ آپڑی ہون — لایا مجھے کون ہے یہان کیون

کیون ڈوبی اُکہی ناؤ منجدھار — پہونچایا مجھے نہ تونے کیون پار

مولا میرے کہان مین جاؤن — اپنا یہ دکھ کسے سناؤن

[1] اشارہ بجو حدیث الکذب یہلک ۱۲

قاصد کوئی نہین خدایا
لیجائیگا کون گھر سندیسا

مان باپ نے جسکے کر دیا ساتھ
چھٹ اُس سے پڑی مین غیر کے ہاتھ

روتی اسطرح تھی وہ مضطر
ہوتے جیسے دیکھ موم پتھر

تھا سوز بھرا جو گا بسد مین
اک آگ لگی ہوئی تھی بن مین

آتی جو ہوا تو سوز اُسکا
کر دیتا جلا کے اُسکو نوکا

آہونکے دھوئین کی تھی یہ تاثیر
بادل ہوئے مثل زلف شبگیر

باقی نہ درختون مین تھے پتے
دریا و پہاڑ سب تھے جلتے

آنکھونسے بہائے اتنے آنسو
چشمے جاری ہوئے تھے ہرسو

دریا و درخت و کوہ و طائر
سب رو دئے دیکھ اُسکو مضطر

یونہین وہ حسین غم کی ماری
کرتی سرکوہ آہ وزاری

ایسا ہوا اتفاق اکدن
آئین اُس جا پہ چند جوگن

گھبرائین کہ کون جوگی آیا
جنسے ہے لگائی آگ اسجا

اتنے مین نظر وہ بت جو آئی
جان دیکھنے والون نے گنوائی

کچھ دیر تلک وہ خود فراموش
تکتی رہین اُسکو ہوکے خاموش

نزدیک پھر اُسکے ایک نے آ
تو کون کہان سے آئین پوچھا

یہ سنکے زبان اُسنے کھولی
اشک خونین بہا کے بولی

کی مجھسے دغا ہے جوگیون نے
شوہر سے چھڑا یا ظالمون نے

ہون والی چین کی مین دختر — شہزادۂ روم میرا شوہر
معلوم نہین ہے مجھے کہ کیسے — کمبخت یہان اُٹھا کے لائے
جوگن غمگین ہوئی یہ سُنکے — بولی اسطرح سر کو دھن کے
جیسا کیا ظلم جوگیون نے — چکھا اُسکا مزہ اُنھون نے
عصمت رکھی تری خدا نے — ناپید کیا اُنھین جلا کے
معبد ہے اسی جگہ پہ میرا — اُٹھو یہان سے چلو تم اُس جا
آوے جبتک نہ تیرا شوہر — رہیئے بے فکر آپ وان پر
حاضر خدمت کو ہون تمھاری — لو بات یہ مان تم ہماری
سمجھا کے اُسے وہ ساتھ لائی — روتی ہوئی گلعذار آئی
جوگن کو ہوئی کچھ ایسی الفت — حاضر خدمت مین رہتی ہر وقت
مضطر رہتی جو شاہزادی — وہ بھی رو رو کے جان دیتی
الفت سے ہوئی جو اُسکی سرشار — اپنا گئی بھول سب وہ گھر بار
ہے آتش عشق وہ شرر بار — وحشی بچنا ہے جس سے دشوار

تلاش دلدار

پھر ہجر کا آیا جو بیاں ہے — یون خامہ مرا شررفشان ہے
جب ہنس اُٹھا دہان سحرگاہ — دیکھا تو نہین ہے پاس وہ ماہ
یہ گل دیکھا جو اُسنے پھولا — سب عیش و سرور و لطف بھولا

پھرتا کشتی مین اور روتا	رنج فرقت مین جان کھوتا
حیرت زدہ دیکھتا تھا ہر سو	ہر ایک سے پوچھتا تھا رو رو
کہتا کہ الٰہی کس سے پوچھون	کس سے کہون اور کہان کو جاؤن
اتنے مین جگی بندہ پری بھی	یہ حال سنا تو خوب روئی
روتی پھرتی تھین سب خواصین	بھرتین رو رو کے سرد آہین
کرتی کوئی چاک تھی گریبان	سر پیٹتی تھی کوئی پریشان
پائی یہ خبر تو سارے رفقا	حاضر ہوئے پاس ہنس کے آ
دیکھا کہ ہوئی ہین آنکھین پر خون	کرتا رو رو بیان ہے یون
اپنا دلبر کہان مین ڈھونڈھون	گر کر دریا مین جان دیدون
افسوس ہے کیا کرون مین لوگو	دو زہر کہ کھا مرون مین لوگو
سمجھانے لگے تمام ساتھی	کس واسطے آپ دیتے ہین جی
سب ڈوبین جو ڈوبے سے پاوین	کچھ سوچ ذرا نہ دل مین لاوین
بولی یہ بندہ ہو کے ہو نادان	بیفایدہ اپنی دیتے ہو جان
اب میری سمجھ مین آئی یہ بات	آیا تھا برات لے جو بد ذات
بعد اُسکے لیا ہے جوگ اُسنے	ہمکو یہ دیا ہے روگ اُسنے
بیشک اُسنے ہی کی دغا ہے	شہزادی کو وہ ہی لے گیا ہے
لازم ہے کہ بھیس پھر بدلیے	اُس گل کی تلاش مین نکلیے

کوشش تا حد مین کرونگی — اس کام مین اپنی جان دونگی

سب لوگ بنین فقیر جائین — اسکا ہر جا پتہ لگائین

اور آپ بھی اب فقیر بنجائین — دلدار کو خود تلاشش فرمائین

دن بھر تو مین ڈھونڈھتی رہونگی — اور شام کو آپ سے ملونگی

لیکن جہان آپ جائیے گا — اپنے کو بہت چھپائیے گا

ہرگز نہ کسی سے بھید کہنا — ہشیار ہر اک طرح سے رہنا

دشمن پہ جو کھلگیا کہین راز — لینے سے نہ جان رہینگے وہ باز

بولا وہ فقیر مین بنونگا — مارے جو کوئی تو جان دونگا

ڈھونڈھونگا مگر ضرور اسکو — پہونچے آسیب چاہے مجھکو

یہ کہکے بنا فقیر وہ شاہ — اور لیکے چلا جسدھو کو ہمراہ

کشتی لائی گئی کنارے — شہزادہ وساتھی اُسکے اُترے

احباب ہوئے فقیر سارے — ایک ایک طرف کو سب سدھارے

اُس ایک کے ڈھونڈھنے کو اتنے — نکلے کھو کر حواس اپنے

اک چیز کے ہین ہزار دن مفتون — تفسیرین بہت ہین ایک مضمون

بہتیری گئین کتابین لکھی — ہے ایک ہی صرف کنز مخفی[۱]

طالب لاکھون ہین پیر اکیلا — مجنون صدہا ہین ایک لیلا

درویش کی طرح سیر کرتا — اک شہر مین تنہا جاکے نکلا

[۱] اشارہ بحدیث قدسی کنت کنزا مخفیا فاحببت ان اعرف

طنبورہ وہ مست تھا بجاتا
مرشد کی صفت مین راگ گاتا

مرشد کا ہر ایک سمت ہے نور
مرشد سے جہان سب ہے معمور

غافل کو وہ سوتے سے جگاوے
فردوس برین راہی دلاوے

الفت وہ بھرے دل و جگر مین
موجود رہے سفر حضر مین

ازبس ہین دقیق اُسکے اسرار
ہے جنکے بیان مین نطق ناچار

دیکھ اسکا جمال و روے تابان
ہوجاتے تھے اہل شہر حیران

وہ حسن وہ رخ وہ خوشخرامی
سب دیکھ کے کرتے تھے غلامی

جو نازنین دیکھتی تھی اکبار
ہوجاتی وہ مست و محو دیدار

مہ پارہ حسین و گلعذارین
کرتی تھین نثار اپنی جانین

گھر چھوڑ ہوئین ہزارون ہمراہ
کرتا نہ نظر کسی پہ وہ شاہ

خاطر کرکے وہ پوچھتین یون
درویش ہوے بھلا ہو تم کیون

روتا سنکر یہ تہنس تقدیر
رہ جاتا تھا کہکے ہاے تقدیر

چرچا ہر ایک تھا یہ کرتا
بیشک ہے کسی حسین پہ مرتا

محبوب ضرور کھو گیا ہے
غم مین یہ اُسی کے باؤلا ہے

خاک تہنس نے گو بہت اُڑائی
محبوبہ مگر کہین نہ پائی

دلدار کا جب پتہ نہ پایا
دروازے پہ شاہ کے تب آیا

بھیکھ ایک کنیز لے کے آئی
دیکھ اُسکو ہوئی مگر فدائی

بولی کہ ذرا جو ٹھہرو حضرت ۔ دون لاکے بہت سی تمکو دولت
گو اُسنے کیا بہت بہانا ۔ پر ایک بھی ہنس نے نہ مانا
گھبرایا کچھ ایسا اس بیان سے ۔ ٹھہرا نہ وہ چل دیا وہان سے
پلٹی وہ کنیز ہو کے مضطر ۔ آئی جس جا تھی شہ کی دختر
دیکھ اُسکو یہ بولی شاہزادی ۔ کیا بھیک نہین فقیر کو دی
یا اُسنے کیا مذاق تجھسے ۔ جو کچھ ہو بتا وہ حال مجھسے
یا اُسنے کیا ہی تجھپہ جادو ۔ دیوانی جو ہو رہی ہی یون تو
کہہ حال کہ باپ سے بتاؤن ۔ درویش کو بھی مزہ چکھاؤن
کی عرض کہ سُنیے ماہ پارا ۔ درویش نے کچھ نہین ستایا
صورت نے غضب یہ اُسکی ڈھایا ۔ اُس حسن نے باؤلا بنایا
مجبور و کنیز ہون تمھاری ۔ ساتھ اُسکے نہین ضرور جانی
سنتے ہی گدا کا حسن و صورت ۔ بولی وہ کنیز سے بمنت
اللہ ذرا اُسے مجھے دکھادے ۔ ہان اور کوئی نہ جان پاوے
بیچین بہت ہون بہر دیدار ۔ بن دیکھے مین ہو رہی ہون بیمار
کہنے لگی یون کنیز اے ماہ ۔ دشوار بہت ہے عشق کی راہ
آجاتی ہے دل مین جب محبت ۔ کھو دیتی ہے جان بلاے فرقت
شرم اور حیا نہین ہے رہتی ۔ یعمی[لہ] و یصم یہی ہے کرتی

لہ اشارہ بحدیث حبک الشئ یعمی و یصم ۱۲

اک تخت پہ رہ سکیں نہ دو ماہ
اک دل سے نہ دو کی ہو سکے چاہ

جب تک ہے دوئی نہیں ہے کامل
قلبین[1] نہیں کسی کو حاصل

ہے عشق جہاں نہیں وہاں عقل
گر عقل ہوئی تو جب سے ہے فصل

عاشق کو نہیں ہے جان کی فکر
ہے لوبھ تو عشق کا ہے کیا ذکر

جس دل میں لگی ہے عشق کی شاخ
طے کرتا ہے آسمان کے وہ کاخ

پاسکیے گھر میں عیش و عشرت
یا یار کو لو یہ چھوڑو علت

چھپتا نہیں عشق ہے چھپائے
بچتی نہیں جان بغیر جائے

بیتاب یہ بولی تم دکھا دو
بدنامی کا وسوسہ نکالو

کوٹھے پہ اسے کنیز لائی
صورت وہ چاند سی دکھائی

دیکھا کہ جھکائے سر ہے جاتا
نظریں اوپر نہیں اٹھاتا

جلد اپنے گلے کا ہار پھینکا
اسوقت گدا نے پھر کے دیکھا

چہرہ دیکھا تو شاہزادی
اک آہ جگر سے کھینچ. بولی

صاحب یہ ہار آپ لیجے
بولا وہ کہ بس معاف کیجے

اللہ کی ہمنے لی فقیری
کیا لیکے کرینگے چیز تیری

یہ کام نہیں فقیر کا ہے
جو چیز گری پڑی اٹھاوے

لذت جو حسین نے حب کی پائی
اتری کوٹھے سے باہر آئی

دامن کو پکڑ کے بولی حضرت
دی آپ نے مجکو کیسی زحمت

[1] اشارہ بآیہ ما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ الآیہ ۱۲

کیا سحر کیا ہے میرے اوپر
دیوانہ کیا ہے تمنے مجھکو
کہنے لگا ہنس باؤلی ہے
بہتیرے سٹے ہین اس ہوس مین
جسوقت سے مین ہوا ہون پیدا
گھر بار چھٹا ہوا برو گی
مشہور جو راجہ ہے مہیت
تقدیر سے اپنی ہو مین مجبور
رہتا ہے حبیب میرا حیران
کر دل سے خیال دور اسکا
مضبوط پکڑ کے اور بگڑ کر
اب جان سے مین نے ہاتھ دھویا
گر باپ سُنے تو مار ڈالے
ہمسن جو سنین تجھے لگا کر
اب چھوڑ تجھے کہان مین جاؤن
معلوم ہے جو ہے ہونے والا
ماتم ہنین اس جہان مین میرا

کچھ جانا کہ کسکی ہون مین دختر
جانے دونگی نہ مین بھی تمکو
کسواسطے میرے سر ہوئی ہے
آنے کا نہین مین تیرے بس مین
آرام کبھی ہنین ہے دیکھا
احباب تلک ہوئے ہین جوگی
حاصل اسکو ہوئی ہے خفت
شاہی پا کر بنا ہون رنجور
دینے پہ لگی ہے اپنی کیون جان
بس چھوڑ دے مجھ گدا کا پیچھا
کہنے لگی یون وہ زار و مضطر
گھر سے نکلی لحاظ کھویا
مان جانے تو زہر ہی کھلا دے
گالی دیجا مین میرے منھ پر
مین بھی یہی بھیس اب بناؤن
بر عشق نے تیرے مار ڈالا
چھوڑونگی نہ اب مین ہاتھ تیرا

بیچارہ کھڑا تھا ہنس مضطر دامن پکڑے وہ ماہ پیکر
اصرار یہ کر رہا تھا جیون جیون مچلی جاتی وہ اور تیون تیون
اتنے مین وہان خواصین آئین مشکل سے اُسے محل مین لائین
لاکر جو مکان مین بٹھایا بے حال اُسے بہت ہی پایا
چڑھتا جاتا تھا عشق کا زہر تھا دل پہ فراق سے عجب قہر
پایاب سمجھ کے پیر رکھا قہار مگر وہ بحر پایا
شیرینی سمجھ چکھا تھا جسکو پایا آخر مین زہر اُسکو
سلطان نے سنا تو اندر آیا احوال کنیزون نے سنایا
سن اُسنے دیا یہ حکم کہ جاؤ درویش کو بس ابھی پکڑ لاؤ
فوراً ہی گئے جو لوگ دو چار بیچارے کو کر لیا گرفتار
حاضر کیا لاکے آگے شہ کے دیکھ اُسکو بہم یہ لوگ بولے
دیکھا اُسکو کہین پہ ہے اور کچھ اسکا نہین گداؤن کا طور
سلطان نے بھی دلمین اپنے سوچا ہوگی نہین یہ ہے شاہزادا
بہتر نہین یہ کہ جان ماردن ہے کون یہی نہ پہلے پوچھون
یہ سوچ کے اسطرح سے پوچھا کس جا سے یہان پہ کیون ہے آیا
جب بھیکھ ہی تم نہین ہو لیتے پھر گھومتے کیون ہو پھیری دیتے
صورت تو فقیر سے ہے بنائی کرتے پردہ مین ہو برائی

جو راز ہوا اسمین وہ بتاؤ | حال اپنا صحیح تم سناؤ
سلطان سے وہ بولا صاحب تاج | دولت کے نہین فقیر محتاج
ہین وہ تو کسی کے طالب دید | دیدار سے ہوتی ہے اُنھین عید
دنیا ہے مقام دیدہ بازی | کچھ اسمین نہین ہے حیلہ سازی
ہے سب کو اک آرزوے دیدار | سب لوگ اِسی کے ہین طلبگار
مرشد کی اسی لیے ہے خدمت | مرغوب اسی لیے ہے خلوت
عُبّاد کو ہے یہی تمنا | تیرتھ جو ہین اسی کا ہے اشارا
سیرین قدرت کی ہین وہ کرتے | کچھ پاس گدا نہین ہین آتے
دولت سے رکھے فقیر گر کام | دارین مین وہ رہیگا بدنام
ہوتی ہے تلاش جبکی اُنکو | پھرتے ہین طلب مین اُسکی ہر سو
سلطان نے کہا فقیر وہ کیا | جو شہر مین ہے قیام رکھتا
جو دل مین طمع ہین اپنے رکھتے | دردر پھرتے وہی ہین رہتے
اور طالب دید جو ہین ہوتے | اوقات نہین وہ اپنی کھوتے
دلدل دنیا کا ہے یہ ایسا | پھنس جاتے ہین جسمین سب کوئی آ
دوشیزہ حسین کا کر نظارا | رہتا نہین صبر کا ہے یارا
اولاد و مال کی تمنا | دیتی ہے بھلا فقیری کرنا
تسبیح و خرقہ اور دستار | کرنا پڑتا ہے ترک ناچار

ناصح جو شفیق یان بھا آیا | لا تُلہیہم اُسنے ہے سنایا
طالب نہین چار دن اور پھرتے | ہر وقت دھیان مین ہین رہتے
کر لیتے ہین ایک جا قناعت | وحدت مین سمجھتے ہین سلامت
بولا وہ نہین ہے تونے سمجھا | پایا نہین حال کچھ بھی اسکا
دو آنکھون سے دیکھتا ہی دینا | وہ ایک کہان ہے دیکھ پایا
موجود نہین بھلا کہان ہے | ڈھونڈھون دلمین وہ کیا نہان ہے
خلوت ہی بدن فقیر ہی دل | دل یا دین تن شریک محفل
دیکھا نہین تینے کچھ کرشمہ | ہر ایک مین ہے اُسی کا جلوا
حسن اور ادا مین ہی وہی نور | ذرّہ ذرّہ ہے اُس سے معمور
موجود ہے ہر طرف وہ دلدار | آنکھین ہین برائے دید درکار
غصہ سے لگا یہ کہنے پھر شاہ | معلوم ہوا کہ تم ہو گمراہ
اسرار کسی سے سن ہین پائے | ملتا نہین بھید بے بتائے
مرشد کا کرم ہو وے جبتک | کھلنے کا نہین ہے راز تبتک
تونے مجکو بہت ستایا | اب شہر سے جام سے خدارا
سنتے ہی یہ ہنس اُٹھا وہ لنسے | روتا ہوا چل دیا وہان سے

بچھڑون کی ملاقات

عرصہ سے جو یار دو جدا ہین | یون بھرتا قلم ہے سرد آہین

ہر شہر تبہر ہو بھی ڈھونڈھ آئی / پر چھانون کہین نہ اُسکی پائی

نومیدی سے حوصلہ تھا قاصر / ملتی نہ اُسے کہین جو آ ہر

دل مین سوچا یہ اُسنے اپنے / جوگی کے پہاڑ پر بھی چلیے

روتی صحرا مین تھی جو آ ہر / کہتی کہ الٰہی کیا ہے یہ سیر

شوہر کو نہ میری یاد آئی / اور چاہ بیکر ہونے بھی بھلائی

کس طور سے اُسکا حال پوچھون / قاصد کسکو بنا کے بھیجون

لوٹا کرتی تھی خاک پہ وہ / رویا کرتی تھی آہ کر وہ

آنکھونسے تھی جو ے خون جاری / مضطر طائر تھے سنکے زاری

کہتے کہ کہان کو بھاگ جائین / آہون سے جو اسکی امن پائین

بیٹھے طائر کچھ اُسکے پاس آ / کیا رنج ہے تجکو اُس سے پوچھا

نیتی نہین چین ہے جو دن رات / مشکل ہے پیش کونسی بات

یہ ردکے دیا جواب اُسنے / سامع کو کیا کہا اب جینے

دریا مین تھی اپنے یار کے ساتھ / دشمن کے مین پڑ گئی مگر ہاتھ

شوہر سے مرے مجھے چھڑایا / لائے ہین یہان دغا سے اعدا

مرتی ہون مین ہجر کی ستائی / کچھ یار کی بھی خبر نپائی

معلوم نہین کہ ہے کہان وہ / ہے کون جو جائے ہر جہان وہ

سمجھایا یہ سن اُنھون نے اُسکو / اُڑ آپ چلے وہ جستجو کو

دریا و پہاڑ و شہر و جنگل
سب ڈھونڈھتے پھرتے تھے وہ بیکل

ہر سمت اسی کا راگ گاتے
ہر ایک جگہ پتہ لگاتے

بے تھاہ جو عشق کا ہے دریا
بیچارون نے کچھ پتہ نہ پایا

اتنے مین کوئی فقیر آیا
سجادہ جبل پہ آ بچھایا

کھینچے تھا جگر سے اپنے نالے
رہتے نہین ہوش تھے سنبھالے

بیٹھا اتنے مین ایک طائر
نزدیک فقیر آ شجر پر

اس درد سے کچھ وہ طیر رویا
درویش نے سر اُٹھا کے پوچھا

ہے درد تجھے لگا ہے یا تیر
کیون کرتا ہے نالہ ہاے شبگیر

بولا وہ جو یان سے آگے جاؤ
تپتا ہوا سب پہاڑ پاؤ

عورت ہے یہان پہ ایک آئی
یہ آگ اُسی نے ہے لگائی

کمسن و حسین وہ صنم ہے
لیکن دل پر غم و الم ہے

روتی ہے وہ ہاے واے کر کے
کرتا ٹکڑے ہے جو جگر کے

یون رو کے فقیر اُس سے بولا
اے مرغ یہ راز تو نے کھولا

عاشق ہون مین اُس پری کے اوپر
دلدادہ وہ مہ جبین ہے مجھپر

فرقت مین ہون اُسکی جان سے تنگ
سب کھیل مرا گیا ہے ہو بھنگ

طائر بولا کہ غم نہ کیجے
ہے کوہ پہ اُس سے جاکے ملیے

ہمراہ سید ہو بھی ہنس کے تھی
چوٹی پہ یہ سن کے آ وہ پہونچی

خالی جو پلنگ آ کے دیکھا
گر خاک پہ شور و غل مچایا

آواز پری کی سن جو آہر
حجرہ سے نکل کے آئی باہر

جی چھوڑ پری سے مل کے روئی
ردر و دونون نے جان کھوئی

بولی یہ جو آہر اسے پیاری
تقدیر بگڑ گئی ہماری

گھر بار و مکان و عیش چھوٹا
قزاقون نے مجکو آہ لوٹا

ردمکے یہ کہا پری نے اسے حور
تقدیر سے اپنی ہون مین مجبور

مان باپ نے کس خوشی سے پالا
تقدیر نے تیرے پاس ڈالا

غم دیکھ کے ہون بھارا جلتی
اس رنج سے رات دن ہون کڑھتی

پوچھا اُس بت نے پھر پری سے
کچھ ہنس کی بھی ملی خبر ہے

کیسا ہی کہان ہے خیر سے ہے
بتلاؤ ملونگی اُس سے کیسے

بولی یہ پری کہ شاہزادہ
جان دینے کا کرتا تھا ارادہ

سمجھا کے فقیر پھر بنایا
ہے ڈھونڈھتا سوے کوہ آیا

نزدیک بہت وہ آگیا ہے
پہونچا کوئی دم مین چاہتا ہے

حالت اپنی ذرا سنبھالو
کپڑے پہنو سنگار کر لو

شہزادی سنبھلنے بھی نہ پائی
اتنے مین وہ گل دیا دکھائی

شرمائی بہت وہ ماہ رخسار
سمجھی کہ کہیگا دل مین کیا یار

معشوقہ کو دیکھ ہنس دوڑا
کس جوش سے اُسکا ہاتھ پکڑا

شرمندہ ہو کیون یہ پوچھا اُس سے
یہ سنکے لگی وہ ماہ رونے

بولی کہ پیار سے کیا بتاؤن
کس طرح سے منہ تمھین دکھاؤن

ٹیکا یہ کلنک کا لگا ہے
تقدیر نے داغ یہ دیا ہے

دشمن نے تو گھات تھی لگائی
اللہ نے آبرو بچائی

اُسنے نہیں پاس کوئی پایا
ظالم نے نہین ہے قابو پایا

اللہ نے کی مری حفاظت
محفوظ ہے آپ کی امانت

کچھ اور خیال تم نہ کرنا
ہے ورنہ قبول مجھکو مرنا

عاشق نے کہا کہ ای پیاری
ہے عقل گئی کدھر تمھاری

ایسا نہ خیال دل مین لاؤ
بیہودہ یہ وہم ہے بھلاؤ

مدت کے بچھڑے ملے وہ دونون
خوش ہو کے لگے گلے وہ دونون

چلنے کا مکان کیا ارادہ
ٹھانا کہ چلین گے پاپیادہ

نازک معشوقہ کو جو دیکھا
اس طرح پری سے ہنس بولا

اب دیر کرو نہ جلد جاؤ
احباب کو میرے ڈھونڈ لاؤ

یہ سنکے سمند ہو گئی روانا
اور کوہ پہ ایک جوگی آیا

چیلا وہ بیر ناتھ کا تھا
حال اُسنے پہاڑ کا جو دیکھا

بھاگا ہوا سوے شہر آیا
اور چار طرف یہ غل مچایا

آئے ہین فقیر دو کہین سے
جوگی جتنے پہاڑ پر تھے

اُن سب کو انھون نے مار ڈالا
دینور کو خاک مین ملایا

دینور کی مان نے جب سنا حال
غم سے ہوا اُسکا قلب پامال

بولی کہ مین جان اپنی دونگی
فرزند کی قبر پر مرونگی

یہ کہکے چلی وہ جانب کوہ
بھولا کو ہوا یہ سُن کے اندوہ

ہمراہ تمام لیکے لشکر
نکلا گھر سے وہ ہو کے مضطر

جب قلۂ کوہ پر وہ آیا
دینور کا لاشہ سوکھا پایا

دیکھ ہنس کو غصہ مین سب آئے
ہتھیار قتال پر اُٹھائے

بھولا نے کچھ اپنے دلمین سوچا
یون ہنس سے اُس نے حال پوچھا

کسواسطے جوگیون کو مارا
بیچارون کو کس لیے ستایا

صدمہ اسکا بہت ہے مجکو
لاریب کرونگا قتل تجھکو

بولا وہ کہ ہون فقیر اے شاہ
جینے کی نہین مجھے ہے کچھ چاہ

مین آپ ہون اپنی جان سے بیزار
کیون ظلم کریگا تو ستمگار

ہمین نہین کچھ مری خطا ہے
مین پاک ہون مجکو خوف کیا ہے

چاہی جو بدی تھی جوگیون نے
پائی اُسکی سزا انھون نے

آیا اس کوہ پر ہون جب سے
دیکھا یون ہی ہے انکو تب سے

دیکھی جو جواہر اُس جگہ پر
دینور کی مان نے پوچھا رو کر

مجکو اس جا پہ کون لایا
فرزند کو میرے کس نے مارا

درویش بھلا ہے کون تیرا   گھر تو نے کیا تباہ میرا
درویش سے کہ ہمارے جادو   لڑکا لیجائے میرا مجکو
سے تجکو مکان پہ لیجاؤنگی   خدمت دل سے تری کرونگی
بولی وہ نہیں ہے کوئی ایسا   لے جان کو کر سکے جو زندا
سسری اسمیں خطا نہیں ہے   شوہر ہے مرا گدا نہیں ہے
جاتی میکے سے تھی میں سسرال   لڑکے نے ترے کیا مگر چھل
جادو سے مجھے یہان پہ لایا   لین عصمت کو میری چاہا
اللہ نے مار غیب سے دی   کمبخت نے اپنی جان کھوئی
یہ سن کے وہ آئی نزد بھولا   معلوم جو تھا وہ راز کھولا
کی عرض نہ اسکی جان لیجے   دختر اپنی بیاہ دیجے
تقدیر کا حرف پیش آیا   اب اسکو بیٹا و وارث اپنا
پکڑا بھولا نے ہنس کا ہاتھ   لایا اپنے مکان کو ساتھ
دختر بھولا کی نورمہ نام   بیمار تھی مبتلائے آلام
یہ سن کے کہ ہنس وہ گدا ہی   جسپر مری جان ہوئی فدا ہے
پھولوں نہ خوشی سے تھی سماتی   باتوں باتوں میں مسکراتی
اتنے مین جو آہر اندر آئی   با ناز و ادائے دلربائی
دیکھا اسکا جو رخ سے تابان   مہ نور ہوئی بہت پشیمان

مہ نور کی جتنی تھین خواصین | کرتین یون چھیڑ چھیڑ باتین
دنھو کی تمنے اسے جو اہر | نی جان دیا ہمکو رنج خاطر
تمنے جو لگاتا گھر ہمارا | ہم چھینتے پار ہین تمہارا
خاموش رہی وہ بت نہ بولی | لا یعنی زبان نہ اپنی کھولی
کہتا جو لایہ ماہیس سے تھا | کرلو اب یان بیاہ اپنا
تو عقد مین تم ہماری دختر | تاج شاہی کو رکھو سر پر
اسوقت تو ماہیس کچھ نہ بولا | بیوی سے یہ راز شب کو کھولا
کہنے لگی سن وہ ماہ طلعت | تجھو سے ہے مری خوشی و راحت
گر جان بھی تیرے کام آوے | کچھ عذر نہین تجھے پیارے
پر عقد کروگے اور جسوقت | مجھپر نہ رہیگی ایسی شفقت
سمسہ بھی مگر ہیون دل سے راضی | کر لیجے خوشی سے آپ شادی
مطلب پہ نگاہ اپنے رکھے | بعد عقد یہان سے جلد چلیے
کیجے نہ ذرا بھی پیش و پس اب | کر لیجے یاد خدعۂ عرب

دوسری دولھن

منظور جو عقد دوسرا ہی | یون ماہ بلبل فکر نغمہ زا ہی
منظور ہی جو ماہیس نے سنائی | شادی بھجولا نے تب رچائی
تھا داغ پسر سے چونکہ مغموم | کی کوئی نہین تھی اسلیے دھوم

اگر عقد دیا فقط تھا سادا
بہتیر دن سے جان بھی تپسایا

کچھ خاص جو لوگ آ گئے تھے
کھانا کیا بیٹھ اُنکے آگے

محفل ہوئی ختم بس اسی پر
نوشاہ گیا محل کے اندر

دولہن کو خواصوں نے سنوارا
ہیں حسن وہ چلی پئے نظارا

خلوت کی ہوئی بہم جو صحبت
دولہا کو ہوئی کمال وحشت

دل میں تھی بسی جو اہر اُسکے
چہرے پہ تھا رنج ظاہر اُسکے

بولی دولہن کہ اے پیارے
صدقے ہو جاؤں میں تمھارے

خاموش ہو کسلیے بتاؤ
جو دل میں ملال ہو سناؤ

بولا کہ وطن ہے جانا منظور
والد نے کیا ہے تیرے مجبور

یہ بھید ہی مجھپہ ای ستم کیش
بھاتا نہیں اس سبب سے ہی عیش

بولی کہ نہیں ہے کچھ یہ دشوار
تم صبح کو ہو سفر پہ تیار

لونڈی ہوں تمھاری میں تو ایشاہ
جاؤگے جہاں رہونگی ہمراہ

یہ سنکے ہوا بہت وہ محظوظ
پارہ کیا قفل گنج محفوظ

مہ نور نے تشنگی بجھائی
مدت کی دلی مراد پائی

جب صبح کو ہنس باہر آیا
تو تخت لگا یہ کہنے بھولا

سوچے ہوئے دلمیں تھا جو حکمت
رہنمانہ کی ذرا بھی حجت

منظور کیا خوشی سے اُسنے
شاہی لگا ہنس واپہ کرنے

مہ نور نے کی تھی فکر ایسی — ملتی نہ جواہر مفلس کو تھی
رہتی تھی غمزدہ اس سے وہ حور — اک دن گئی پاس اسکے مہ نور
بولی مغموم کس لیئے ہو — آؤ چوسر تو مجھسے کھیلو
بازی شوہر کی ہم لگائین — تقدیر کو اپنی آزمائین
جیتے جو کوئی خوشی مناوے — دلدار کو وہ گلے لگاوے
رو کر کہنے لگی وہ گل رو — سوجھے ہے خوشی و کھیل تجکو
شوہر کی تمھین لگاؤ بازی — ہارو گی تو دوسرا کرو گی
رستہ مین لیا ہے چھین سبسے — کیا غم ہے تجھے جو ہار جاوے
پایا ہے اٹھا کے رنج مین نے — چھوڑا نہین جائیگا وہ مجھسے
محبوب جو اپنا ہار جاؤن — پھر دوسرا مین کہانسے لاؤن
جانی تو مرا ہے ایک اکیلا — شیدا دل ہے فقط اسی کا
یون مست ہوئی تو رہ کے اک رات — کیا جانے ابھی تو چاہ کی بات
پھر ہو کے خفیف بولی مہ نور — کہتی تھی ہنسی ہنسی مین تو اے حور
مجھکو لونڈی تم اپنی سمجھو — میری خاطر سے اب تو کھیلو
یہ کہکے منگائی اسنے چوسر — اور تل گئین دونون کھیلنے پر
مہ نور کو اسکی سب کنیزین — دیتی تھین مدد بتاتی چالین
شہزادی مگر کچھ ایسی کھیلی — بھاری ہوئی سب پہ وہ اکیلی

جب ہارتی دیکھی اپنی بازی　　چوسر تمہ نوز نے اٹھالی
خود تو غیارہ دانسے چاندی　　تاکیبند کنیزون پہ یہ کردی
جی جان سے اسکی کیجو خدمت　　البتہ نہ ہنس سے ہو خلوت
اسکی صحبت جو ہو گی اسکو　　پوچھیگا نہ پھر کبھی وہ مجھکو
کہتی تھی جو آہ اپنے دل مین　　افسوس پھنسی ہین آب وگل مین
رو یا ہر وقت کرتی رنجور　　تھا یار بغل مین پر تھی مہجور
رہتی تھین خواصین اسکے ہمراہ　　پاتی ملنے نہ یار سے ماہ
دن رات تڑپ تڑپ کے رہتی　　دل پر غم و رنج و درد سہتی
اک روز وہ ہنس پاس آئی　　دکھ درد کی داستان سنائی
بولا وہ کہ صبر کر تو تب تک　　آوین احباب میرے جب تک
سن ہنس سے دلدہی کی تقریر　　بیٹھی وہ محل مین آکے دلگیر
اتنے مین سبدھ پری بھی آئی　　لشکر ہمراہ اپنے لائی
شہزادی کی آگئین خواصین　　ہونے لگین پھر خوشی کی باتین
ہنس اور تمام اسکے سردار　　خوش تھے کہ ہوئی نصیب دیدار

معاودت روم

پلٹا ہے سفر جو کرکے ہیرو　　ہے پیش نظر بیان ہیرو
لشکر جب ہنس کا سب آیا　　بولا خوش ہو کے شاہ بھولا

ہنس آگئے اب تمہارے احباب — کشتی سے منگا لو اپنا اسباب
بولا وہ نہین یہ رہنے آئے — تمکو بھی ہین بلکہ لینے آئے
رخصت فرمایئے مجھے شاہ — تا صبح کو ٹھہرکے اپنی لون راہ
غصہ سنکر ہوا یہ بھولا — کیا تمنے کہا یہ اسنے پوچھا
ہے ایک ترا ہمین سہارا — اور چاہتے تم بھی ہو سدھارا
اب جانے کا نام پھر نہ لینا — یہ کہیکے نہ مجھکو رنج دینا
یہ ہنس نے تیر سے کہا تب — آیا وہ فساد پر ہین یہ سب
کیا فکر کرون یہ مجھکو بتلاؤ — کی عرض یہ تیر نے نہ گھبراؤ
رخصت یہ صبح یا کرین گے — یا جان ہم اپنی یان پہ دینگے
تیر اور تمام ہنس کے یار — کرنے کو فدا اٹھے جان تیار
بھولا نے سنا تو فکر یہ کی — شب بھر مین بلاکے فوج اپنی
کل لشکر روم کو لیا گھیر — ہونے پائی نہ اسمین کچھ دیر
قاصد پھر تیر پاس بھیجا — پیغام یہ اسنے جا سنایا
کسواسطے بھائی تم لڑوگے — کیون مفت مین اپنی جان دوگے
لڑنے سے نہووےگی رہائی — البتہ ملیگی کچھ برائی
یہ شہر یہ شاہ یہ رعیت — ہین کینہ پژاور بے مروت
آسان ہے شہر مین تو آنا — مشکل ہے مگر نکل کے جانا

غصہ سے لرز کے میہر بولا　سمجھا ہے ہمیں فقیر بھولا
جوہر سے نہیں ہمارے واقف　ہوتا نہیں بد دعا سے خائف
تکلیف اگر وہ ہمکو دیگا　بدلا اُسکا اُسے ملیگا
کہدو اُس سے مگر نہ پھولے　دولت اور فوج پر نہ بھولے
جب فقر میں ہمنے جان کی خاک　تب جنگ سے کیا بھلا ہمیں باک
اتنے میں ہوئی سحر جو ظاہر　بھولا نکلا مکان سے باہر
خود میہر کے پاس آپ آیا　پوچھا کیا ہے تمھارا منشا
گھر میرا کیا خراب تم نے　دل میرا کیا کباب تمنے
تمنے جیسا ہمیں ستایا　موقع ہمنے بھی آج پایا
بہتر ہے یہی کہ لوٹ جاؤ　رخصت کا نہ ذکر منہ پہ لاؤ
غصہ سے لگا یہ میہر کہنے　بیہودہ یہ کی ہے فکر تمنے
آئے جس ساتھ ہم ہیں پردیس　جانے نہیں دیتے اُسکو تم دیس
نرمی سے نہوگا عقدہ یہ حل　اب جنگ کریگی قصہ فیصل
بھولا ہوا مستعد پیکار　اور میہر بھی آیا ہوکے تیار
سن ہنس نے بھی سلاح پہنے　لشکر لڑنے کو دونوں نکلے
بھولا سے لگے یہ کہنے امرا　اے شاہ یہ تم کو ہو گیا کیا
گر ہنس پہ کوئی رحم آیا　اپنا ہی چراغ تو بجھایا

دختر جسکو بیاہ دیجے
دنیا مین نہین کہین ہے یہ رسم
رخصت کردو انھین مناؤ
بھولا بے حس کھڑا تھا خاموش
آکر جو غضب مین ہنس اُٹھا
پکڑا اُسنے نور کا پہونچا ہاتھ
سنتے ہی یہ اُٹھکھڑی ہوئی وہ
غم سے ساری کنیزین روتین
مان رونے لگی زمین پہ گرکر
سامان ذرا تو کچھ مین کردون
اُسنے نہ سُنی یہ دادبیداد
لا اُسکو میانہ پر بٹھایا
سکھپال مین تھی جواہر آگے
روتے رہے شاہ اور رعایا
آخر بھولا نے ہوکے گریان
جب شہر سے قافلہ یہ نکلا
کشتی پہ چلے سوار ہوکر

کیونکر اُس سے خلاف کیجے
کچھ تو رکھنے جہان کی شرم
مٹی مین نہ سلطنت ملاؤ
ساری تندی ہوئی فراموش
عجلت سے محلسرا مین آیا
بولا اُٹھو چلو مرے ساتھ
دامن اُسکا پکڑ چلی وہ
ملنے اُس سے مگر نہ پاتین
بولی کہ ذرا ٹھہریے دم بھر
بیٹی کو تو دیکھ اک نظر لون
کرتا رہا سارا قصر فریاد
اور گھوڑے کو کوڑہ اک لگایا
پہونچا اُس پاس ہنس جاکے
نے بر سر رحم ہنس آیا
بیٹی کو دیا بہت سا سامان
پہونچا چل کر کنار دریا
تکیہ تھا جناب حق کے اوپر

اللہ پہ تھا اُنھین توکل ۔۔۔ مشکل کوئی ہوئی نہ حائل
موجین نہ اُٹھین نہ طوفان آیا ۔۔۔ بالخیر خدا نے پار اُتارا
مکہ کے قریب تھا جو بندر ۔۔۔ کشتی کا ہوا وہان پہ لنگر
اُترے سب لوگ کرکے صدقہ ۔۔۔ خوش ہوکے چلے بسوے مکہ
محنت اُنکی لگی ٹھکانے ۔۔۔ پہونچا یا حرم مین لا خدا نے
چوکھٹ پہ دیا ادب سے بوسہ ۔۔۔ لائے بجا شکریہ کا سجدہ
ارکان کو بھی گلے لگایا ۔۔۔ حجر اسود کو جھک کے چوما
جب حج سے ہو چکی فراغت ۔۔۔ مکہ سے چلا وہ سوے حضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کھینچا اُسے جذبۂ نبی نے ۔۔۔ پہونچا مع ہمرہان مدینے
چھٹی اُس در سے بھی جو پائی ۔۔۔ دُھن روم کی سر مین تب سمائی
پہونچے ہرکارے جاکے آگے ۔۔۔ احمد سے کہا کہ ہنس آئے
سلطان نے سنا تو لیکے لشکر ۔۔۔ لینے چلا شہر سے نکل کر
نزدیک جو ہنس آگیا تھا ۔۔۔ سلطان نے قریب شہر پایا
اُترا گھوڑے سے دیکھ شہ کو ۔۔۔ احمد نے لیا بغل مین اُسکو
نقارے خوشی کے پھر بجاتے ۔۔۔ آ شہر مین پہونچے راگ گاتے
قدمون پہ گرا وہ مان کے آکر ۔۔۔ مسرور ہوئی گلے لگا کر
اندھی جو ہوئی تھی غم مین مہجور ۔۔۔ آنکھون مین دیا خدا نے پھر نور

سب شہر مین ایک مچ گئی دھوم | آتا تھا نظر نہ کوئی مغموم
تقسیم کیا بہت زر و مال | ہر شخص بجاے خود تھا خوشحال
نہ نور و جو آہر ایک ہی جا | کرتی تھین بسر بخوشی زمانا
جو عورتین دیکھنے کو آئین | حسن انکا وہ دیکھکر لجاتین
کہتین کہ ملے جب ایسا دلبر | تب ہنس نہ ہو فقیر کیونکر
پھر ہنس نے تخت و تاج پایا | اللہ نے درد و غم مٹایا

جنگ و جدل

ہے پیش نظر جو جنگ لکھنا | اسو جہ سے درد ہے فتحنا
ہے تیغ قلم یہ کاٹ کرتی | اسطرح ہے ایک باٹ کرتی
سامان نشاط تھا جو حاضر | رہتی بفکر تھی جو اُدھر
عاشق معشوق تھے جو اک جا | دل مین باقی نہین تھا کھٹکا
حاصل ایسی خوشی تھی اُس کو | میکے کی نہ یاد کچھ تھی اُسکو
اور ہنس جو تھا سر مرآرا | تھا بھول گیا تلخ تجارا
مدت جو اسی طرح سے گزری | اک روز یہ مادر اُسکی بولی
ایسے ہوئے کم سپوت بیٹا | مولد اپنا نہ یاد آیا
یہ سنکے صلاح لیکے سب سے | پہونچا سلطان کے پاس جاکے
کی عرض کہ ہے وطن کی اب یاد | ہو حکم تو گھر کرون مین آباد

سلطان نے کہا کہ تم بجاؤ / افسر کوئی فوج کا بلاؤ
دو حکم کہ جاکے فتح کرلے / اعدا کو بزیر تیغ دھرلے
بولا کہ وہ ملک سخت ہے شاہ / اسطرح نکلنے کی نہین راہ
مین فوج کے ہون نہ ساتھ جبتک / ہونے کا نہین وہ فتح تبتک
مولد بھی وہ اس سوا ہے میرا / دل جانے کو چاہتا ہے میرا
تاریک ہے باپ مان کا مسکن / مین شمع کرون وہان پہ روشن
سلطان نے کیا خیال دل مین / ہو دیگا اسے ملال دل مین
یہ سوچ منع کیا نہ اُس نے / دخل اسمین ذرا دیا نہ اسنے
انور سے کہا کہ فوج لیجاؤ / اورنگ تخت کا اسکو دیجاؤ
سنتے ہی یہ حکم شاہ انور / کرنے لگا انتظام لشکر
افرنجی و مغربی و چینی / عربی یونانی اور رومی
ہر جاکے دلیرون کو بلایا / تیار کیا بڑا رسالا
ہاتھی گھوڑے بہیٹر و بنگاہ / سامان لیا بہت سا ہمراہ
نو لاکھ لیے ہوئے سپاہی / ہمراہ ہوا آنس کے وہ راہی
جاتا تھا جدھر وہ فوج کا دل / پڑ جاتی زمین مین تھی ہلچل
جس جا پہ قیام فوج ہوتا / معمور حضیض و اوج ہوتا
سرحد پہ پہونچکے نزد دولا / نامہ یہ لکھا کہ مین پہونچا

شاطر کوئی مرد تھا دلاور
پہونچا وہ جلد نامہ لے کر

خط دے کے زبانی کہ سنایا
ہشیار ہو شاہزادہ آیا

اعمال کی اب سزا ملیگی
شیخی تہ خاک جا ملیگی

خط پڑھ کے لگا یہ کہنے دولا
ہے رستم کی وہ مدد پہ بھولا

دریا سے نہ پار آنے دونگا
چلتا ہون وہین خبر مین لونگا

گر از رہ صلح یان وہ آتا
مین تخت اُسے حوالے کرتا

لشکر لایا ہے اب جو قہار
ہوویگی ضرر ور مجھ سے پیکار

شاطر نے کہا سڑی ہوا ہے
جو جنگ کے واسطے تلا ہے

شہزادہ ہے وہ تمہارا حاکم
طاعت اُسکی ہے تجکو لازم

حاکم سے نہین خلاف کرتے
مالک سے نہین مصاف کرتے

دنیا پہ نہ بھول کر ذرا صبر
اکبار تو پڑھ لے تو اولی الامر[له]

جب قید مین پڑکے ہو گا مجبور
اُسوقت یہ کبر ہو گا کافور

دولا نے کہا زیادہ مت بول
بیکار نہ تو زبان کو کھول

جو مین نے کہا ہے وہ کرونگا
میدان مین دیکھنا جو ہوگا

گر ہنس مین مردمی ہے کچھ بھی
کہنا کہ کرے ذرا نہ دیری

قاصد کو ادھر کیا روانا
اور جنگ کا دل مین عزم ٹھانا

موجود تھی ساٹ لاکھ جو فوج
نکلا ہمراہ لیکے جون موج

[له] اشارہ بآیہ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم ١٢

ہر ملک کو لکھ کے نامے بھیجے — لشکر ہر اک جگہ سے ملنے لگے
شیرازی عراقی اور بخاری — قندھاری و ہندی و ہراتی
ہر فرقہ و قوم کے دلاور — بلوا کے بڑھایا اپنا لشکر
دلبر قاہر دلیر تھے دو — بھیجا اُنکو کہ آگے جاؤ
ہمراہ تھا چار لاکھ لشکر — اس دھوم سے وہ چلے نکلکر
تھی فکر کہ گھاٹ روک لیوین — دریا نہ عبور کرنے دیوین
جب ہمنفس لیے تمام لشکر — پہونچا دریا کنارے آکر
شاطر نے پہونچکے عرض یہ کی — ہو جائیے جلد پار ندی
دو لاکھ ہے مقابلہ پہ تیار — بھیجی ہے سپاہ بہر پیکار
شہزادہ یہ سن کے اُس سے بولا — کیا تاب جو مجکو روکے بھولا
الوز ہو اسے لیکے تیغ تیار — آمادہ ہوا کہ جاؤنگا پار
کہنے لگا میسرہ اے برادر — یہ کام ہے کرنا فرض ہمپر
یہ کہکے پھر اُسنے پار دریا — مہ روپ و مہ علی کو بھیجا
ہمراہ تھے پانچ لاکھ اُنکے — اہل لشکر جو پار اُترے
قاہر نے سنا اُترنا جو پار — عجلت سے چلا برسم یلغار
جب ماہ علی نے حال پایا — خوش ہوکے سپاہ کو بڑھایا
دونوں جو مقابلے مین آئے — لشکر میدان مین جمائے

جو مرد تھے وہ لگے چلانے
لوہا ہر سمت تھا برسنا
ایسی ہوئی جنگ وہ گھماسان
کوشش میں لگے تھے سب سپاہی
قاہر نے جو دیکھا مہ علی کو
اور صف سے نکلے آگے دلبر
کھٹ پٹ رہے دیر تک یہ چاروں
تلوار و تیر و گرز چلتے
دلبر نے جو تیغ اٹھا کے ماری
مہ روپ کے زخم آیا سر پر
قاہر نے جو گرز سر پہ مارا
لیکن نیزہ کی چھڑ گئی ٹوٹ
کی ایسی صفائی مہ علی نے
قاہر خان پر کیا جو اک وار
حاصل ہوئی فتح مہ علی کو
میدان میں تھا بہتا خون کا دریا
لاشیں کھاتے تھے سب درندے

تلوار و تیر و گرز و نیزے
لاشہ ہر اک جگہ تڑپتا
پھرتی تھی بچاتی موت بھی جان
خواہاں تھے حریف کی تباہی
آیا اُسکے مقابلے کو
آیا مہ روپ کے برابر
کرتب کرتے رہے ہزاروں
فوارے تھے خون کے اُچھلتے
مہ روپ نے دی وہیں کٹاری
اور ڈھیر ہوا زمیں پہ دلبر
تب ماہ علی نے نیزہ تانا
اور گرز کی سر پہ آپڑی چوٹ
زد روک کے اور کٹار کو لے
لیٹا وہ زمیں پہ ہو کے مردار
ہزیمت ملی فوج مدعی کو
ماہی و گمر کی جا تھے اعضا
منڈلا رہے تھے ہر طرف پرندے

لشکر جو شکست پا کے بھاگا | غوغا مچا اک عجب طرح کا
مارو باندھو نہ جانے پاوے | فاتح خوش خوش پکارتے تھے
زخمی تھا کہیں کوئی تڑپتا | پانی پانی تھا کوئی رٹتا
روتا تھا کوئی کوئی تھا بیہوش | دارین کسی کو تھی فراموش
جنت تو ملی کسی کو ہمدم | پہونچا کوئی جانب جہنم
دولا نے سنی جو یہ ہزیمت | پیدا ہوئی اسکے دلمین حسرت
سامان درست کر کے سارا | لڑنے کو وہ آپ خود سدھارا
دریا سے اتر کے ہنس بھی یان | آگے کو چلا تھا شادان فرحان
کچھ دور پہ تب علی کو پایا | خوش ہو کے اسے گلے لگایا
حالات جو رزمگہ کے پوچھے | سب ماہ علی نے کہہ سنائے
جب اسنے سنا ہی آنا دولا | بولا حافظ ہے میرا مولا
ہتھیارون کی کر کے پھر صفائی | فوج آگے کو ہنس نے بڑھائی
وہ فوج وہ ساز اور وہ سامان | اور ہنس کا خود وہ روے تابان
دیکھا تو حواس گم تھے سب کے | سورج پچھم سے نکلا سمجھے
لرزے تھی زمین پڑی تھی آفت | تھی پیش نگاہ بس قیامت
دس میل کا درمیان دے کے | وہ روم کے سب دلیر اترے
شب بھر رہے دونون طرف سلمان | کب صبح ہو دل مین تھے یہ ارمان

جب صبح ہوئی تو دونوں لشکر
تیار ہوئے مقابلے پر

تیروں کا لگا جو مینہ پڑنے
تلوار کی برق بھی لگی چمکنے

چلتے تھے غضب ہوا کے جھونکے
ہوش اڑ رہے تھے دلاوروں کے

اسطرح سے موت پھر رہی تھی
گویا کہ گئی تھی صور پھونکی

سر مثل خیار کٹ رہے تھے
ہر سمت سے تیر چھوٹ رہے تھے

یہ خاک سپاہوں نے اڑائی
دیتا سورج نہ تھا دکھائی

چھائی میدان میں تھی سیاہی
سر دینے پہ تھے اڑے سپاہی

ہوتا نہ لڑائی کا تھا انجام
دن ختم ہوا اتنے میں ہوئی شام

اسطرح ہوئی تھی جنگ بھاری
گھبرائی تھی فوج سب بخاری

سوچے کہ جو فتح ہنس کی ہو
امن نہ ملیگا کوئی ہمکو

اس فکر سے بھاگے لوگ اکثر
باقی رہا کچھ قلیل لشکر

جب صبح ہوئی تو میر دولا
لشکر کو بنا کے خوب رویا

سمجھا کہ نہیں ہے کوئی غمخوار
تنہا لازم ہے کرنا پیکار

باقی جو تھے انکو ساتھ لے کر
آیا لڑنے وہ کینہ پرور

اور ہنس بھی لیکے فوج قہار
نکلا کہ کرونگا حملہ اک بار

دولا نے جو شکل ہنس دیکھی
دوڑا تلوار لے کے اپنی

جب رومیوں نے عدو کو دیکھا
ہتھیار ہر ایک نے سنبھالا

اس تھہر کی وان ہوئی لڑائی / دیتا نہ کسی کو کچھ سجھائی
گرتا تھا کوئی تو زخم کھاکر / لیتا کوئی جان تھا گرا کر
تلوار کسی کی زور چلتی / جان جسم سے کوئی کے نکلتی
اک جان سے اپنی جا رہا تھا / اک فوج کے دل بڑھا رہا تھا
دولا کے تمام ساتھ والے / جان کھو کے جہان سے سدھارے
باقی تنہا رہا جو دولا / مست ماریو سب سے ہنس بولا
یہ حکم دیا کہ قید کر لو / گردن اسکی مگر نہ مارو
دولا نے کہا کہ جان دونگا / اے ہنس تجھے نہ جینے دونگا
یہ کہکے وہ تاؤ کھا کے آیا / تیغہ انور نے بھی اٹھایا
ٹوٹی انور کی ایک تلوار / دولا کا ادھر سے چل گیا وار
انور پہ لگا جو زخم شمشیر / دولا کی طرف کو جھپٹا تب میر
دولا نے سنبھالا تیغہ اپنا / اتنے مین چلا ادھر سے نیزا
اس برچھی سے میر نے تھا مارا / سب دولا کا کھل گیا بھنڈارا
کمبخت گرا زمین پہ مقتول / تھا پیش نظر کعصف ماکول
تھا جاہ و حشم جو لیکے آیا / تقدیر نے خاک مین ملایا
دنیا کا یہی ہے حال اے یار / ایسی ہی زمانہ کی ہے رفتار
بہتیرے زمین مین گڑے ہین / بہتیرے سمندر مین پڑے ہین

بہتیرون نے جان اپنی کھودی ❊ بہتیرون نے سلطنت ڈبودی
کیا فائدہ اُس سے جی لگانا ❊ آخر کو ہے جبمین جان جانا
بیکار کے ساتھ دن ہوا ختم ❊ آیا نہ ذرا بھی موت کو رحم
میدان ہوا لالہ زار سارا ❊ کیسا تھا مہیب وہ نظارا
وہ سر جنسے تھی زینت تاج ❊ مٹی پہ پڑے کفن کو محتاج
اور رنگ پہ تھے جو عیش کرتے ❊ تھے خاک پہ کروٹین بدلتے
ریشم جنکے کہ زیب تن تھا ❊ ملتا اُنکو نہین کفن تھا
چلتا صحبت مین جنکی تھا جام ❊ پیتے سکتے پڑے وہ خون ناکام
مالک جو تھا اُسنے فتح پائی ❊ جان باغی نے اپنی بس گنوائی
تقدیر مین تھا لکھا جو ہر مو[1] ❊ حاصل نہ ظفر ہوئی عدو کو

اعادہ سلطنت و تولد فرزند

پھر بزم کی داستان سناؤن ❊ عمدہ کوئی سینری دکھاؤن
دولا جو جبیم کو سدھارا ❊ تب شمس روان ہوا انجارا
تھی شامل حال نصر اللہ[1] ❊ آیا اپنے وطن مین ذیجاہ
دوبارہ ہوا وہ ملک حاصل ❊ ہر جا پہ بٹھائے اپنے عامل
دولا کی مگر کوئی سہیلی ❊ لڑکا اک بھاگی لے اکیلی
اُس طفل کا نام تھا قمر خان ❊ بھرتی تھی لیے سہیلی حیران

[1] [illegible] بآن السلام ۱۲ [illegible] اذا جاء نصر الله والفتح ۱۲

دریا سے اتر کے ہو گئی پار — پہونچی نزدیک جہاں وہ غدار
یاں ہنس نے سلطنت جو پائی — سب ملک میں پھر گئی دہائی
لوگوں نے کیے خوشی کے نعرے — سب خوش ہوے تھے جو غم کے مارے
اللہ نے خوشی کا دن دکھایا — اجڑا ہوا ملک پھر بسایا
ہر سمت خوشی کے چرچے سے تھے — لوگوں میں مذاق و قہقہے سے تھے
یاروں نے کیا سب نچھاور — اس شاہ کے سر سے مال اور زر
آ پہونچی مکان میں ہنس کی ماں — گھر دیکھ کے ہو گئی وہ شادان
بیگم کو ملیں وہی خواصیں — کرتی رہیں آپ بیتی باتیں
پھر آکے ہوئیں وہاں وہ حاضر — جس قصر میں اتری تھی جو اہر
خدمت لگیں اسکی وسے کرنے — خوش خوش لگی وہ پری بھی رہنے
جب قصر میں ہنس اپنے آیا — سکھیوں نے خوشی کا راگ گایا
ہنس اور جواہر اور مہ نور — رہتے تھے مزہ سے گھر میں مسرور
پھر ہنس نے انتظام اقلیم — یاروں پہ کیا تمام تقسیم
تھا میر جو جاں نثار سچا — نائب اپنا اسے بنایا
وسے ماہ علی کو فوج اور خیل — لشکر کا کیا تمام جرنیل
مہ روپ خزانہ کا تھا حاکم — فراتی کا موہنکا بھی تھا ناظم
مولد انور کا تھا مختار — اسواسطے ایک ماہ ٹھہرا

بعد اُسکے کیا یہ اُسنے اصرار
بولا اچھا خوشی سے جاؤ
کہنا اُنسے کہ تمکو تسلیم
تقریر یہ سنکے میر انور
بے خوف تھا کرتا ہنس شاہی
پھر اُسنے سجائے سارے اپنے
سامان و مکان و سیر گلزار
تھا فضل خدا سے اُسکو حاصل
کہتی تھین خواصین اے پریرو
کہتی کہ ملا ہے مجکو محبوب
مہ نور بھی باپ مان کو بھولی
دونون تھین مے وصال سے مست
اک روز وہ دونون بیٹھین اک جا
مہ نور سے بولی یون جواہر
رہتی ہو جو پاس ہنس کے تم
بولی مہ نور بس نہ بلواؤ
کسکو لیا اور کس کو چھوڑا

رخصت سیب کیجے تو ہنس ناچار
سلطان کو حال جا سناؤ
کی عرض ہے ہنس نے بتعظیم
چلتا ہوا روم سے لیکے لشکر
جاتی رہی ملک سے تباہی
ہر دم لگا چین و عیش کرنے
اور سب سے زیادہ وصل دلدار
رہتی تھی جواہر اس سے خوشدل
آتا نہین یاد جیبین تمکو
اب یاد نہین کسی کی مرغوب
دلدار سے مل خوشی سے پھولی
سوتاپے کی ڈاہ تھی مگر سخت
آپس مین ہوا کچھ ایسا چرچا
ہین اہل وطن تمھارے ساحر
میرے تو حواس ہوتے ہین گم
اپنے نہ عیوب مجھ سے کھلواؤ
مان باپ کا بھی لحاظ توڑا

عزت تو ہے خاک مین ملائی
بیچارے سے بھیک تک منگائی

ہمکو دیتی ہو طعنہ اُلٹا
منھ پہلے تو دیکھ لو تم اپنا

میدا تیرا ہے ایک شوہر
سرخاب کے تم مین کیا لگے پر

وہ حور یہ کہکے مسکرائی
اپنی بپتی سب مجھے سنائی

آوے گی نہ کام چال تیری
یاد ہوگی ظفر سچائی میری

مان تیری گئی بھی کرنے مسحور
کھا منھ کی ہوئی وہاں سے کافور

بھائی نے ترے بچھایا جو جال
وہ جال ہوا اُسی کو جنجال

بھولا جو فساد پر تھا آیا
کیسا ہو کر خفیف پلٹا

جان مین نے تو اپنی اُسپہ دیدی
شوہر کو بنایا تو نے قیدی

مہ نور یہ بولی تمکو ہے کیا
شوہر تھا مرا کیا جو چاہا

بس بس نہ زیادہ ہو بے مغرور
بے شرم زمانہ مین ہو مشہور

پڑھ لکھ کے کیا یہ کام تمنے
کیا خوب کیا ہے نام تم نے

اک یار کو دی نشان کو خاتم
ڈھونڈھوایا سدھر سے سارا عالم

دکھلایا تو ایک کو نظارا
محروم حزین کو ایک مارا

دروازہ پہ تو برات آئی
عیش آپ نے غیر سے منائی

ہوتی جو ذرا بھی تمکو کچھ شرم
اسطرح نہ کرتین باتین ہو گرم

غصے سے یہ سنکے بولی وہ حور
بس روک زبان اپنی مہ نور

ابھی جو خدا نے کی تھی قسمت — کی آپ ہی اُسنے میری نصرت
شوہر سے مرے مجھے ملایا — حاسد کو زمین مین سلایا
کی آپ یہ تو نے بے حیائی — عورت سب خاک مین ملائی
رہ چلتے ہوے گدا کو پکڑا — بیچارے پہ ظلم کرکے رکھا
بے شرم ہین تیرے باپ و مادر — کمبخت نہ ڈوب کے گئے مر
مہ نور لگی یہ کہنے جھنجھلا — بس اب نہ زیادہ اور کہنا
بھاتی نہین بات یہ تمھاری — آتی ہے زبان پہ میری گالی
تقدیر مین تھا تو مین نے پایا — شوہر مین نہین ترا اجارا
دونون مین مچا تھا شور اور شر — آیا اتنے مین ہنس اندر
بولا وہ کہ کس لیے ہے تکرار — کیون لیتی ہو دل پہ رنج بیکار
بولی یہ جو آہر اُس سے صاحب — مہ نور کے ہین یہ سارے کرتب
سمجھایا یہ ہنس نے کہ اے حور — تیرے ہی سبب سے تو ہے مہ نور
تمنے ہی کہا تھا عقد کر لو — تم آپ ہی اب اسے نباہو
گھر مین اپنے رہو خوشی سے — یہ رنج نکال ڈالو جی سے
دونون کو یہ کہ کے بہم ملایا — اور رنج و عناد سب مٹایا
گذرے اسطرح جب برس چار — شاخ امید لائی تب بار
یعنی ہوئی حاملہ جو آہر — شادان ہوئی اُس پری کی خاطر

بخشا خالق نے جبکہ فرزند — دل مین ہوا ہنس اپنے خورسند
اسطرح لٹایا مال اور زر — محتاج تلک ہوئے تونگر
دولت تھی ہر ایک گھر مین برسے — گھر گھر مین ہوئے خوشی کے جلسے
رمّالون نے زائچہ بنایا — حال ہیشین کو یون سنایا
ہوگا سلطان یہ دلاور — بچپن ہی مین لیگا ملک وافسر
مان باپ سے ہوئی مگر جدائی — پردیس کرے ہو یا لڑائی
ہوگا لیکن بخیر انجام — رکھیئے اسکا حسین شہ نام

آخر فنا آخر فنا

آئی ہے جو داستان غم کی — چھائی ہے گھٹا غم والم کی
ٹکڑے ٹکڑے دل وجگر ہے — یون بلبل فکر نوحہ گر ہے
لڑکا دولا کا وہ قمر خان — رہتا دل مین تھا اپنے نگران
تھی باپ کے انتقام کی فکر — رہتی اسی انتظام کی فکر
مکاری جو اسکے جی کو سوجھی — رسم اور زبان چین سیکھی
ہمراہ وہانسے لیکے سوغات — پہونچا وہ گنج مین آکے بدذات
تاجر سمجھا جو اسکو چین کا — دربار مین ہنس نے بلایا
حالات وہانکے اُس سے پوچھے — اُسنے بھی بتائے جھوٹے سچے
شہزادی نے اتنے مین بلایا — دروازۂ قصر پر بٹھایا

بولی یہ بتاؤ بھائی صاحب | چھوڑا تمنے ہے چین کو کب
مان باپ تو ہین ہمارے بالخیر | بتلاؤ سب مجھے کرو نہ تم دیر
کی عرض کہ خیریت ہے الّا | فسوس کہ خط نہین مین لایا
سمجھا تھا مین تمکو ساکن ردم | رہنا یان کا نہین تھا معلوم
خاطر بہت اُسکی ہنس نے کی | رہنے کو مکان مین جگہ دی
دونا کیا اُسکا جاہ و ثروت | خدام دیے براے خدمت
کچھ دن تو رہا وہ بافراغت | بعد اُسکے کہا کہ دیجے رخصت
اصرار تھا ہنس کا کہ رہیے | اپنا ہی مکان اسے سمجھیے
کچھ سوچ کے میر نے کہا یون | رخصت کرتے نہین اسے کیون
کرتے نہین غیر سے محبت | بہتر ہے کہ دیجیے حکم رخصت
بولا کہ نہین ہے یہ مخالف | ہی چین کا گو نہین تعارف
اسکو ہرگز نہ غیر سمجھو | ہوتا اسمین ہے رنج مجھکو
پھر اُسکو عطا کیا اک عہدہ | درجہ کیا دن بدن زیادہ
موقع پایا تو پھر قمر خان | کرنے لگا اپنی فکر ہر آن
دربار مین ساز باز کرکے | ہر شخص سے اک نیاز کرکے
امرا کو بنایا اپنا حامی | چاہا کہ کرے نمک حرامی
لشکر کو بھی دے دلا کے رشوت | راضی اُسنے کیا بہ منت

خدمت اسطرح ہنس کی کی | ایسی دکھلائی خیر خواہی
سب کو ہوا اعتبار اُسپر | چھوڑا گیا کاروبار اُسپر
شب کو رہتا تھا ہنس جس جا | پہرہ رہتا قمر کا اُس جا
اک روز جو گھات اُسنے پائی | کرنے پہ وہ آگیا بُرائی
ہمراز سپاہ کو بُلایا | پہرہ دروازے پہ بٹھایا
اور دوست پانچ ساتھ لیکر | آیا ظالم مکان کے اندر
بیٹھا جس جا تھا ہنس تنہا | غدار وہان پہ آن پہونچا
چلمن کے پرے تھا پیر بیٹھا | اسنے آتے ہی دانون گانٹھا
منہ اپنا لگا کے گوشہ سے | غافل کیا اُسکو مکر کرکے
باتون باتون مین اُسنے خنجر | مارا سلطان کے جگر پہ
بھرپور پڑا جو ہاتھ اُسکا | فوارۂ خون بدن سے نکلا
تڑپے تھا پڑا وہ ہنس مذبوح | نکلا پنجرے سے طائر روح
دیکھا جو یہ پیر نے تو دوڑا | کمبخت کا آکے ہاتھ پکڑا
مارا اُسے بھی قمر نے خنجر | بیچارہ گرا زمین پہ مرکر
سمرروپ و مہ علی یہ سُنکے | کرنے کو نثار جان دوڑے
دروازہ پہ فوج جو کھڑی تھی | ان دونون کی راہ اُسنے روکی
سمرروپ کے سر پہ آلگا تیر | چلنے لگی ماہ علی سے شمشیر

دشمن کا تو کر دیا جدا سر
لیکن خود بھی ہو سکے نہ جان بر

بے سر ہوئی جبکہ فوج ساری
رہ پائی جدھر اُدھر کو بھاگی

بھاگے تھا کوئی کوئی تھا روتا
تھا خاک پہ کوئی مرد سوتا

سب شہر مین تھا مچا ہوا غدر
رہا تھا عجب غضب کا اک حشر

ہر سمت پڑے تھے لاکھون لاشے
کھاتے پھرتے تھے چیل کوّے

تھا خون سے سرخ شہر بالکل
اور ہنس کی شمع ہو گئی گل

پہونچی جو خبر محل کے اندر
مہ نور نے پوچھا ہوکے مضطر

بتلاؤ کہ کیا خبر ہے لوگو
بتلایا کسی نے حال اُسکو

سنتے ہی گری وہ مہ زمین پر
جان اپنی دی ہائے ہنس کہکر

بیچاری جو اُبھر آئی روتی
محبوب کی لاش جس جگہ تھی

زلفین بکھری برہنہ تھا سر
لب پر تو فغان و قلب مضطر

جی چھوڑ لگی لپٹ کے رونے
اور کرکے بیان جان کھونے

تم میرے لیے ہوکے تھے دردیش
کیون چھوڑ گئے اکیلی دلریش

میرے لیے چھوڑا تاج اور تخت
کیا اُسکے عوض مین دون مین کمبخت

اک جان ہے صرف پاس میرے
کرتی ہون فدا وہ سر پہ تیرے

یہ کہکے گئی سدھار غمگین
مٹی پہ کنیزین غم سے لوٹین

یہ دیکھ سبھون نے آنکھین اپنی
دین پھینک نکال اور یہ بولی

جب آنکھوں سے مین نے تمکو دیکھا | اب اور کو اُسنے دیکھو نہین گیا
اُس حور کی جتنی تھین خواصین | دینے لگین اپنی اپنی جانین
تلوار کسی نے اپنے ماری | خنجر کوئی مار کر سدھاری
مر کوئی گئی زمین پہ گر کر | رہ کوئی گئی کھڑی تھی مر کر
تھین چین سے آئین جو کنیزین | دنیا سے وہ سب کی سب سدھارین
بیچارہ حسین شاہ روتا | مان باپ کے غم مین جان کھوتا
آنکھون سے تھی جو ہے خون جاری | تاریکی درد دل پہ طاری
روتے تھے تمام لوگ مضطر | کہرام مچا ہوا تھا گھر گھر
حاضر ہوئے آ وزیر و امرا | سمجھایا کہ صبر کیجے شاہا
کچھ صبر سوا نہین ہے چارا | اَللہ مَعَ الصَّابِرِین[1] ہے آیا
کی دفن کی بعد ازان تیاری | لے ہنس کی وہ چلے سواری
شادی و بیاہ مین جو تھے ساتھ | اس راہ مین بھی وہی ہوئے ساتھ
تھا ہنس کا تخت آگے آگے | یارون کے جنازے پیچھے پیچھے
صندوقون مین بیگمون کی لاشین | اور ساتھ مین اُنکی سب خواصین
جس دھوم سے تھا بیاہ لایا | اُس ٹھاٹھ سے پھر ہوا روانہ
مدفن پہ جنازے جبکہ لائے | کندھون سے زمین پر اُتارے
سب نے مل کر نماز ادا کی | بخشش کے لیے بہت دعا کی

[1] اشارہ بآیہ ان اللہ مع الصابرین ۱۲

پھر قبر مین لاشس کو اُتارا / اور فرشس زمین پر سُلایا
مٹی اوپر سے سب نے ڈالی / صورت وہ خاک مین ملا دی
دنیا مین نبی تھی شاہ جو خاک / پھر خاک مین مل گئی وہ ہو خاک
اس خاک نے پائی ہر فضیلت / ہے خاک سے کل جہان کی زینت
ہر خاک ہی سے خطاب یہ پاک / لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ[۱]
ہے خاک ہی مین جمال اُسکا / پایا ہے اسی نے حال اُسکا
جوہر ہے خاک ہی کا ہر سو / نائب[۲] کیا حق نے خاک ہی کو
شاہی سلطانی حکمرانی / درویشی فقیری کامرانی
نیکی و بدی حسین و بدشکل / عالم صوفی فقیہہ دکم عقل
سب خاک ہی سے ہوا ہویدا / ہے اسمین ہی اُسکا نور پیدا
جب زیر زمین پہونچگیا شاہ / ملنے پڑھتے سب انّا[۳] للہ
کرنے لگے ملک وبال کا کام / بھولے بچارے ہنس کا نام
وان قبر مین اُسکو نیند آئی / فرزندگی یان پھری دوہائی
تھین عشق مین اپنے پوری حورین / دلدار پہ دین جنھون نے جانین
لطفِ مئ عشق جس نے پایا / برتاؤ اسی نے بس نباہا
محبوب کا رکھو دھیان وحشی / غمخوار نہین ہے اور کوئی
وحشی دنیا کو جان دھوکا / جو اسمین پڑا رہا وہ کھو کھا

[۱] حدیث قدسی مشہور ۱۲
[۲] اشارہ بآیہ انی جاعل فی الارض خلیفہ
[۳] اشارہ بآیہ انا للہ و انا الیہ راجعون ۱۲

یہ ابر یہ باد اور یہ پانی
گردن یہ حباب کی اٹھانی

یہ ملک یہ قلعے اور یہ دربار
یہ مال و مکان اور یہ ہتھیار

یہ عیش یہ شاہی اور یہ تخت
سامان نشاط و یار و دولت

یہ حسن و ادا و دلربائی
دھوکا ہے کر اسکو ترک بجائی

کر یاد حضور دل سے اسکی
باقی ہے ہمیشہ ذات جس کی

دنیا پہ نہ دیجیو کبھی جان
فرما چکا اسکو فانٍ رحمان

قاسم نے لکھی ہے یہ کہانی
وحشی نے پڑھی بخوش بیانی

اسرار کیے ہین اسمین پنہان
سمجھے جنھین مبتلاے جانان

ہے کون وہ مہ جبین جو اہر
ہے کون سبدہ وہ ماہر سر

ہے کون وہ ہنس طالب یار
ہے کون سا وہ دیار دلدار

ہے کون وہ راہ سخت و دشوار
کامل ہے وہ کون جو ہوا پار

دی جان جنھون نے کون تھے یار
تھا کون عدوے جان غدار

ناصح تھا وہ کون جسنے دی پند
عاقل ہوا کون سا خردمند

بدکار تھا کون تاکتا صید
کس صاحب بخت پر کھلا بھید

جو صاحب دل یہ راز پادین
مجکو نہ دعا سے وہ بھلادین

ہے راز دقیق و فہم قاصر
جو بجز مدد اللہ سے ہے ظاہر

کیا اپنی ہے بود جو بتاؤن
سر مکنون جو سناؤن

سبحانک [1] پڑھتے ہین فرشتے — لا احصی [2] ہین ہم نشین کہتے
ہین شمس و قمر بھی سر پھراتے — نیچے جاتے اور اوپر آتے
رہتا ہے فلک کو بھی یہ چکر — ہے ابر اسی سے پھرتا در در
آب اور نسیم و آتش اور خاک — اس ڈر سے ہین سبھی تو غمناک
قاصر رہی جب سبھون کی ہمت — وحشی کی بھلا ہے کیا حقیقت
سچا واحد ہے ایک وہ رب — جسنے کیا ہست نیست سے سب
پانی سے بھرا ہے جسنے دریا — قطرہ مین رکھا ہے جسنے دریا
اک تخم سے برگ و شاخ و اشجار — اور شاخون مین پھول و تخم و اثمار
دی پھولون کو بھینی بھینی خوشبو — شید اُسکا بنایا دل کو
مالک ہی احد ہے اور صمد ہے — قبضہ مین اُسے کے نیک و بد ہی
وحشی تجھکو یہ کیا ہوا ہے — اسباب پہ کیون تو مبتلا ہے
یہ حسن و ادائے مہ جبینان — ہر ایک مین ہے جمال جانان
ہے صرف نگاہ دید در کار — موجود ہے ہر جگہ پہ دلدار
عشاق کو لاکھ آفرین ہے — پاتے ہین جو اُسکو جان دیکے
حرص اور ہوا و خواب غفلت — چھوڑا تو نے نہین ہے کمبخت
کسطرح سے یار پھر ملیگا — کیا کام بھلا ترا بنے گا
مشکن جو ہو چار دن مین وہ کر — وحشی بس قصہ مختصر کر

[1] اشارہ بآیہ سبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا الآیہ ۱۲
[2] اشارہ بحدیث نبوی لا احصی ثناء علیک انت کما اثنیت علی نفسک ۱۲

سن لو اسے عارفان اسرار — کرتا ہون مین بیان اسرار
جسم آدم تو ہے بخارا — نفس تو امہ ہنس وہ تھا
دو لا کمبخت تھا جو ابلیس — کرتا رہتا تھا فکر تلبیس
مہ روپ دمہ عملی بھی اور بسیر — احسن اعمال تھے سن ای پیر
کلفت راحت مین جو رہے ساتھ — چھوڑا اس نے تلک نہین ہاتھ
تکلیف اٹھائی تب ملے خضر — تھا وہ مضمون عشر اور بشیر
اسلام و نبی ہین روح و احمد — کردین سے جسنے بلائین سب رد
آسمہ کا ہوا جو لطف ظاہر — دیکھی تب خواب مین جو اکم
عمپا دل کا ہوا تقاضا — تب نام ہوا وظیفہ اسکا
غنچہ از سبد ہو پری تھی وہ عقل — جس سے ہو العبد عشق کے فصل
پیدا ہوئی دل مین حب تمنا — تب چین کو ہنس ہوا روانا
چار دن وہ پری تھین چار عنصر — کام آئین جو ہنس کے جبل پر
مدہوشی مین وصل یار پایا — بیدار ہوا تو خار پایا
طالب مجبور کو وہ پریان — اور ہفت محل مقام جانان
چھپا اسباب سے چھوڑایا — تب ذائقہ وصال پایا
وہ عاشق ہنس یعنے مہ نور — بھائی کمبخت اسکا دیو ر

دنیائے دنی و نفس بد سے — کذّاب تھے بندۂ حسد تھے
تھا دام ریا و زور دستور — میدان سے ہوگیا وہ کافور
صادق جو تھا طالب جواہر — سے نور ہوئی خود آکے حاضر
عاشق پایا جو اپنا کامل — محبوب ہوا خود اُس پہ مائل
تکلیف پہ ہنس نے کیا صبر — آیا پھر رزم میں یہ ملا اجر
دو لاکے جو دل میں دشمنی تھی — میدان میں آکے جنگ ہی کی
احمد کی مدد سے آخرکار — کمبخت ہوا ذلیل اور خوار
وحشی سے گدائے کوئے احمد — فریاد ہے اُسکی سوئے احمد

فریاد وحشی بحضور نبی قریشی

اے گوہر قلزم معانی — وے کاشف سر من رآنی
اے باعث فخر آدم و نوح — وے موجب خلق عالم و روح
اے تازہ نمائے دین و ایمان — وے مہبط جبرئیل و قرآن
اے ظل اله و عین الله — وے تخت نشین لی مع الله
اے خسرو خسروان دوران — وے دلبر دلبران خوبان
اے ناضر گلشن حقیقت — وے ناصر سالک طریقت
اے قبلۂ دین و کعبۂ من — وے باعث شور و نالۂ من
اے سرو ریاض دلربائی — وے گلبن باغ خوش ادائی

ای دلبر و دلربا و دلدار / وی مونس غمگسار و غمخوار
یکدم بر عاشقان گذر کن / در حال تباه ما نظر کن
کن رحم و ببین که چیست حالم / از رنج و غم و فراق زارم
دل رفت ز دست در فراقت / وز شوق وصال و انتظارت
بیگانه شدم ز جملگی خویش / صد چاک جگرم هزار جا ریش
آتش بهمه وجود افتاد / گشتیم بدرد عشق برباد
وحشت بسرم قرار کرده / بی یارم و بی دیار کرده
من روی خوش ترا غلامم / نی بندهٔ تخت و تاج و جاهم
خواهم که غمت بجان خریدم / گویند بعشق تو فقیریم
ای ماه چراست این تغافل / نه دارگیم چه سود ای گل
آخر نه منم غلام رویت / یا نیست دلم تپیده سویت
زنهار و صد هزار زنهار / این مور ضعیف را میازار
لاریب که عشق را نشایم / عشق تو کجا و من کجایم
از درد دلم و لیک مجبور / وز کثرت اشتیاق معذور
بر قلب نه اختیار دارم / کز عشق تو ام نمود خوارم
بیتاب و بیقرار کرده / بسیار ذلیل و خوار کرده
بنموده شش جهات رسوا / شد قصهٔ عشق من بهر جا

وحشی بجهان شدیم مشهور — از وحشت دل میان جمهور

بالین من است خاک ذلت — غمخوار من است رنج و زحمت

عریانی تن بجای پوشاک — خون جگرم برای خوراک

هر دانهٔ اشک شد نثارم — دانه بارش سنگ زیبد بارم

سوگند بچشم جادوت باد — با نازو ادا و گیسوت باد

با هر که محبت است بااو — سوگند ترا دهم که بشنو

ای سرور سروران عالم — ای خواجهٔ خواجگان اعظم

ای نیّر اطلس نبوّت — ای ابر سخاوت و مروت

ای چارهٔ عاجزان غمناک — ای مرهم عاشقان دل چاک

ای صدر نشین بزم عرفان — ای قاسم جام می برندان

ای شاهد دلفریب و طناز — ای بانی جور و مایهٔ ناز

من از مے الفت تو مستم — مخمور ز بادهٔ الستم

بسیار گذشت دور دوران — کز هجر تو ام بسا پریشان

باشد که براه غمگساری — الطاف خودت بمن گماری

گر لطف تو یار غار باشد — دور از دل من غبار باشد

امروز که جمع اند عشاق — در حضرت تو ز جملهٔ آفاق

هر کس بجلال و جاه آمد — با خلعت و با کلاه آمد

باثروت و دولت و مراتب | باعزت و رفعت و مناصب
آراسته از لباس ظاهر | از راز و نیاز عشق ماهر
هر یک مع توشه و بضاعت | مغرور به دولت اطاعت
مشتاق لقای روی دلدار | مسرور به خندهٔ گهربار
هر یک بدلش رجای محبوب | هر یک بسرش هوای مطلوب
هر یک به لبش ترانهٔ خوش | غمهای دو عالمش فرامش
هر یک مع ساغر صبوحی | گویان بزبان فداک روحی
آها به کجا رویم آها | این وقت ازین جناب شاها
نی علم و عمل به خویش دارم | نی طاعت تو چه پیش دارم
البته ز تو امید دارم | مگذار بحالت نزارم
گو لائق رحم نیستم من | دلداده برای کیستم من
من از تو ترا همی بخواهم | باشد که ترا بخویش یابم
بکشای نقاب روی تابان | بنمای بهار باپریشان
یک جرعه ز چشم جادوم ده | مرهم بر ریش قلب من نه
کن مست مرا بجام خویشت | عشاق شوند تا به حیرت
گویند که یا اله این چیست | این وحشی بینواست یا کیست
آنان به جنان وجاه باشند | در بند می طهور باشند

من با تو شوم و تو بہ من باش	نی سے تو ئی باش انچہ می باش

سبحان ربك رب العزة عما يصفون و سلام على المرسلين والحمد لله رب العلمين ۵

چند الفاظ جو حضرت شیخنا و مولانا محمد ادریس صاحب عم فیضہ نگرامی نے پوری مثنوی مصنف سے مسموع فرما کر تحریر فرمائے

مین نے یہ مجموعہ منظومہ اول سے آخر تک بسمع سمیع سنا جو آہر زواہر مضامین باطنہ سے ملو پایا کیون نہو کلام الملوک ملوک الکلام آخر اسکا ناظم کون ہی یعنے فرد عالم سرور بنی آدم فلذہ کبدی المولوی الحاج محمد احسن سلمہ اللہ تعالی خداوندا تو ناظم موصوف کو دارین مین ہنسی خوشی نصیب کر اور وہ ہنس ہنس کر تیرے دیدار سے مشرف ہو اور اس کتاب منظوم کو مفیض خلائق فرما آمین ثم آمین

تاریخ تصنیف مثنوی ہذا از مصنف

فضل خدا سے ختم ہوئی آج مثنوی	جسکا ہی نقطہ نقطہ وظیفہ برائے دل
درد و غم و فراق و محبت کی داستان	ناز و ادا و زلف بن جو جو بلائے دل
تشریح انکی خوب مصرح لکھی گئی	قصہ نہین ہی آہ یہ ہی ماجرائے دل
قابو مین دل ہو جب تو کرے کوئی شاعری	یان اشک بن کے بہ گئے سب پارہ ہائے دل
حسرت بجائے اشک ہی وحشت بجائے ہوش	سینہ مین ایک آہ ہی باقی بجائے دل

اُس گلعذار کی تو شکایت مین کیا کرون		کیون اُسپہ آگیا یہ ہی خود ہی خطائے دل
فریاد سنتے سنتے مری ہو کے بیقرار	ق	تجویز کی یہ خوب اُنھون نے سزائے دل
اچھا کہو سنین تو تمھارا غم فراق		انشا کیا قلم نے یہ تب ماجرائے دل
معدود چند سطرین ہین گو یہ لکھی ہوئی		صیقل مگر ہی جا بجا ہے کوئی صفائے دل
اسرار حسن و عشق نہان ہین سطور مین		سمجھے انھین وہی جو کسی سے لگائے دل
سوز درون کو پڑھ کے عجب کیا جو ایکبار		فریاد ناظرین کرین کہہ کے ہاے دل
امید یہ قوی ہی کہ اکسیر نظم سے		طالب کو مثنوی مین ملے کیمیائے دل
مقبول بزم عشق مین ہو جاے یا اِلٰہ		اس مثنوی کے حق مین یہی ہی دعائے دل
خامہ لیا جو لکھنے کو تاریخ تو سنا		وحشی حزین کا خون جگر ہی ہمدائے دل ۱۴ ۱۳ھ

از نتائج طبع شاعر بے بدل جناب مولوی ممتاز احمد صاحب افضل نگرامی

بہت اچھا ہوا قصہ یہ منظوم		سراپا عشق کا جسمین ہی مذکور
مصنف اسکا ہی ذی علم و حاجی		خدا یا رکھ جہان مین اسکو معمور
ہوئی افضل کو فکر سال تاریخ		کہا ہاتف نے لکھدو غنچۂ نور ۱۴ ۱۳ھ

از افکار دربار ناظم فصیح اللسان منشی محمد مصطفی خانصاحب آفت قنوجی

تصنیف کی جو نظم فصیح و بلیغ مین		وحشی نے باب عشق و معارف مین مثنوی

تاریخ نظم آنت عذب البیان سنے | خورشید صدق صفحۂ قرطاس پر لکھی

از گہر ریزی کلک سخنور نامی جناب منشی محمد عبد الحفیظ صاحب خستہ نگرامی سب انسپکٹر پولیس ممالک مغربی و شمالی برادر اکبر مصنف

امداد حق سے وحشی نے جب مثنوی لکھی | نکلی ہر اک زبان سے تحسین برمحل
مسرور ہو کے خستہ نے تاریخ کی رقم | بے روئے آز گوہر منظوم بے بدل

۱۳۱۵
۱۳۱۴